

US6353.

12-12-59

Title - GULDASTA-E-SAFAR HUMAYUN

Creator - MURATTIBA Motaf. Abdulullah Khan Khaigam

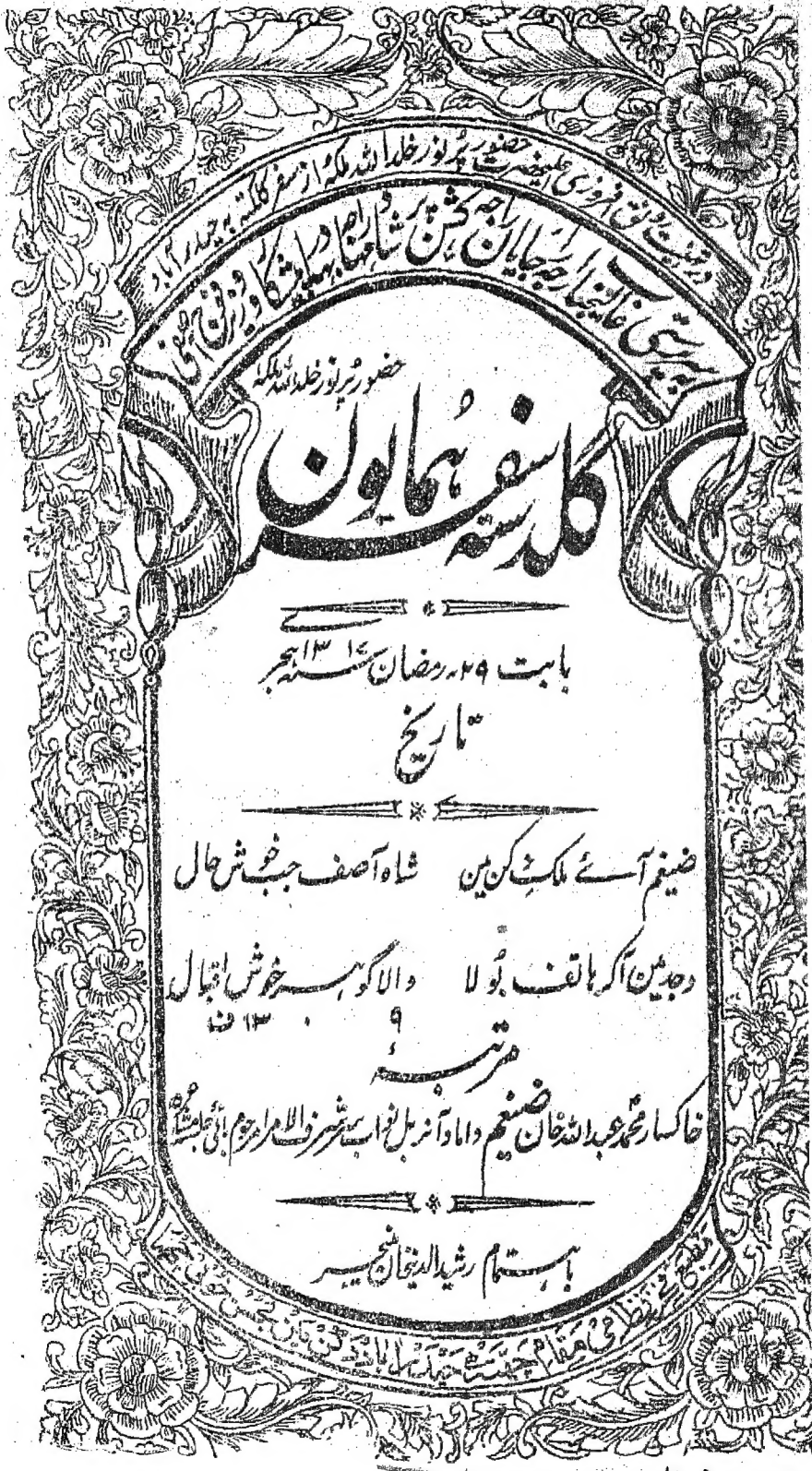
Publisher - Nigami Press (Hyderabad).

Date - 1317 H

Pages - 134

Subjects - Urdu Shayari - Majma.

مناسب تر



حضرت پرنور خداوند

کلیف ہمالیوں

تاریخ

یابت ۲۹ رمضان ۱۳۱۴

تاریخ

ضیفم آئے ملک کنین

شاہ آصف جبش حال

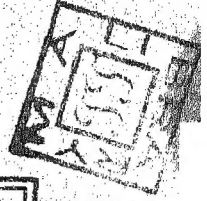
دجین اگر باقی بولا

والا گوہر خوش اقبال

خاکسار محمد عبداللہ خان ضیفم

داماد آفرین نواب شہزاد الامیر جم ابی عیسیٰ

ہستم رشید الدین خان شیر



ناظرین و الائمین

ہمارے آقا سے ولینعت اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سفر گلگتہ سے روتی افروزی کے
تہنیت میں رعایا سے جان نثار اور خیر خواہان دولت نے جہدہ خوشی منائی اور اپنی
اپنی جان نثاری کا ثبوت دیا ظاہر ہے۔ خاکسار ضعیف سے بھی جو اپنے آقا سے
نامدار پر جان و دل نثار کرنے کے لئے ہر دم مستعد ہے اس عمدہ موقع پر خاموش نہ گیا
اور ایک شاعرہ کا جلسہ اس مبارک تہنیت میں بہ ہر پرستی عالیجناب مہاراجہ پیشکار بہنا
وزیر افواج آصفی قرار دیا۔ تاکہ شعرائے نامی بھی اس مسعود وقت کو ماتہ سے نہ مین
اور اپنے آقا اور مالک کی مدح سرائی میں حصہ لیں۔ پس مصرعہ طرچ اردو فارسی
شعرا کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ اُردو۔ آئے حضور بلدیہ میں کیا دیوم دہم ہے
فارسی۔ ہزار قرودہ بلیغ دکن بہار آمد = ہا سوال الیہ کو بڑی دیوم دہم سے مشاعرہ
ہوا۔ روشنی اور چاہ وغیرہ کے علاوہ چالیس پتیا لکھیں۔ ہر ایک سے = چونکہ یہ مشاعرہ خداوند
خلد اللہ ملکہ کی تشریف آوری کی تہنیت میں تھا۔ ہر شخص نے وفور مسرت سے اپنے اپنے
حوصلے کے موافق مدح سرائی کی۔ اسلئے سب کا کلام بلا انتخاب درج گلگتہ کیا گیا = اللہ جو
غزلین عاشقانہ رنگ میں تھیں وہ قلم انداز کی گئیں۔ مناسب سمجھا اس گلگتہ میں حضرت ظل جمالی نے مبارک
کے مختصر حالات بھی لکھے۔ گئے تاکہ ناظرین کو اس کے دیکھنے میں زیادہ دلچسپی ہو۔ یہ مضمون اکثر غزل
اجازات سے لیا گیا اگر واقعات میں کوئی غلطی ہو اسکی معافی کا خواستگار ہو۔
یہ گلگتہ اس سفر مبارک کی یادگار میں شعرا اور شائقین کو مفت تقسیم ہوگا =
خاکسار۔ محمد عبداللہ خان ضعیف داماد آنرل نواب شرف الامرام عوم



۸۹۱۲۳۱۰۸

۵۶۳۵۳

حضرت پر نور خلد اللہ علیہ السلام

مختصر حالات سفر ہمایون



CHECKED 2002

16 JUN 1972

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دکن کے رہنے والے اپنی خوش قسمتی پر کیونکر ناز نہ کریں۔ اللہ جل شانہ نے ان کو ایسے بادشاہ کی رعایا بنانے کا فخر عطا کیا ہے جس کے عدل و انصاف کا ایک عالم مقرب ہے۔ جسکی داد و دہش کا دور دورہ شہرہ ہے۔ جو شرفاں و ازمی اور غریب و پوری میں اپنا آپنی نظیر ہے۔ اور جیسے فراست و دانائی کا خاتمہ ہے۔ وہ کون ہے۔ ہمارا آقا جسے ولایت رستم دوران ارسطو و زمان سکندر شوکت سلیمان شہت نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ نواب میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ۔ جی۔ سی۔ ریس۔ آئی۔ خلد اللہ علیہ السلام۔ جس کے عہد حکومت میں رعایا شاد و ملکت آباد ہے۔ کیا مجال کوئی کسی پر ظلم کر سکے۔ کیا طاقت ایک دوسرے سے سختی اور جبر سے پیش آئے۔ ایامات ضعیف۔

کل ستہ کلشن ہو ذرے سے زرد
دیا آتنا نہیں ہے جگہ شمار

نظر نگر او سکی جیسے پڑے
بے سخاوت کو ذرات پاک پہ ناز

<p>عہد میں او سکے سب میں خرم و شاد ہے عدالت میں روکش کسرا چمن عدل کی جو بو بھری سیلی ظلم و جور و جفا و فتنہ و شر اب کہان ہے وہ گرم بازاری ختم ہے شہ پر خلق و حلم و کرم</p>	<p>کیا اس پر غریب کیا سردار معدت کی ہے چار سمت پکار فقتہ جگر ہوا درخت چنار خلق سے نیت ہو گئے اکبار ای زبردست زبردست آزار سچ تو یہ ہے کہ ہے عجب سرکار</p>
--	--

المختصر ایسے بادشاہ عالیجاہ پر جو ہمہ صفت موصوف ہے رعایا و حیدر آباد جعفر
فخر کرے زیبا ہے اور جعفر ناز کرے بجا ہے حضرت ظل سبانی ^{۳۱} ہجری
میں سند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے اور زمام انتظام ملک اپنے دست مبارک
میں لی۔ اوس زمانہ سے اب تک ہمارے بادشاہ عادل کا خیال ہمایون ہر دم
اور ہر لحظہ رعایا پرورمی اور ملک و اہل ملک کی بہبود کی طرف ترقی پذیر رہا اور
انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا۔ رعایا کے حیدر آباد بھی اپنے بادشاہ عالیجاہ اور اس
عہد حکومت سے جعفر خوش و خرم ہے۔ ظاہر ہے۔ چنانچہ سالگرہ مبارک
کے جلسوں میں اور حضرت ظل سبانی کے سفر کلکتہ سے مراجعت فرانسے کے
ایام میں سب نے جس عمدہ پیرایہ میں خوشی منائی اور اپنی جان نثاری کا ثبوت
دیا اور سکا اندازہ امکان تحریر سے باہر ہے۔

لاٹورین بہادر پہلے گورنر جنرل بنیں جو ^{۳۲} سالہ ہجری میں حیدر آباد تشریف
لائے اور حضور پر نور خلد اللہ ملکہ کے عمان رہے۔ ان کے بعد لاٹورن بہادر
لاٹورن لینڈون بہادر۔ لاٹورن ایگن بہادر کے بعد دیگرے رونق افروز حیدر آباد

ہوتے رہے۔ ان بہادران موصوف کے خیر مقدم میں ہمارے آقاے
ولی نعمت کی جانب سے جس وہوم و ہام سے مہمان داری اور تواضع ہر موقع
پر ہوئی۔ اب تک پبلک کے پیش نظر ہے۔

یہ پہلا مرتبہ ہے کہ عالیجناب لارڈ گوزن بہادر گورنر جنرل کشور ہند نے
باطہار خلوص ہمارے حضور پر نور خلد اسد ملکہ کو مدعو کرنے کا فخر حاصل کیا۔
اور اس ملاقات سے معزز مہمان اور معزز میزبان کو جب قدر خوشی حاصل ہوئی
اظہار میں الشمس ہے۔

اعلیٰ حضرت خلد اسد ملکہ نے کلکتہ کے سفر کا ارادہ مصمم فرمایا۔ اس سفر سے
جان نثاران خداوند نعمت کو کس قدر تشویش تھی اور اپنے آقاے نامدار
کی جدائی کیسے ایک دم کے لئے بھی گوارا نہ تھی مگر خداوند نعمت نے مقام مانع عام
رہایا کہ اڈیس کے جواب میں سب کی تشفی فرما کر زبان مبارک سے ارشاد
فرمایا کہ ”مجھ کو میرے معزز دوست و سیراے ہند بہادر نے بخلوص مدعو
کیا ہے جبکہ میں نے بخوشی منظور فرمایا انا اللہ اس سفر سے بہت جلد
واپس ہوں گا۔“

حضرت ظل سبحانی کے اس ارشاد سے سب کو اطمینان ملی حاصل ہو گیا۔
آخر کار خداوند نعمت کے تشریف لہجائے کا روز بھی آگیا۔ ۱۹۹۹ء
۵ شعبان ۱۴۲۰ھ ہجری روز شنبہ صبح کے سات بجے حضرت ظل سبحانی
معہ پرنس ولید بہادر دام اقبالہ۔ اسپیشل ٹرین پر سوار ہو کر کلکتہ روانہ ہوئے۔
حیدرآباد کے اسٹیشن پر اراکین سلطنت اور عمدہ داران ریاست اور رعایا

جان نثار کا جھوم تھا۔ ہر شخص پر اپنے آقا کے نام کی جدائی شاق چھوٹے
ریج و ملال کے آثار ظاہر تھے۔

یہ سین نہایت غمگین اور دلونکو بچپن کر نیوالا تھا۔ اسپیشل روانہ ہوتے ہی ہر
شخص کی زبان سے بیساختہ یہ شعر نکلا۔ یہ سفر فتنہ مبارکباد و ایسلامت کی وبا آئی۔
حضرت ظل سبانی کے ہم کتاب جوامار و مصاحبین تھے اوفکے سمار گرامی یہ ہیں۔

نواب مدار المہام بہادر۔ نواب سرخورد شید جاہ بہادر۔ نواب فسر الدولہ بہادر۔
مولوی احمد حسین صاحب پربوٹ سکریٹری۔ نواب فصیح الملک بہادر دافع دہلوی
نواب داور الملک بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر۔
نواب لقمان الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ نواب افضل نواز جنگ بہادر۔
نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب تہار یار جنگ بہادر۔ حکیم بادشاہ علیقتا۔

حضرت ظل سبانی کی اسپیشل ٹرین دو بجے گلبرگہ شریف پہونچی جہاں سردار
خلع اسٹیشن پر حاضر تھے ایک دن رات اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ نے
گلبرگہ شریف میں قیام فرمایا۔ دوسرے روز آٹھ بجے شب کے گلبرگہ شریف
سے اسپیشل روانہ ہوئے۔

اکولہ ملٹ بڑاڈ کا اسٹیشن جھنڈیون اور بیرقون سے خوب سجایا گیا تھا۔ حضرت
افضل سبانی کی سواری مبارک ولمان پھونچی مشرک افروڈ کٹسٹر بڑاڈ کی
طرف سے ڈنر ہوا معزز احکام مقامی بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ حضرت
ظل سبانی کی اسپیشل تختیانا ۲۵ منٹ یہاں ٹھہری۔
علاقہ بڑاڈ جو سرکار نظام کا ملک ہے اور ایک مدت سے سرکار عظمت ملکہ

تحت میں بطور امانی ہے وہاں کی پچیس میں ہزار عایا اپنے قدیم ملک کے
 دیکھنے کے اشتیاق میں اسٹیشن بکاپور پر جمع ہوئے جب اسپیشل وہان
 پھونچی تو ہر شخص نے فراموشی سے وہاں سے دیکھا تھا حضرت ظل سبانی اپنی
 جان نثار عایا کا سلام دونوں ہاتھوں سے لیے تھے اور زبان مبارک سے فرماتے
 تھے کہ ریل سے دور رہو اپنی جان کو بچاؤ = مگر اس وقت بوجہ وفود انبساط کے
 کیسکو کچھ نہ سوچا تھا = ہر شخص یہ پکارتا ہوا کہ محبوب الدولہ کی فتح = محبوب الدولہ
 کی فتح = ہم کو یعنی (ہزار) کو پہر واپس لیلو = ڈبہ کے پاس گھسا چلا آتا تھا =
 کچھ جان کا خوف و خطر دل میں نہ لاتا تھا = حضرت ظل سبانی اپنی رعایا کی
 جان نثاری اور جوش مسرت ملاحظہ فرما کر نہایت مخطوط ہوئے اس مقام پر
 قریب دس منٹ اسپیشل ٹرک روانہ ہوئی =
 یہی کیفیت تمام سرحد بڑا کی تھی = کلکتہ تک اکثر اسٹیشن خوب آراستہ و
 پیراستہ تھے =

نواب مدار المام بہادر اور نواب سرخورد شید جاہ بہادر جو پہلے سے
 دوسری اسپیشل پر کلکتہ جا چکے تھے = کاناکے اسٹیشن پر ٹھہر گئے جب حضرت
 ظل سبانی کی سواری مبارک وہان پھونچی = بہادران موصوف کی دونوں
 گاڑیاں حضوری اسپیشل میں لگا دی گئیں =

۲۷ ستمبر ۱۹۹۹ء ۹ شعبان ۱۳۷۹ ہجری روز شنبہ کو چھ بجے شب کے
 حضرت ظل سبانی معہ صاحبزادہ والا قدر معہ تمام ہمراہیوں کے بخیر و عافیت
 رولنگ افروز کلکتہ ہوئے =

یہاں کا سین نہایت پر لطف اور قابل دید تھا۔ اسٹیشن میڈ ازنگ بزرگ
 کی جھنڈیوں اور بیرقوں نے آراستہ = پلیٹ فارم پر سرخ قالین کا فرش
 نہایت خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ ریلوے پولیس = اسٹیشن سے ہوڑا کے تیل تک دور یہ
 صف بستہ کھڑے تھے = جو تھی پلٹن رابوٹ کی ایک کمپنی کا گارڈ آف آنر۔
 اسٹیشن کے اندر اور ایک گارڈ آف آنر اسٹیشن کے باہر حضرت ظل سبحانی کی
 سلامی اوتارنے کے لئے موجود تھا = یہاں بھی حضرت ظل سبحانی کے جمال
 مبارک دیکھنے کے شوق میں اس قدر مخلوق جمع تھی جیسی انتہا نہیں = جہاں تک
 نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے = ہر شخص اعلیٰ حضرت خلد علیہ
 کے نظارہ کا مشتاق چشم براہ تھا =

سہروردی پور چلے پلوٹن ریزڈنٹ حیدر آباد = میجر بیرنگ ملٹری سکریٹری ولیمز
 کشور بند = لارڈ سنک ایڈیکاٹنگ ولیمز = بہادر = مسٹر وڈاڈن خان سکریٹری
 وغیرہ وغیرہ کل معززین اور عہدہ داران کلکتہ واسطے استقبال کے اسٹیشن پر حاضر
 تھے = جب اعلیٰ حضرت فلک شوکت اسٹیشن ہوڑا پر رونق افروز ہوئے =
 ریزڈنٹ صاحب حیدر آباد نے ملٹری سکریٹری اور ایڈیکاٹنگ اور اندر سکریٹری
 وغیرہ کی اعلیٰ حضرت خلد علیہ ملک سے معرفی کرائی = اوسکے بعد اعلیٰ حضرت گارڈ آف آنر
 کو لحاظ فرما کر ولیمز بہادر کشور بند کی خاص گنجی میں مع شہزادہ والا تبار
 سوار ہوئے =

ملٹری سکریٹری اور ایڈیکاٹنگ ولیمز بہادر روبرو خواصی میں بیٹھ گئے =
 سواری مبارک بڑی تنگ اور احتشام سے مع اسکاٹ دیسی کیا ولیمز کے

فرود گاہ ہٹیر روڈ کو روانہ ہوئے۔ تمام معززین اور روسا کی سواریاں ہمارے کباب
تختین = سواری مبارک کا جلوس قابل دید اور لائق نظارہ تھا۔ کیتھدر شب
ہو جانے کی وجہ سے نہ تو سلامی کی توہین سر ہو سکیں اور نہ مشتاقین کی انجمن
حضرت کے جمال مبارک کو اچھی طرح دیکھ سکیں =

۲۳ دسمبر ۱۸۹۹ء ۲۰ شعبان ۱۳۱۹ھ ہجری اتوار کے روز ویرائے بہادر
کی طرف سے۔ ارل آف سفسل اور کپٹن ناگس ایڈیٹنگ خان ویرائے بہادر کشنور
اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کی مزاج پر سی کو آئے۔

۲۵ دسمبر ۱۸۹۹ء ۲۱ شعبان ۱۳۱۹ھ ہجری روزِ دو شنبہ کو اعلیٰ حضرت نے بوجہ نام تعطیل اور
تخان سفر کے آرام فرمایا۔ قریب شام کے سواری مبارک لے گئے ہوا خوری کے نکلی تھی۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۹ء

۲۴ شعبان ۱۳۱۹ھ روزِ شنبہ کو ویرائے بہادر کشنور نے دوبار فرمایا۔ لٹری سکریٹری
اور ایڈیٹنگ خانک مع چوکیداری سرکاری کے فرود گاہ اعلیٰ حضرت پر حاضر ہوئے۔
اعلیٰ حضرت بڑی شان و شوکت سے گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئے =

سواری مبارک کے جلو میں حضور ہی باری گارڈ خاص تھا جو حیدر آباد سے
عمدہ اور مکلف ڈریس سے آراستہ ہو کر پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ اور گورنر
جنرل ویرائے بہادر کے بھی چند سوار ہمراہ رکاب تھے = سواری مبارک
سوا بارہ بجے ون کے گورنمنٹ ہوس کو پہنچی =

نواب مدار الہام بہادر = نواب امیر کبیر بہادر = سر چلے پوڈن بہادر = نواب
اسرار الدولہ بہادر = نواب لقمان الدولہ بہادر = مولوی احمد حسین صاحب
پریلوٹ سکریٹری = سواری مبارک کے ہمراہ تھے =

سواری مبارک کے پہنچتے ہی بیڈ باجا بجنے لگا۔ مسٹر ڈانڈر فارل سکریٹری اور ایکٹ ووسرے ایڈیٹنگاٹ ویسراے بہادر کے بگھی تک پیشوا کی کوٹے زینہ پر سرجائیں سیانگ پیشوائی کو کھڑے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے ہمراہ تخت گاہ کے کمرہ تک گئے۔ اس جگہ ویسراے بہادر واسطے اقبال کے تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت کو بڑی عزت و حرمت کے ساتھ لجا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ہمارے آقائے ولینعت نے اپنے واسطے بازو جلوہ فرمایا نواب امیر کبیر بہادر عقبہ میں اپنی خدمت خاص پر مورچل لیکر کھڑے ہو گئے۔

نواب مدار الہام بہادر اور صاحب ریڈنٹ حیدر آباد اور دوسری عہدہ داران اسٹاف علی قدر مراتب واسطے بازو کر سیلون پر بیٹھے۔

نواب ویسراے بہادر کے بائیں جانب عہدہ داران اسٹاف اور مہران کونسل نے اجلاس فرمایا۔ تھوڑی دیر تک ویسراے بہادر اور حضور نظام خلد اندر ملکہ سے گفتگو رہی۔ پھر عطر و بان کی تواضع ہوئی۔

اور اعلیٰ حضرت مع ہمراہ بیان اسٹاف اپنے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ وقت ورود اور مراجعت کے اکیس اکیس توپوں کی سلامی قلعہ فورٹ دلیم سے سہ ہوئی۔

اوسے روز شب کو گورنمنٹ ہوسٹل میں بڑی دہوم سے اعلیٰ حضرت خلد اندر ملکہ کی دعوت ہوئی۔ ایک پتکھنڈ و نر اور ایوننگ پارٹی دی گئی۔ ڈنر پر کل اسٹاف عہدہ دار اور لیڈیان کثرت سے مدعو تھیں۔ نواب گورنر بلدی و دہ ایڈی صاحب سہ۔ نواب لفٹننٹ گورنر بنگال مع لیڈی صاحبہ بھی دینی

شریک تھے۔

دوڑ گئے بعد گوزر جزل و سیراے بہادر کشور ہند نے مختصر سیچ دی اور حضور پر نور
خلد اللہ ملکہ کی سلامتی کا جام نوش فرمایا =

سیچ گوزر جزل و سیراے بہادر

اعلیٰ حضرت کلکتہ کے قیام تک شادان و فرحان رہینگے اور تمام حاضرین کی بھی
یہی خواہش ہے کہ اعلیٰ حضرت سات مہنی خوشی کے قیام فرمائیں = حضور نظام
ہندوستان کے منجملہ دوسرے بادقت اور سربرا آوردہ روسا کے ایک
رئیس میں جنہوں نے بہت سے و سیراے کو اپنے ملک حیدرآباد میں مدعو کیا۔
مگر میں پہلا و سیراے ہوں کہ مجھ کو حضور نظام کی مہمانی کا افتخار حاصل ہوا = مجھ کو
امید ہے کہ حضور نظام کا آئندہ زمانہ کامل مسرت کے ساتھ چلے گا = اور اٹکا
نام آئندہ نسلوں میں یادگار رہے گا کہ یہ وہ نظام میں جنہوں نے اپنے ملک میں
ایک قائم رہنے والی بھلائی کی تھی =

بعدہ حاضرین میز نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کی
سلامتی کا جام نوش کیا =

پھر ہمارے آقاے ولیعت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ اوشمہ کہڑے ہوئے اور عالیجناب
و سیراے بہادر اور حاضرین جلسہ سے مخاطب ہو کر فرمایا =

یہ سیچ اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ =

جناب ولیہ اسے بہا ورنے جن مہربانی کے الفاظ میں میرا جام سلامتی نوش
فرمایا میں اس کا شکر یہ ادا کرتا ہوں =

آپ کا بلا غایت نامہ مجھ کو پہونچا اس کے ہر ایک فقرہ سے محبت اور اخلاق
کی بولتی تھی اس نے مجھ کو آپ کی ملاقات کا اس درجہ شائق کر دیا کہ میری خواہش
یہی رہے جہان تک ممکن ہو سکے جلد آپ سے ملاقات کروں = اور جب
آپ کی طرف سے مجھ کو دعوت پہونچی تو میں نے بوجہ بالاکمال مسرت سے اس کو
قبول کیا اس امر کے اظہار کی میں کم ضرورت پاتا ہوں کہ جو آپ کے عنایت
ناموں سے میرے ولیہ اثر ہوا تھا = جب میں کلکتہ پہونچا تو اس دلی اثر کی
پوری تصدیق ہوئی = میں نے وراثت پر خطابات پائے میں اور میں سے
اوسے خطاب کو برتر خیال کرتا ہوں جس کو تاریخ نے ادا کیا ہے = ہر مجھے فیث فیل
آئی (دوست بادشاہ ملکہ معظہ) کہلانے کو میں اپنا کمال باعث فخر و مباہلات سمجھتا
ہوں = میری دوستی تین چیزوں پر شامل ہے = میرا خزانہ = میرا شکر = میری
خاصیت ملواری = جب کبھی سلطنت ملکہ عالیہ کے خطاطت کے لئے ضرورت ہو
تو میں تین چیزیں مدد کے لئے حاضر ہوں = خدا ملکہ عالیہ کی عمر میں برکت دے اور
اونکا سایہ عاطفت رعایاے ہند پر قائم و دائم رکھے =

دُور کے بعد اونیٹک پارٹی ہوئی اور قریب بارہ بجے شب کے جلسہ عرس ہوا =
۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء ۲ شعبان ۱۳۱۹ھ سہری روز چار شنبہ کو اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ کا
مزاج کیتھدر کسلند رہا اسلئے سواری مبارک کہیں رونق افروز نہیں ہوئی =
۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء ۳ شعبان ۱۳۱۹ھ سہری روز پنجشنبہ کو اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ لڑا

لفٹ گورنر بنگال کی ملاقات کو ہمراہی نواب مدار المہام بہادر نواب سرخو شید جاہ بہادر
نواب اسرار الدولہ بہادر تشریف لگئے۔ شام کو نواب لفٹ گورنر بنگال سے
اعلیٰ حضرت خلد الملک سے بازوید کی ملاقات کی۔

اسی تاریخ اعلیٰ حضرت خلد الملک نے ریالمن ایندکینی کی شاپ اور جاس انڈیا
فولڈ گراف کے کارخانہ کی سیر فرمائی۔

۲۵ دسمبر ۱۹۰۹ء ع ۲۵ شعبان ۱۳۲۸ھ ہجری روز جمعہ گورنر جنرل ولیراے بہادر
آف انڈیا۔ واسطے ملاقات بازوید کے فرودگاہ اعلیٰ حضرت خلد الملک تشریف
لائے۔ وقت معینہ سے پہلے نواب مدار المہام بہادر نواب سرخو شید جاہ بہادر
نواب اسرار الدولہ بہادر۔ نواب داور الملک بہادر۔ گورنر جنرل ولیراے بہادر
کو ہمراہ لانے کے لئے گورنمنٹ ہوس کو تشریف لگئے۔ ایک بجے دن کے
ولیراے بہادر کشور بند بہر اہی ہوس ولیم کننگہم فارن سکریٹری۔ مشر وڈ و انڈیا
سکریٹری مع دیگر معززین یورپین کے گورنمنٹ ہوس سے روانہ ہوئے۔ قلعہ
فورٹ فالیم سے اس ضرب توپ کی سلامی سہرجی۔

جب ولیراے کشور بند بہادر کی ستھاری مقام فرودگاہ اعلیٰ حضرت خلد الملک
پر پہنچے۔

اعلیٰ حضرت خلد الملک اور مشر چلے پلوڈن نے ولیراے بہادر کا استقبال کیا۔
اور ملاقات کے کرہ میں لگئے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر لوز کے واسطے جانب۔
ولیراے بہادر کشور بند تشریف فرما ہوئے۔ اور عہدہ داران گورنمنٹ
ہوس وغیرہ اپنے اپنے عہدہ کے موافق بیٹھ گئے اعلیٰ حضرت بائیں جانب

پرنس ولیم ہمارے مسٹر لوڈن = نواب دارالمعالم بہادر = وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے = تھوڑے دیر تک معزز مہمان اور معزز مینربان مین بڑے لطف و محبت کی گفتگو رہی = ویسے بہادر نے اعلیٰ حضرت کے اسٹاف کے افسر ونگلی خوبصورت وردیوں کی بہت تعریف کی = مسٹر لوڈن ریڈنٹ جیڈ آبانے حضور صی اسٹاف کے ہر ایک کو نام بنام پیش کیا = سب نے ویسے بہادر کشور بندہ کو نذرین دیں =

بعد مراسم عطر و بانی و باربر خاست ہوا ویسے بہادر تشریف لگے = اسوقت بھی ۳۱ ضرب توپ کی سلامی ہوئی =

یہ ملاقات نہایت لطف انگیز اور مسرت خیز تھی = نواب افسر الدولہ بہادر نے نہایت عمدہ انتظام کیا تھا =

۳۰ دسمبر ۱۹۹۹ء ۲۶ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق روز شنبہ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ویسے بہادر سے ۳۴ منٹ تک پرايوٹ ملاقات فرمائی = اس ملاقات میں صرف مسٹر لارنس پرايوٹ سکریٹری باریاب تھے =

۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء ۲۷ شعبان ۱۴۲۰ھ روز یکشنبہ کو اعلیٰ حضرت نے میوزیم (عجائب خانہ) اور زوالاجل کارٹون کی سیر فرمائی = تین تھے مہاراجہ کوچ بہادر اعلیٰ حضرت کی ملاقات سے مشرف ہوئے = پہر ایک ڈیوٹیشن مسلمانان کلمتہ کی طرف سے پیش ہوا جسکے سکریٹری مشر عبد الرحمن خان بارسٹراٹ لاہ تھے = دوسرا ڈیوٹیشن خدمت اقدس حضور عالی مین گندرا اسکے سکریٹری نواب امیر حسن خان بہادر تھے = تیسرا ڈیوٹیشن نواب حسن الملک بہادر سکریٹری کا علیحدہ

پیش کیا اور ایک مختصر مضمون بھی کالج کے متعلق عرض کیا =

۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء ۲۹ شعبان ۱۳۲۵ روزہ شنبہ کو اعلیٰ حضرت خلداء ملک نے ہارٹ کیفی اور کوک کینی کے طویل کو ملاحظہ فرمایا اور چند گھوڑے خریدے = اسی تاریخ اعلیٰ حضرت خلداء ملک مہاراجہ کوچ بہار کی بازوید کے ملاقات کیلئے علی پور شریف لے گئے = پانچ بجے نواب ولیہ بہار کی خاص کشتی پر سوار ہو کر سات بجے تک دریا کی سیر فرمائی = دس بجے شب کو خاص اسپتال پر سوار ہو کر نہفت فرمائے بنارس ہوئے =

۳۰ جنوری ۱۹۰۶ء ۳۰ شعبان ۱۳۲۵ روزہ شنبہ کو ۹ بجے شب کے اسپتال ٹرین بنارس پہنچی = رات بہر اعلیٰ حضرت نے اسپتال ٹرین ہی میں آرام فرمایا = صبح کو مہاراجہ بنارس معہ پولیٹیکل ایجنٹ اور دوسرے مغزین بنارس کے اسٹیشن پر آئے = اور اعلیٰ حضرت کو ہمراہ لئے ہوئے قیام گاہ شاہی تک تشریف لائے تھوڑی دیر تک اعلیٰ حضرت اور مہاراجہ بنارس سے گفتگو رہی پھر بعد ادائی ملازم مہاراجہ بنارس رخصت ہوئے = پانچ بجے شام کے اعلیٰ حضرت مہاراجہ بنارس کے بازوید کے لئے رام نگر تشریف لے گئے = گیارہ بجے شب کے بنارس سے جانب حیدرآباد روانہ ہوئے =

۶ جنوری ۱۹۰۶ء ۴ رمضان ۱۳۲۵ ہجری روزہ شنبہ کو پانچ بجے سواری مبارک گلبرگہ شریف میں داخل ہوئی = حکام اور رؤساء صوبہ دار صاحب کے اسٹیشن پر حاضر تھے = اسٹیشن نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا = حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ الغزنی کی درگاہ شریف میں آٹھ نوپانچ بڑی ہوم دانا

کی ہوئیں سیکڑوں پلے کی پخت ہوئی لاکھوں غرابے برائی اور منہ غریب شکم سیر
 ہو کر کھایا نیز ارباب مخلوق دور دور سے اپنے آقا کے نامدار کے دیکھنے کے لئے
 آگئے تھے حکام مقامی کا انتظام بہت عمدہ رہا۔ حضرت ظل سبانی اکثر برآمد ہو کر
 نشانہ انداز می وغیرہ فرماتے تھے ہمارا ساری مبارک بغرض تفریح مٹھتی تھی جسکے
 دیکھنے سے مشاقین جمال مبارک خوش ہوتے تھے یہاں بھی حضرت ظل سبانی کی
 اوقات بے بہا کا زیادہ حصہ امور ریاست کے انتظام میں صرف ہوا بہت
 کچھ تحریر فرمایا جسکا طہور نالبا ہوگا۔ ۲۵ روز تک کلبرگہ شریف میں قیام رہا۔

۲۸ رمضان ۱۳۳۵ ہجری روز سہ شنبہ کو منجانب حکام کلبرگہ بڑے دہوم سے
 جابہ ہوا۔

اعلیٰ حضرت ظل سبانی کے خدمت اقدس میں ادریس میں ہوا جسکے جواب میں
 حضرت ظل سبانی نے اپنی زبان مبارک سے یوں ارشاد فرمایا۔

پیشینچ اعلیٰ حضرت لد اللہ ملکہ

اے میرے کار گزار عہدہ داران صوبہ کلبرگہ شریف۔

میں نے تمہارا صداقت شعار ادریس بہت دیکھی کے ساتھ ساتھ جن ترقیوں کتنے
 ذکر کیلئے میں نے ادکے نمایان آثار چھوٹے یہاں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور۔
 خدا تعالیٰ کا شکر تہ دل سے ادا کرتا ہوں کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے میری عہدہ
 حکومت میں میری ریاست کے اس حصہ کے رعایا کو اس قدر خوش حال فرمایا اور اس
 خوش حالی کے ذریعہ تم جیسے عہدہ داران ریاست باز کو گروانا مجھے تم سے قوی

امید ہے کہ تم اس ترقی کو اور آئندہ کوششوں کو مقدمہ الجیش سمجھو گے اور جانتے ہو سکتے ہو کہ رعایا کی صلاح و فلاح کے کاموں میں اور زیادہ ترقی کرنے کے لئے کاکوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرو گے۔

اسے جاخان دہشتندگان شہر گلبرگہ شریف۔

میں تمہارے ادریس کو بھی بہت خوشی کے ساتھ لیتا ہوں اور تمہارے حسن عقیدت کی بڑی قدر کرتا ہوں مجھے اسکی سماعت سے بہت اطمینان ہوا کہ تم میری گورنمنٹ کے قوانین و انتظام کو نہایت سو مند سمجھتے ہو اور امن و آسائش سے اپنی اوقات بسر کرتے ہیں۔

اسے میرے ہونہار طلباءے گلبرگہ شریف۔

مجھے تمہارے ادریس کے سننے سے بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے۔ مجھے تم سے ایک خاص دلچسپی ہے کیونکہ تمہاری اس عمر میں عمدہ تعلیم ہونے سے آئندہ کے لئے میری ریاست کی ہیو دمی کی مجھے بہت بڑی امید ہے۔

اسی میری عزیز مایا اور وفادار عہدہ دارو۔

اس سال بارش کے کمی کے آثار اوہرا و ہرہ استہ میں دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا کہ غریب رعایا کو گرانی غلہ کی وجہ سے غالباً تکلیف ہوگی مگر میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میری گورنمنٹ اس بات سے بخیر بین ہیں اسبنے روانگی کے قبل میں نے غریب رعایا کو کام لینے اور انکے کام سے بالآخر ریاست کو عام نفع ہونکی غرض سے ذرا ایج آپاشی کی تعمیر و مرمت جو طرف

شروع ہونے کی اجازت دیدی ہے اور خاص خاص مقاموں میں متفرق شرک
 وغیرہ بنائیں گے اور نیز منظور کئے ہیں کہ طیل تنخواہ والے ملازمین کو بھی اضافہ
 حتی الامکان بطور امداد دیا جائے۔ محفوظ بھلون میں اور خاص میرے کشاگانہ
 بھی زراعت کر نیوالے اور مویشی پرانے کی اجازت بھی حتی الوسع دی گئی ہے اور
 تمام ایسے امدادی کاموں کے عام نگرانی کے لئے مشرف ذلاب جیسے سحر بہ کار عہدہ دار
 متبعین کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تقابلے حیدر آباد کو واپس گئے بعد میری توجہ اس
 خاص کام کے طرف پوری طور سے اہل ریگی پر حال مجھے امید تھی ہے کہ انشاء
 تعالیٰ انسان سے جقدر بڑھگامی کے تکالیف رفع ہو سکتے ہیں انکے رفع کر نہیں
 اور جقدر عام آسائش کے ذوالع میا کئے جاسکتے ہیں انکے ہم ہو نچانے میں
 بعونہ تعالیٰ مجھے اور میرے عہدہ داروں سے کوئی کوتاہی ہرگز نہوگی ہم اپنے
 کوششوں میں سرگرم رہینگے اور انکے کوششوں میں کامیاب ہونے کے لئے
 خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے امیدوار ہیں اور اسکے بزرگان دین سے مدد چاہتے
 ہیں مجھے یقین کامل ہے کہ ہماری کوششیں کبھی بیکار نہ ہونگے کیونکہ ہمارے اس
 بزرگ شہر میں ایسے بڑے ولی اللہ کا مزار مقدس ہے جسکی زندہ دلی ایک عالم
 میں مشہور ہے اور جسکی تائید ظہری کا ہر اعلیٰ و ادنیٰ امیدوار ہے حضرت خواجہ بندہ
 قدس سرہ کبھی اپنے معتمدین کے خواہشات قلبی کو بر لانے اور انکی دعائی دلی کو
 بارگاہ ایزدی میں مقبول کرانے سے باز نہ رہینگے جیسا ایک مطلع ہے۔

فیض گستر ہے خواجہ بندہ نواز

بندہ پرور ہے خواجہ بندہ نواز

۲۹ رمضان ۱۰۸۱ھ ہجری روز چہار شنبہ

یہ روز سعید روز عید سے بڑا بکر تھا جسکو دیکھو مارے خوشی کے جامہ میں نہیں
ساتا تھا و فوراً سرست سے ہر شخص کی باچھین کھلے جاتی تھیں اپنے آقا کے نام کے
ویدار مبارک دیکھنے کی ادنیٰ و اعلیٰ سبکو کیسا خوشی تھی بلکہ شل عروس نو بہار کے
آرستہ تھا۔ اسٹیشن حیدر آباد سے چو محلے اور ملک پٹہ تک عجیب پر لطف سامان
نظر آتا تھا جا بجا کمائین نہایت خوبی سے بنائی گئی تھیں۔ ہر جگہ روشنی کا انتظام
قابل دید تھا سڑکوں پر دو طرف جنڈیوں اور بیرقوں کی کثرت سے اور زیادہ رونق
ہو گئی تھی سیکڑوں گل حضرت ظل سبحانی کی خیر مقدم کی حقیت میں قطعے تارخین
نہایت عمدہ خوشخط نصب تھیں۔ بلکہ عجیب پر لطف منظر بنا ہوا تھا جسکے دیکھنے
سے رمایا کی جان نثار می اور حضور پر نور ظل اللہ ملکہ کی ہر دل عزیز ہو گیا اور بات
لگتا تھا۔

۲۹ رمضان ۱۰۸۱ھ روز چہار شنبہ کو تمام امیر امرا اور عہدہ دارین بجے سے
اسٹیشن حیدر آباد پر جمع ہو گئے۔ ہر شخص حضرت ظل سبحانی کی تشریف آوری کا
منظر کھڑا تھا۔ ٹھیک چار بجے اعلیٰ حضرت علیہ السلام کی اسپیشل ٹرین داخل حیدر آباد
ہوئی۔ شاہ عالیجاہ گاڑی سے برآمد ہوئے۔ ۱۱ ضرب توپیں سلامی کی سہرتوں
اسٹیشن کے پلٹ فارم پر رمایا کی طرف سے اڈرین شش کئے جانیکا انتظام ہوا تھا۔
عمر مکلف فرش پر دو طلائی کرسیاں رکھی گئی تھیں اور سپر شاہ حجابہ معہ شہزادہ
ولیعہد ہا ورتشریف فرما ہوئے۔ سب نے نذرین دین۔ راجہ شیو لال۔
سوتی لال نے پہولوں کے مارپیش کئے۔ رمایا کی طرف سے شیخ نعیم الدین صاحب نے

علی حضرت خلد اللہ ملکہ کی حضور میں یہ اڈریس پڑھ کر سنایا۔

اڈریس منجانب رعایا سی حیدر آباد

قطعه

میر محبوب علی جان شاہ ما شاہ ماہ است و دکن است آسمان قفل نصرت را پدید آمد کلیہ طالع اہل دکن بیدار شد	از سفر بان و نشان آید ہی ماہ سوئے آسمان آید ہی گنج شوکت را نشان آید ہی ابر نیسان و نشان آید ہی
---	---

اے ہمارے پاؤ شاہ ظل اللہ سم جان نثار رعایا جگہ حضور عالی نے بسا اوقات
میری پیاری رعایا کے لقب سے یاد فرما کر معزز و منفق فرمایا ہے حضور عالی کے
سفر نصرت اثر کے اختتام کے محمود و مسعود جو قریہ کمال ادب و تعظیم اور مسرت
انسا ط کے جذبات کو ظاہر کر نیکی اجازت کے خواستگار ہیں جو کہ ذات ہالین کو
اپنے درمیان باکر ہمارے دلون میں جوش زن میں۔

قطعه

آیا ہے موسم بہار بدلاست رنگ روزگار خسرو کشور دکن آئے ہیں جانب وطن جھومتی آتی ہے صبا سبز ہے لہ لہ لہارا گل کے ہے زیب تن قباغچہ ہو سکر ارا نشہ عویت میں چور گاتے ہیں تلخ بطیور	ہے تروتازہ برگ و بار ملک دکن ہر لالہ زار شکر خدا سے ذوالمنن آئے ہمارے تاجدار نکلے لئے نئی ادا سر و صنوبر و خار ہو گئی مقدر ہوا پر کرم ہے قطرہ بار نغمہ رحمت حضور ملے خوشی سے بار بار
--	--

دو خسران کا جاچکا اب ہر عمل مبارک	شکر خباب کبیر آئے دکن کے شہر بار
فضل خدا سے ذوالجلال شہ کار ہر شکر کمال	شہ کے حد وہوں پائمال شاد وہوں چاہان

اسے ہمارے شہر بار گردون رکاب حضور عالی کا اپنے دارالسلطنت سے باہر تشریف لیا ناگو وہ ایک قلیل مدت ہی کے لئے کیوں نہ ہو گمراہ خانہ زادوں کے لئے موجب اضطراب تھا کیونکہ ہم جان نثاروں کے جوش جان نثاری کا یہ تقاضا ہے کہ ہر وقت اپنے آقاے رحمت پناہ کی جلو میں وفادارانہ ثابت قدم رہیں اسلئے سایہ عاطفت سے ہلکا ایک روز کی دور سی بھی سخت ناگوار تھی گو پیر و مرشد نے جس مسعود سالگرہ مبارک کے جلوس باغ عامہ میں ہم غلاموں کو زبان الہام بیان سے دعوت نواب و سیراے بہادر کشور بند کی نشست طہیمان فرمادیا تھا تاہم اس چند روزہ دور سی کو بھی ہم غلام اپنے لئے بچھین کرنے والی سمجھہ کے حضور عالی سے بوقت عزم کلکتہ بذریعہ عرض التماس کر چکی جو راست کی تھی کہ ہم کو بھی ہمارے رکاب رہنے کی عزت عطا فرمائے جائے لیکن حضور عالی نے ازراہ مواہب خسروانہ نہایت شفقت آمیز اور عزت دہ الفاظ میں ہم خانہ زادوں کو شرف فہمائش صدور فرمایا کہ میں تمہاری اس عقیدت مندانه درخواست کی قدر کرتا ہوں بالفعل تمہارے ساتھ چلنے کی ضرورت نہیں پائی جاتی اسلئے بغواے اکابر فوق الادب۔ ہم غلاموں نے سکوت اختیار کیا مگر ہم خانہ زادوں کی آنکھیں او دہر سی لگی ہوئی تھیں اور ہم کمال اشتیاق کے سایہ بصوت و مافیت حضور کی مراجعت فرامی کے منتظر تھے۔

حضور عالی کا ہم جان نثاروں کے مجمع میں اس وقت تشریف فرما ہونا اہم تھا

ترشح کا حکم رکھا ہے ہمارے ولوں کے پڑ مردہ اور مر جھائے ہوئے پودے
 اس زندگی بخش ابرکرم کے جھینون سے ترقی مزہ ہو گئے ہیں اور آج خوش مسرت
 اور اطمینان کے پھل لہے ہوئے پائی جاتی ہیں ہم خانہ نادان نہایت اشتیاق
 کیا ہے چشم براہ ہو کر حضور عالی کی سلامتی اور عافیت کے مترصد رہے ہیں اور جو
 خبریں کہ وہ قافو قیام ہم ملا ہو گی اس نشاط و اطمینان قلبی کے متعلق ہوتے رہے ہیں
 اور ہمیں شک نہ ہو غلاموں کو جو مسرت اور نشاط دہانی ہوئی اسکا اندازہ بیان سے
 یاہر ہے۔

اے ہمارے آقاے نامدار آپ کے ظل ہایوں کی دوری میں صرف وہ وقت
 ہم غلاموں کو مسرت بخش گندا جبکہ بچے پیرو مشد کا وہ اطمینان بخش جواب اسپج
 نواب دلیار سے بہادر ہند پڑا جکا ہر لفظ لافیت و گوہر ہے بہادری و دوستی
 سرکارین سے ملو اور تمام ہندوستان کو نور و فاس سے منور کر نیو الا تھا جسکے اثر و فاع
 شعاع سے باوجود بعد ہمارے خوش غلامی کو وہ چند کر دیا اور آپ کے ہر غلام کے
 دل و زبان سے نعرہ خوش و صدائے احسن بلند ہوئی حضور عالی نے نواب دلیار سے
 بہادر کشور ہند کے اسپج کے جواب میں زبان الہام نشان سے تقریر فرماتے وقت
 یہ بیان فرمایا کہ حضور کو لکہ عالیہ قیصر ہند کے ساتھ جو غلامانہ اتحاد مورخہ ہے وہیں
 جیردن پرتل ہے یعنی حضور کا خزانہ اور فوج اور حضور کی ذاتی تلوار ہم خانہ زادوں کو
 یقین و اتق ہے حضور عالی کو یہ بیان کرتے وقت پورا اطمینان تھا کہ جس امداد کا
 حضور سے وعدہ فرمایا اس میں حصہ لینے کے لئے ہم خانہ زاد دیا ہر طرح سے
 شامل و آادہ میں اور ہم میں سے ہر شخص اس مقصد کی تکمیل کے لئے پوری طرح

حاضر ہے کیونکہ پیرو مرشد کا مقصد ہمارا مقصد ہے۔ پیرو مرشد کی خوشی میں ہماری خوشی شامل ہے اور ہماری جان میں پیرو مرشد کی ملک میں۔

ہم خانہ زاد و گوارہ نہیں کہ اب حضور عالی بیان زیادہ توقف فرامنے کی زحمت برداشت فرمائیں لیکن اس قدر ہم اور عرض کر نیکی جبارت کرتے ہیں کہ حضور عالی کو اپنے دار السلطنت میں واپس تشریف فرما ہونے کا خیر مقدم کہنے کے ساتھ ہماری یہ دعا ہے کہ خداوند جل و علا حضور عالی کے عہد حکومت کو امتداد امن کا مرانی اور فلاح کی برکتوں سے مالا مال کرے اور اپنے ربانی خزانہ کی بے بہا دولت کا ابر حضور پر برمائے۔ آمین تقرا آمین۔

قطعہ

آصف عالی مقام پہنچے ہیں اگر وطن تو ہے چین کے مثال حضرت آصف ہیں ہر کہنے تجھے انجمن حضرت آصف کو شمع لکھتے تجھے تن اگر جانیے آصف کو جان آنے سے تیرے شہا آج ہی گہر خوشی سر سے جو اونٹنی بلند موج و سرور و نشاط رایت فتح و ظفر مروہ جنابان ہے آج	آج تو جتنا ہو خوش ہے تجھے زیادہ کن سروغرا مان چلا آتا ہے سوئے چین آج ہو می شمع پر زیب و ہاشم جمع ہوئے ہیں ہم بار و گرجان و تن جوش مسرت ہے میں پیرو جوان لغز کن صفہ ہستی سے محو ہو گئے رنج و محن شوکت و فرکا ہما شد یہ ہے پرتو فلک
---	---

قطعہ

شاہ اساس ملک بتواستوار باد ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بگزر د	عمر تو ہیچو دور فلک پائیدار باد ہیچون عروس ملک ترا در کنار باد
--	---

آمین آمین آمین۔

اسکے بعد چارے آقاے ولینعت خلد اللہ ملکہ نے زبان مبارک سے نہایت
دلنیز تقریر ارشاد فرمائی۔

پیلیج علی حضرت خلد اللہ ملکہ

مقام ریلوے انٹرن جید آباد

میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو۔

میرے سفر سے خیر خوبی کے ساتھ واپس آنیکی نسبت تمکو خوشیاں
مناتے ہوئے دیکھ کر میرے دل سے بے تحاشہ یہی دعا نکلتی ہے کہ خدا تعالیٰ
اپنے فضل و کرم سے تمکو اس طرح ہمیشہ خوش دیکھنے کی خوشی مجھے عطا
کرتا رہے۔

اس موقع پر شاید تمکو اس بات کے سننے سے بھی خوشی ہوگی کہ نواب
وہید علی بہادر نے خاص طور سے اور باستانہ گان کلکتہ نے عام طور سے
میری خاطر و مدارات اور میری آسائش و سیر کا کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھا اور
میں اس سیر و سیاحت سے بہت مسرور و مطمئن ہوا۔

میرے سفر کلکتہ کے متعلق تمہارے انتہائی اضطراب و اندیشہ نے مجھ پر بخوبی
ظاہر کیا کہ تمکو میرے ساتھ کیسی کمال درجہ کی محبت و عقیدت ہے کیونکہ یہ
محبت کا خاصہ ہے کہ اپنے محبوب کی نسبت ذری ذری بات بھی بہت بڑی
سمجھی جاتی ہے اگرچہ تمہارا اضطراب و اندیشہ تمہاری صداقت و وفا شعار
عملی طور سے مجھے بخوبی جانی تھا۔ باز ہم یہ اندیشہ تمہارا کوئی صحیح نہ تھا۔ اسکو دفع

کرنے کے لئے میں نے باغ عامہ میں اپنے سفر کا ذکر چھڑ کر تھکواطینان دلایا
 تھا کہ یہ محض دعوت و مدارات مروت و اخلاق کی بات تھی۔ اب ہمارے
 اڈیس سے واضح ہے کہ تنے ٹھیک طور سے معلوم کر لیا ہے کہ میرے سفر کا
 آل کیا تھا میری بڑی خواہش تھی کہ میں بطور خود سلطنت برطانیہ کے ساتھ اپنی
 تاریخی وفاداری کا اظہار نہ صرف عملاً کروں۔ بلکہ علانیہ تقریراً بھی ایسے مقام
 و موقع پر کروں کہ اسکی شہرت دور دور تک ہونیکی وجہ سے میری دوست
 گورنمنٹ کی تائید چوڑی سے ہوتی رہے۔ حالانکہ ملکہ عالیہ سلیمہ الدنقلی
 کے ساتھ میرا موروثی اتحاد جو ہمیشہ رہا (اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی روز افزون
 رہے گا)۔ اسکا اقتضایا بھی تھا جبکہ برطانیہ کو آفریقہ میں اپنے رمایا کی حفاظت کیلئے
 شرف و فسادنا ضرور ہے۔ ایسے موقع میں جب قدر ہو سکے میں اقوال و افعال سے
 سلطنت برطانیہ کو پوری کمک دینے پر اپنی آمادگی و استعدادی علانیہ ظاہر
 کروں سجادہ دوست وہی ہے جو وقت پر کام آئے۔ میں بہت خوش ہوا کہ
 تم بھی اسکو اچھی طور سے پا گئے ہو۔ اور اپنے اڈیس میں میری اسپیج کلکتہ کا
 ذکر کہہ کر کے تنے نہایت صداقت شعار می کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ جس
 امداد کا میں نے وعدہ کیا تھا اوس میں تم اپنا حصہ لینے کے لئے بالکل تیار و آمادہ
 ہو۔ مجھے تم سے بھی امید تھی (اور ہے) کہ تم میرے ساتھ ہر امر میں شریک
 رہو گے۔ میرے مقصد کو اپنا مقصد سمجھو گے۔ اور میری خوشی کو اپنی خوشی
 میں تمہارے اس بات کی بڑی قدر کرتا ہوں اور تمکو یقین دلاتا ہوں کہ جیسے
 وفادارانہ خیالات تم میری نسبت رکھتے ہو۔ ویسے ہی مجھنا نہ خیالات مجھے

تمہارے نسبت میں اور ہمیشہ رہینگے تمہاری آسائش و عام بہبودی اور سہولت
میں تمہاری خوشی مجھے ہمیشہ بدل منظور ہوگی۔

قطعہ آصف

اے میرے خیر خواہ رعایا ہی جان نثار
میں خوش ہوا اور ایک زائیکو ہے خوشی
میں کیا کہوں کہ کیسی مدارات میری کی
دعوت میں رات کے تھے ہزاروں غلاموں
جو لطف و لیسرے سے لکڑے ہوئے
ہکوہ میں گئے یاد یہ مہمان نوازیان
جا جا کے سیرگاہوں کی میں نے جو سیر کی
بنگال و بھٹی کے گورنر بھی تھے وہاں
جیسا ہوں دوست و دولت برطانوی ملک میں
کھلتے و لیسرے کے دم سے ہی فیضیاب
ہوتی ہے قدر کاں جو اہرے کوہ کی
چھلتی نہیں کیسی محبت کیسے ساتھ
ہوتی ہے ایک کی بھی و عادل سے ستیاب
جو خزان بہار کا آنا ضرور ہے

مجھ کو ہوا تمہیں بھی مبارک ہو یہ سفر
دعوت جو و لیسرے نے کی میری خوشتر
اعزاز و آبرو کا کیا پاس کس قدر
سرسال سے زیادہ یہ طلبہ تہاروپ پر
اس کیفیت کے لکھنے کو زیبا ہو صرف ز
کب ایسا میں زبان ہو فراموش عمر بہر
میرے گمان سے لطف ملا مجھ کو بیشتر
اٹھنے ملا وہ دونوں میں خوش خلق و ناموس
میری زبان سے میرے قلم سے ہوشنہر
رونی پذیر شہر ہے آباد گہر کے گہر
کچھ قدر سحر کی نہیں جس میں نہ ہو گہر
ہر ایک کے ہی دیدہ و دل پر مجھے نظر
لا کہوں وہاں میں جب ہوں تو کیونکر نہ ہوا
میری مراجعت سے نہ کیوں بخش ہو بیشتر

آصف کی یہ دعا ہے رعیت میری رہی

خوشحال خوش معاش خوش اطوار خوش رہی

تم سلامت ہو مسند اربرس | ہر برس کے ہون دن بچاس ہزار
 الفرض سوار می مبارک بصد کرد فرچہ محلے مبارک میں داخل ہوئی
 شب کو کثرت روشنی سے حید آباد اک بقعہ نور نظر آتا تھا ہجوم خلائق سے شافہ
 سے شانہ چلتا تھا راستہ بشکل لٹا تھا
 سجان السدکیا روز سعید تھا جبکی نظیر حیدر آباد کی تاریخ میں لٹا غیر ممکن ہے
 اندر جلنا نہ ہمارے آقا کے ولیمت علی حضرت حضور پر نور خلد السد لکھ اور
 پرنس ولیم ہد ہا در دام اقبالہ کو یابین شان و شوکت ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے
 عمود ولست و حمت میں دن و نالی رات جگنی ترقی ہو۔

این دعا از من و در جملہ جهان می آید۔

خاک محمد عبدالعزیز خان ضیغم

مبارکباد و تواریخ عالمی جناب سہراجی این مبارک باد کا وزیر افواج
سرکار عالی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ

یہ سفر از مئی فتح زمین مبارک ہو
دکن کو شاہ مجھے یہ چین مبارک ہو
بہار باغ گوشہ کو دکن مبارک ہو
بہار گلشن و سرسبز من مبارک ہو
اکھی ملک کو اسکے جلین مبارک ہو
حدوے شاہ کو رنج و محن مبارک ہو
سفر سے آئے قیام دکن مبارک ہو
حضور آپ کو یہ نور تن مبارک ہو
حضور کو کرم و ذوالمنن مبارک ہو

قدوم شاہ تجھے اے دکن مبارک ہو
جہک کی کہتی ہے گلشن میں عندلیب چین
آدھر سبست کی آمد ادھر ہے آبدشہ
چمن کو نغمہ بلبل ہو سرور کو قمری
دکن میں سکے آصف ہر جہک حارسی
سرور و وحش ہمیشہ ہوں ہمیت شدہ کو
حضور آئے رعیت دکن کی ہر شادان
مرد و خوب و چار یار کی دامن
غایت شدہ آصف ہو شاہ و کوصل

تواریخ

بافشا ط اور باسرور آئے
بامراد دلی حضور آئے
دکن میں شاہ نظام آئے
حضور عالی مقام آئے
ولید جم مرتبت تو جوان
لکھنؤ پر شمس خدیو جوان
قدوہ مومنان نظام الملک

جاکے گلکٹہ حضرت آصف
خیر مقدم کی عرض کی تاریخ
سفر سے باسرور شادمانی
لکھا یہ تاریخ سال آمد
جو ہمراہ شاہ دکن آئے آج
پچھلے سال تاریخ پر نور شاد
نہا محمد آئے بعد سفر

<p>زبدۂ مومنان نظام الملک بدو آمد امر و حجام دکن عزیز ظالین نظام دکن از سفن زبانه ار جاہ و جلال خوش نظام آمدید گفتم سال رہین منصور اسے خدادایم دولت عسرتا ابد قائم</p>	<p>سینہ سمنیت لکھواسے شہاد چو شد رونق اسروز بلدہ نظام چہ خوش سال تار سنج گفتم شہاد آمدی خوش نظام خبر فر شاد و شاد السنت جملہ خلق دکن اعحضرت حضور آصف جاہ سال آمد کہی یہ فضلی میں</p>
<p>شہاد بہر و شادمان و بامراد کشور شاہ دکن آباد باد</p>	<p>از سفر آمد چو آصف شاد شاد شہاد این مصرعہ دعائیہ گفت</p>
<p>عالمیاجاہ ارجان ارج آواز و راجہ میرانی نو بہر جا صاحب عالی</p>	
<p>کیا خوب روشنی ہے بڑا انتظام ہے منہ سے لگا ہوا سے غنیمت کا جام ہے باغ بہشت ہے بہنیں اس میں کام ہے بھگو تو اس کے پینے کی عادت اے معدوم اب جہان سے حاتم کا نام ہے ہینٹل ہو پیدل یہ شاہ نظام ہے مسرور و شاد آج رعایا ستام ہے</p>	<p>آئے حضور بلدہ میں اک ہوم نام ہے فرط خوشی سے ست ہر اک ظامن عام ہے شاداب ہے شگفتہ ہے کیا گلشن دکن مان ساقیا ملاوے ہے مدحت نظام مشہور خلق ہے یہ سخاوت حضور کی لطف و کرم میں خلق میں انصاف و عدلین کلکتہ سے حضور جو تشریف لائے میں</p>

ہم کو تو اپنے شاہ کی رحمت و کام ہے
رفت و جا ہمارے ہی صبحِ شام ہے

تقریب میں کسی ہم اشعار کیا لکھیں
مانندِ خضر آصف سادس کی عمر ہو

ضمیمہ خاکسار محمد عبداللہ خان ماہِ ازل اب شہرِ الامم حرم بانیِ خلافتِ شہ

شامل حال ہے تائیدِ اکھئی کیسی
ہے رعایا کو خوشی نا تنہا ہی کیسی
بہتر سے بہتر ہے ہر سمتِ اکھئی کیسی
قد تلواری کر تے ہیں سپاہی کیسی
صدقے ہونیکو طبیعتِ مرجئی کیسی
زیب دیتی ہے تجھے مندر شاہی کیسی
ظلم و بدعت کی ہوئی دور سپاہی کیسی
تہجہ ہے رحمت حق نا تنہا ہی کیسی
شان و شوکت نے ترقی ہی گواہی کیسی
تو نے دشمن سے بھی اللہ باری کیسی
دیکھنا اٹکیں اک روز تباہی کیسی
آنکھ اٹھتی ہی نہیں شوخِ نکاحی کیسی
ہے ترے رخ سے عیاںِ ان اکھئی کیسی
جانتا ہی نہیں ہوتی ہے جاہی کیسی
واجبِ لرم ہے گہیری تہا ہی کیسی

روز افزون ہے تری شوکتِ شاہی کیسی
آمدِ شاہ کی کیا دہوم ہے اللہ اللہ
دیکھنے کے لئے مخلوق ہے اُڈی آتی
جان سے بڑھے نہ کیوں نہ کورعایا بھجو
چاند سا چہرہ پر نورِ نظر جب آیا
تو سلامت رہے باغِ وقار ای آصف
گو کب عدل ترے عہد میں چمکا کیسا
کیوں نہ اقبال میں دولت میں ترقی ہو نام
تو علو العزم ہے ثابت یہ ہوا کرزن پر
لب پہ آیا نہ ذرا شکوہ بد عہد سے غیر
غیب کی مار پڑی گی ترے بد خواہوں پر
وہ ترارعب ہے اسے شاہ کی ترے لگے
ترے ہی واسطے شایان ہی یہ آصفی ہی
یادہ رحمتِ آصف سے میں ہوں مست نام
نظرِ لطف ہوا عرشِ شاہ دکنِ ضمیمہ پر -

از جناب حبیب صاحب کنتوری

نیکون نامید لیکر ساز عشرت یان ضرور نظام الملک آصف جاہ سادس کو زماہین موسے کلکتہ میں حضرت وزیر بندہ کو جہان لگائیں کیونکہ مردم خاک پائی شاہ اکبر دعا یہ ہے حبیب شیخ خوان کی راندن حق مسیحی سال نو اقبال کو خام ہن لایا نہیں باقی سیر ہو (جائے دوبارہ) اس قلمرو	مبارکباد گاتے جنت الما و علی سے حور جو دن آئے قوشل عید و فور السور افق تک مہر سان کے کر کے جلد ہی راہ دور منور کر کے عالم ہر نظر میں شل نور قدوم شہ کے پیچھے فرق ارباب غے آئے یہی کہتے ہوئے اسپین سب اہل شعور نہالا اوسکو بیت السلطنت میں جب نور
---	--

مائل جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب

قطعہ تارنج

گلکتہ کی سیر کر کے مائل نظیرین کہتے ہیں دیکھنا یہ ل	سلطان فلک مقام آیا گلبرگہ کو وہ قطام آیا
--	---

جمال شاہ سے گلبرگہ کا ہر ذرہ چمکتا ہے ادب دل میں دعالب برہنہ گہر خوشی گہر زیارت کے لئے آصف بیان نشر نفی عجب کیا اگر کرین بندہ نواز آئینہ ہر دلو	بلایمیں دور سے لے طور یہ ہے وہ تجلی گاہ یہی شہر ابھی چرچا ہے گلکتہ سے آئے شاہ کہ گلبرگہ کے اک گنبد میں سحر خواجہ ساقی آگاہ نظر جتے ہی چمکے برق کے مانند برگ گاہ
--	--

<p>سرایامین سوزنگ لاله بوئے الا اندر سخت‌الزون کے دل پہلو میں پھر کین لے نکلا عجب کیا عجب کیا کر صلہ دی مجھ کو خاطر خواہ حضور آتری ہی ثابت ہوا منزل سے کلام جنین خوش خوش بہن شہ کو خضر کی عمر دہشت میری نظرون مصدق ہوں میری آنکھیں روشن کبھی تاریخ آج آئے نظام الملک صفحہ</p>	<p>گل گلزار وحدت بنکے ہر انسان ہمارے یہ وصف پاک خواجہ سنے میرے شہساز نخدان قدردان شیرین بیان شیرین باطن سوار سی بادشہ کی روز شنبہ وقت عصر آئی سلام عہدہ داران روزہ داران ایک خوشی یہ میرا مرغ دل صدقے کا طائر بنکے اوڑھنے مجھے ہے چارم ماہ مبارک عید سے بہتر</p>
<p>کیون نہ قربان ہوا اک کی نظر آگہوں پہ قدم حضرت آصف مرے سر آگہوں پہ</p>	<p>اہل گلبرگ پہ اب پڑتی ہیں شہ کی انگلیں سے یہی زمرہ ہر ہر کی زبان پر آئل</p>
<p>آصف قت سلیمان زمن آتے ہیں میر محبوب علی شاہ زمن آتے ہیں</p>	<p>تار و بود نظر حورو پر ہی فرش میں ہو سیخ گلبرگ میں جنت کا چین یا اللہ</p>
<p>ترکی قصید فارسی از خجاستر علیشاہ ضامی لشرعی بہدایت از گوہر خزل</p>	
<p>بند لارڈ میو صفا بہا و منصفہ رطلہ دیوانی</p>	
<p>بایا کہ مبالغہ نگر باز آمد کہ بوئے نافہ مشک تہا باز آمد کہ جانب چین آن گلے زار باز آمد</p>	<p>دور آہن امی جان کہ یار باز آمد کہ چین گیسوے مشکین یار بکشد است بشوق نغمہ صبر شاخ گل زہلبل</p>

شکب جان سزیم نموده بنمقدم قرار بخش دل بے قرار باز آمد

مطلع ثانی

بیانغ ملک دکن نو سبب باز آمد
 بکوچه کوچه بگوید سر و ش از عشرت
 بشهر منتظر تابان سر نه طو
 سز و رود که سیلانی بر آستقبال
 بنحانه خانه نباشد چگونه آرایش
 شیشه که جانب کلته رفته بود امروز
 شیراز بدیده گرفته رقص سر لندن
 ز بند ضرر و در آن مراجعت کرده است
 کشاد و مادر ایام از طرب آغوش
 ز سیریند بیاید شسته تهنیت و شش
 با وج سپرخ بنا زای زمین ملک کن
 شنیده تاخیر مقدمش من مضطر
 بیایا که روانی ز کالبد رفته
 درون بزم من از مقدم تو در گردش
 خیام خویش زومی تا میان گلبرگ

بنا خانه کهن برگ و بار باز آمد
 که از سفر شمشه والاتب باز آمد
 غبار تو سن آن شهر سوار باز آمد
 از آنکه آصف گردون و قار باز آمد
 چرا که زبید و این دیار باز آمد
 بفتح با سپه بے شمار باز آمد
 نظام ملک بعد افتخار باز آمد
 که ماه مصر کعبه آن دیار باز آمد
 که دولت ابدی در کنار باز آمد
 تیر جسته که از مرغزار باز آمد
 بخت خود که شمشه نام و از باز آمد
 قرار بادل سیما ب و از باز آمد
 بیای بوس تو ای شهر یار باز آمد
 بیایه مانع می خوشگوار باز آمد
 بهار و دچمن روزگار باز آمد

بکوچه کوچه بدیده ترکیب مبارکباد
 بنحانه خانه بگوید شیر یار باز آمد

گرای خاشیخ غلام قادر ضا شاعر خاص حضور ی.

بر اوج چرخ بخند ای دکن که شاه رسید زانه گفت فلک را که حیات قص لشا نجاه کن که بیستانه این بان گوید چهره ز خوش چه مبارک حس بود که اثر هنر لشکر کلک است در دکن امروز آرزوی قد مبوس پیرم شد خویش بدست عقل غمان ادب نگه داریم و علم و فضل نه نشانه کتبه بیخ می رس ز دلفریبی مضمون نظم و نثر نظم دلی نامه گرفتار آه در عهدش قدح کشیم و ز شاخ امید گلچینیم بسمان مدعی افسوس خود ز خود می بدش ز بخت و دولت مایندگان چه بپیری بقالب تن بجان ماروان دیگر خدا یگانه هم جا کر استم سوزا	در آبرض طرب سی فلک که ماه رسید شاره گفت که آصف به شکار رسید بیایا که ولیعبد و باد ضاه رسید بدست بوس و عالم صبحگاه رسید شاره مرتبه شاه جهان بنیاد رسید حریف میکده و شیخ بارگاه رسید و میم بوسه رکابش کرد راه رسید که نکته نکته با کاهیش گواه رسید بگوش چرخ فلک شور و اه و اه رسید گر زلف تیان بهج و تاب رسید که منگون شده حاسد بقعر چاه رسید همان رسید که از برق با گیاه رسید کلاه گوشه ماتا با و ج اه رسید ز آمد آمد محبوب کوه کلاه رسید منم اسیر نگاه که گاه گاه رسید
---	--

تصرف نظرت خاک را کند اسیر
نظر کمال گرامی که داد خواه رسید

و آجبر قصید رسی جنایه محمد جد ضایه فرزند تلمیذ مولانا محمد علی خاوا که محرم سال
اول فارسی سنی نامی اسکول تهر کھٹی

خران برفت چو شاه ستوده کار آمد	نیز از مرده ببالغ دکن بهار آمد
نیم صبح بصد عز و افتخار آمد	که سوئے کشور خود شاه کا نگار آمد
بصد هزار ذوطی و سزار آمد	که بادشاه فلک قدم و مادر آمد
فلک هم از به انصاف و حق گذار آمد	محب قیصره محبوب با وقار آمد
حدوی شاه گیتی حقیر و خوار آمد	که شاه با همه عز و افتخار آمد
و کن بناز که سوی تو شهریار آمد	فلک بیال که سلطان اقتدار آمد
ز خود او بجهان و سجان قرار آمد	دعای پاک دلال زمان بکار آمد
بیار باده تو ای ساتی بهشتی روستے	که جام باده زد دست تو خوشگوار آمد
رسید شاه ز کلمتہ خوشدل خوشترم	برای اہل دکن عیش بے شمار آمد
شہ است رحمت باری و کشت او دکن	خوشا که رحمت حق سوی کشت زار آمد
بزرگ مرتبہ گردید نامور بجهان	که چشم ملک بظلال خدا و چار آمد
چگونه مدح سہری چنین شہے نشوم	اساس ملک زمین شاه استوار آمد
ز ہی بزرگ نژادی که از نہایت غرم	جهانستان بجا گیر و بختیار آمد
چو او نخواستہ یک شہر ایر دانشمند	نہ مثل او بجهان بی بیج آجدار آمد
زمانہ خرم و شادان شود ازین مرده	شدیدہ ام کہ فرادستہ او برار آمد
قرار از دل اہل وطن جدا بودہ	و لے چو شاه رسیدہ و گر قرار آمد

برای خیر گالان و دودید باشد
 دکن چوباغ بود شه چوبلیل خوشگوس
 چو شاه از سیاحت مراجعت فرمود
 بر عقد و سلک شتایبند هزار خلوص
 بیار باده بلا انتظار اسے ساقی -
 شته نظام نژاد و شته نظام نهاد
 زمانه گفت باز و می شته و لید عیش
 نیاز ملک که آن کوکب سید رسید
 تخت خویش دگر باره با مستر عیش
 بیار باده گلرنگ ساقیا مشب
 بهر طرف که نظر میکنم به عیش است
 مستر تے بدل آورده خوش منجم
 جهان عدل و سخامی و قرار ملک رسید
 چو آب آفتاب نشاند بر سیر امیش
 ز روشنی و جلالان بے حساب شمار
 ز لار و کرزن مصحان نواز عدل شعاع
 چو شاه جان بباغ دکن رسید به عیش
 هر گجا که بداند لیشه بود در عالم
 ز فیض مدحت شاه است انیکه میگویند

چو عید باشد زیجا به کامگار آمد
 بسوی باغ دکن گونیا هزار آمد
 امید رفته اجاب در کمنار آمد
 فلک برو می زمین از پیئے شمار آمد
 که آینه مقصد را بد بانتظار آمد
 بصد و قار بر وقت بصد و تار آمد
 تاره در بر میناب تا مدار آمد
 بنام تخت که این صاحب اختیار آمد
 حلیم و عادل و حجاج و بهوشیار آمد
 که دور دور نشاط است و هم شکار آمد
 ز هر کنار گو ششم رسد بهار آمد
 که شاهزاده بشاه جهان تبار آمد
 محبت دولت و قوم و نکو شعار آمد
 که راه نیز چو آئینه بے غبار آمد
 خاک باتش رشک حد و نزار آمد
 براه معدلت و فضل روزگار آمد
 نهال عیش ز الطاف حق بیار آمد
 بزنگ خاطر خضمان او فگار آمد
 که شعر من همه شیرین و آبدار آمد

<p>درین چکامه ز اشعار غالب دہلی روا بود کہ کنم درج زاکمہ آن ابیات بر تیغ و گنج بود کار ساز و دشمن دوست زہے ملک ستانی سکت در ثانی چو مدح شاہ نوشتہ نمیشود و واجد دعای شاہ بود کار اہل عالم و بس دعای شاہ بعد سوز و صدی میگوید اگر چہ لائق آن نیستم و لے گویم خدا شاہ دہ عمر خضر و جاہ کیسان بیا بختل شاہ و بختوان قصیدہ تو ز قدر دانی نشاد و نہ کوشش ضعیفم چگونہ یاد نامہ بصفیہ ادوار</p>	<p>کہ ملک شعر و سخن را بزرگوار آمد بجا بہجت این شاہ کا نگار آمد سیمین اوست کہ یاری دہ بسیار آمد ایستادگان کہ گوہرت شرف و ودہ و تبار آمد قلم ز خجالت این عجب نثر مسرار آمد بختل دست برای ہمین چنار آمد ولے نہ در خود آن بندہ خاکسار آمد دعای بندہ ترا بہترین حصار آمد اساس ملک ازین شاہ پائدار آمد کہ واجد اگر ہمیش در کنار آمد ازین شاعر آہے بروی کار آمد چنین شاعر کہ لطف پیشکار آمد</p>
--	---

زائر قسید رسی جناحی احمدین حب تحصیل احوال و طیفہ آسارین چنگلیورہ

<p>ہزار مرثوہ باغ دکن بہار آمد دمید صبح سعادت چو عید ماہ صیام رسید مرثوہ درین روز نامی عشرت خیز مکیت عید صیام و دیگر بود عیدے چہ عید عید مبارک پس از سفر بظفر</p>	<p>ازین بہار گل خستہ می بہار آمد سرور و سور بہر ملک و ہر دیار آمد دعویہ فخر و فخرہ آشکار آمد کہ عید ماہ بہر بر تقدش نشان آمد بلکہ خویش گلستہ شہر یار آمد</p>
---	--

<p>به بن سبرج شرف شاه مهر وار آمد ازین سفر بر کالشن طفر نبر ار آمد چو قول حضرت مدوح سازگار آمد بروز آمدن شاه آشکار آمد چو قول شاه پس از مهرگان بهار آمد وقاره دولت اقبال و اقدار آمد نبر بارز لولوس شاهوار آمد که دیو حادثه از پیشش مندر آمد که شخص همت او بر فلک سوار آمد پس از فریضه اگر شکر کردگار آمد ز رای روشن او گرد آن حصار آمد بسا خوشست بفصل خزان بهار آمد فلک بظلال حصار تو بنده دار آمد که اوج سپهرخ ز قصر تو مستعار آمد که ملک و شرع ز دست تو بامدار آمد شرع را به رزین تو پیشکار آمد چنانکه نسبت یک قطره با بحار آمد</p>	<p>جهان بسان سپهر و دکن چو برج شرف سحر آنکه سفر انتخاب از ظفر است خوشا سفر که بر آن حضرت رعیت او بماه روزه شب قدر که چه نباشد شد از مراجعت شاه شاد و هر یک کس شیکه از پی کعب شرف بدرگاهش جوی چو خاک در شیه بهائی آن افزون نظام ملک سلیمان سیر بر آصف بهار گشاید فاشیه بر دوش آسمان بلال پاسخت او فرض هست بر سحر سماک او ز سد ظلمت فتور از آنکه تنگشکی رخ او بوقت زبانشی ز به رفیع مکانی که با همه رفعت همیشه مهر بند سر بر استانه تو نظام ملک توئی و امام شرع توئی بغیر از تو چون کار شرع پیش ز رفت سحر را گفت آمد آنچنان نسبت</p>
<p>مطلع گل و بهار از خلق تو شمر سار آمد</p>	<p>ز دگر زخمی تو سببه و قار آمد</p>

فایده

ای سری خیر خواه رعایا جان شارب و قل شاه - بعد خزان بهار کار آنا ضرر است + سی این مضمون گفته شده است خیر التام نویسنده

همچنین باینجا مبارک بودید سفر + میری مراجعت کنی که چون تو بنده

<p>همیشه فرض بود شکر بخشش تو از آنکه به پیش عزم تو افلاک را سکون باشد بغور قدر تو او دایم مستهام بود بوصف طبع روانت ز شاعران جهان شهادت می که ز مغانی مبارک تو به میزبان تو جام سلامتی تو کنم حمایت قصیر به تیغ و گنج و سپاه خیال که در دل تو دوستی قصیر هست</p>	<p>ز فیض بخشش تو شکر کردگار آمد به پیش حسنم تو اطلاق را مدار آمد بظکر نذل تو افکار مستعار آمد ز بحر شعر همه شعر آید ار آمد بوی گیسو به عطر و افکار آمد چو آب خضر همه نوش خوشگوار آمد تراست قول مرا این قول استوار آمد ز ملک تو زبان تو آشکار آمد</p>
---	---

ق

<p>ازینکه دولت بر طایفه دولت تو بجا شد است ز نواب و سیرای هند بنو و حصص صفات حمیدات مکن بغیر جان و سخن هیچ نزد ازتر نیست پند و اندیشی عمرت پند بلند می قدر محبت قدر تو چون جیرخ سر بلند بود همیشه باش بکار خدا چون خلق خدا تو باش خرم و دلشاد با ولیعهدت</p>	<p>همیشه از سر اخص دوستدار آمد بحضرت تو که اسرار با بکار آمد درین قصیده ازین وجه اختصار آمد بحضرت همه این خشک تر تبار آمد کنم دعا که اجابت ز کردگار آمد دعا و جاهد تو چون خاک خوار و زار آمد عجیب هست خدا و دعا بکار آمد همین دعا بدب اهل این دیار آمد</p>
---	---

ایضا قطعه تالیف از جناب ایترا

نوشته شاه صاحب جهان دولت و طایفه قلیان
 در روز شنبه ۱۲۰۴ قمری
 (نویسندگان: میرزا قاسم و میرزا حسن)

<p>چو آمد بکاک دکن کامیاب که آمد به برج شرف آفتاب ۱۴۳۰</p>	<p>شهنشاه ملک دکن از سفر به اهل دکن سال آن بر زبانست</p>
<p>عرشی به جناب الخیر محمد عبدالسلام صاحب</p>	
<p>بنده پرور میرید الطاف سلطانی رسد این تسلسل و انعام دور امتحانی رسد گوهر شهبوار با تیر سخن رانی رسد درج گوهر بار اصداف سخنی رسد که بدشوار سخی کار سخت سانی رسد حاسدان را سر بریده ظل سجانی رسد ۱۴۳۰</p>	<p>مژده ایدل موکب مسعود سلطانی رسد اشباه هرگز ندارد سلسلات جود او از لبش اسپنج آمد دشمنان گفتند دوست از دوداد سخن بر یابی عرشی گوش دل که رسد آن شکل آسان که زندم هم بر طریق پیش گوئی داد عرشی این نوید</p>
<p>وز انجا به گلبرگ گشته قیام نماند ز گلبرگ آمد نظام ۱۴۳۰</p>	<p>از کاکبه آمد بنارس سید چو عرشی سر و نشانش برید</p>
<p>آدمی عرشی چو جان اندر تنست نوبهار آمد به بیت السلطنت ۱۴۳۰</p>	<p>نوکل باغ و مراد و مبینست بلبل طبعم بر داین چیمه</p>
<p>راحت جان به تنگنا رسید گنج احسان به تنگنا رسید ۱۴۰۰</p>	<p>تناه نشان به تنگنا رسید سینه آمد بگفت عرشی ما</p>

منیہ قصیدہ دو جناب زلمیر الدین صاحب شاعر دہلی

سرگرم نظام آج ہوا ہے عیش میں
اب نشو و نما سے ہو تر و تازہ گلستان
جھونکے کو ہوا کے ہے یہ قدغن کی عیان
گل بھینچ جان اٹکے جہان قید ہو لبل
سرخی گل بن ہو بر خشک چمن تر
بلبل کا نشین بنے تنکو شے چمن کے
پہر شل طلایہ کہ خزان کا نہ گذر ہو
نابود کرے غم کو زمانے سے نشاط آج
اے قافلہ ساز خوشی سوے دکن جل
اب عیش ہی ہر عیش کے ہوا دل و آخر
سب شاد ہوں نشاط ہوں نے ہو کہ اے
سرخون کا قطرہ ہو خاندانہ مسترت
ہو نہ گئی خضر سے بیش اک دم عشرت
دشمن کو بھی پھولے محروم نہ رہ جاے
آرہستی میرا ستہ ہوں کو چہ دبا آ
ہو خوشی ایسی کہ ہوا نگہ کو چکا چونہ
رہ جائے خوشی کا نہ دقیقہ کوئی باقی

کہتا ہے کہ ایک ایک کو ہو ستر عیش
بہرتی بہرے اب باد بہار می نفس عیش
پتے کے کٹر کٹنے سے صلیے جرس عیش
ہو قید نفس کی او سے قید نفس عیش
ہر باغ کو رونق سے ہے ستر عیش
اوسکے لئے ہو ہر حسن کا کارہ حسن عیش
ہے فصل ہار کیو یہ حکم عس عیش
نایابو لئے کہندل ڈالے اک کو فرس عیش
دیتا ہے یہ رہ رہ کہ صدائیں جرس عیش
اب عیش ہی آفاق بین ہویش پس عیش
باقی نہ ہے دلیں کیلے ہو س عیش
ہر ایک رگ جسم ہو نہراش عیش
ہو عمر میحائے فردن اک نفس عیش
اوسکو وہ میسر ہو جو ہوتا ہے پس عیش
جنت کا مزہ آئے ہو یوں حشر عیش
العصہ ہو ہر طرکی ہو یہی ہو پس عیش
سامان جہا ہوں وہ منجہ ہوں پس عیش

اے صاحب شاعر

کے متعلقہ

<p>ہر طے ہو باران طرب خیر کی بارش ہے واپسی شہ کی خوشی شاد ہو مخلوق شہ کون قظام دکن و آصف دیجاہ یہ نام سنا جب کہ بامین نے وہ مطلع ہر سمت ہو طیفانی وسیل آرس عیش بہر تاپہرے دنیا میں طرائے فرس عیش محبوبہ علیچان جسے دسترس عیش رہنے دے علا جکا نہ دلیہن س عیش</p>	<p>ایشاہ ہمیشہ ہو تجھے دسترس عیش اللہ تجھے خیر سے کلکتہ سے لایا تجھے قبل سفر جلمے تری سالگرہ کے بعد اسکے تری باز پس کی میں یہ ہو میں ہے لائق شہ جشن تو شہ جشن کے لائق سلطان دکن آئے خوشی خلق سنائی میں روح ہون کہتی ہو یہ باد طرب گنیر حورین یہ دعا کرتی میں اللہ سے ہر وقت رہ رہے اس اقلیم میں آتی ہے مسرت جو اونٹھے کہیں سے کہیں اور ہو آباد جو دوستوں کے دل سے نکلتی ہو شب روز اللہ سے تری بخشش عام ای شہ فیان لغت ہوا اگر لاکھ طرح کی کہیں موجود</p>
<p>مطلع ثانی</p>	
<p>آفاق میں جولان ہے تیرا فرس عیش با عنت و توقیر و بعد دسترس عیش ق کھلی تھی ہر اک شخص کے دل کی ہوس عیش ہے جشن پس جشن تو ہے عیش پس عیش ہے عیش کس شہ تو ہے شہ کس عیش آواز یہ دیتا ہے نقیب جرس عیش میں ہوں دم ہے ہر قول نفس عیش سہلو بھی دکن پہنچ جو سٹکے ہوس عیش ہر گھر کے ملک میں ہو باز پس عیش تا ہونہ پریشان یہ ہی نظم سس عیش وہ رہتی ہوا اک دلوں میں ہوس عیش جو ہے وہ غمی سکو ہے دسترس عیش ویکہ بھی نہ اوس سمت پہانگی کس عیش</p>	<p>کس سچی لائق</p>

ارس نام دیا

کس سچی لائق

انعام تر ارفع ازو طلب زر
گر عیش کو دنیا میں کمی زر کی تسک
ہر تن میں لہو تن کا ہے رنگ گل عشر
ہے غافلہ آبدشہ کوں مسرت
پہر پاپا تو پایا یہیں مخلوق نے آرام
کس طرح ہوا من کہ اقلیم سے تیری
ناید ہے اب بادِ سموم غم و اندوہ
جو عیش ہے پیون کو گلستانِ ارم میں
ہر روح ہر اک تن میں ہی آسودہ خوابش
سب چیز مہیا ہی مریے تو بھی اوڑا شیخ
ہی نعمتِ جنت سے سوا ملک کنین
مرنے کا سوار تہہ زیادہ ہوئی عزت
تنگے کو بھی تنکا نہیں کہتا ہی کوئی آج
اعد کو ترے قہر ہے گردابِ مصیبت
گر معرکہ جنگ کی آندہ ہی کہیں اوٹھے
ہے تیغ تری ایسی کہ جس تیغ کے آگے

اکرام تر ارفع حرص و ہوس عیش
بجائے ترا دستِ کرم و ادب عیش
ہر جسم میں ہر ایک نفس ہی نفس عیش
آوازہ خوشی کا ہے صدائے جس عیش
پہر نکلی تو نکلی یہیں اگر ہوس عیش
کتاب ہے دردِ دالم کو عس عیش
چلتی ہے زمانے میں نیم نفس عیش
وہ عیش ہے اس عش کو نزدیکِ عش
او سکو قفسِ جسم ہے گویا قفسِ عش
جنت کی ہوس ہی عبتِ ای لوالہوس عیش
ایک ایک جو عشرت و ایک اک عس عیش
تو قیفرِ الیسی ہوئی باز بس عیش
امام او سکابھی اوزار نے رکھا جس عیش
ہے لطف ترا بہرِ جوارِ عش عیش
تو ہے وہ جری بے آسے اک نفس عیش
دل ہی میں حد و کے رہی دلی ہوس عیش

عش یعنی ہمیں تہ

ارن نام وریا

قطعه تعریف اپ

جا تا ہے جہان اسکا قدم ہوئی ہوشامی
ہے اشہبِ خوش کام تر یا فوس عیش

یا ہے یسیم سحر و باد و بہار می ہے فیل بھی تیرا وہ بلند اور مہمود	یا بوسے چین کجست گل یا نفس عیش دیکھے سے بڑھے عمر ہی دسترس عیش
---	--

قطعہ و حائثہ

اب خالق عالم سے دعا ہے یہ دنیا کی جب تک ہے بقایا طرب لختے آرام جب تک ہے آباد یہ انسان زمین پر جب تک ہے جہان اور جہان میں ہر شے اولاد تری شاد ہے فضل خدا ہے جود دست ہوں پہل پاؤں میں سے تو خیر کی اے خدا کو سوا انارالم ہو نہ میسر و دشمن تھے ناٹا ہوں اجا پتہ شاد یہ اس سے ہے میں زمین کو کبھی محروم بچھائے او نہ چھلن دور فلک رنج پس رنج یہ آٹھ ہر وصل سے اسکے رہیں مسرور بسطر ح کدشتہ سے زیادہ ہر تجھے آج	جب تک ہوتے فیض ہو خلقت کس عیش جب تک ہوں زمین قیام فرس عیش جب تک ہے انسان کو حرص ہوں عیش تو منہ شاہی یہ ہو باد دسترس عیش ہر ایک کا ہر لک میں نیچے فرس عیش جنت کی ہوا سے ہو سوا ہر نفس عیش اس گلشن عالم میں بھی ایک خس عیش انکو سوا اگر عیش تو انکو ہو بس عیش انکو نہ ہو ہی اور نہ ہو دسترس عیش اے انکو خداوند جہان عیش پس عیش اور انکو نہ ہو خواب میں کبھی جس عیش آئندہ ہو اس سے بھی سوا دسترس عیش
--	--

ساقیہ و باغیات بہار محمد و الدین صاحب ہا و الدین صاحب مرحوم ابن شیخ

تہنیت سفر مایون

۱۴ ۱۳

تاریخ بحری

میر محبوب علیخان بهاور ججاء سال فرخ برتا گفت سرودش فیضی
همه فرسخ و ظفر جانب کلکته رود
سفر شاه مبارک شود و نیک بود

۱۴۳۱

تاریخ عیسوی

نیکو سمرت باد بشوکت یارب تاریخ رستا گوید عیسی آیین
باشی کمال جاه و دولت یارب
آبی بخوشی - روی سلامت یارب

۱۹۶۲

خیر مقدم باد شاهی

۱۴۳۱

قصیده

لکدر من اظهر نعمه وانعم
بسمائك ما اعظم شانك كه زنا
ورخنده برگل ز فراوانی عشرت
گل گل بگفته دل پیرمده بلبل
صد مژده بهار آمده از دهر خزان فست
قران تو ای آید ایام مسرت
صد شکر خواب از دوطالع بیدار
خاست گردین آفت جان مفید جان
و المنة لله که عیش آموشد غم
نشد عیش فرا کرد جهان را خوش و غم
سر غنچه ز افراط مسرت شده بهم
سنبل شده آراسته با عیسوی پر خم
صد شکر که سبزه بود گاشتن عالم
گروم مسرت امی رفتن دوران غم و هم
آمد نظر ماه لعل نور چشم
صد دل برداز دست بیک غنچه بنکیم

برق بگش صافقه وادخی ایمن
 از گیسو رخسار عیان تازه طلسم
 کرده دو جهان را نظرش بسمل و قیاب
 چون یک یک بیک آید برین دیدمش او را
 بقیاب بر اگر و چو ارمان وصالش
 گفتم که بدو بوسه آنخوش بیای پی
 خندید و مرا گفت منم صورت مقصود
 و پرده نهان چیت عیان کیت چیری
 رنگ چمن حسن گل گلشن خوبی
 و صاحب اعلی لب و نیک شمایل
 چون غلط خدا خلق نگوید که بی اوست
 او صاف جمیلش بجهان مشهوره آفاق
 و دعوت گریزان که بگلته شده بود
 عشرت مکده و رشک چمن ملک کن شد
 او هست سخی ابن سخی عادل و باذل
 در شش جهت و عالم این شهزاده نازش
 تا طلق چو خدا کرد مکن نطق دل آویز
 مداح چنین شو که شوی قابل مدحت
 استی چو سخن سنج سخن گوئی بهش

لوزخ او برق سر طور مسلم
 با هم سحر و شام شده چون خطا تمام
 بسته دل و جان در گره گیسو پر خم
 ستر با قدم نشان خداوند دو عالم
 در پایش بصد شوق سمر ناخته اندم
 نشان و بنوش از کف من باده وادم
 خواهی چو مرا کن صفت حسن عالم
 او صاف ملایک همه در صورت آدم
 خورشید من ماه دکن مهر معظم
 خوش صورت خوش سیرت خوش خلق بهرم
 رزاقی خلاق من الله مسلم
 اعطاف جلیش پی هم ویده پیهم
 او رفت و بیا مد بعد اعزاز در ایندم
 از تعینت مقدم سلطان مکرّم
 آوازه خودش بزند خنده بجا تم
 بکنا زان که خداوند دو عالم
 خاموش نشینی تو چو اصدورت اکبرم
 کن وصف کریم که شوی خود تو مکرّم
 کن نظم قصیده چو در عفت منتظم

گفتم بجوابش که شنو مطلع تازه در محبت آن جان دکن آن شه اعظم

مطلع

ای صاحب جود و کرم و غیرت حاتم
ای حضرت محبوب بعلینی آن شه اعظم
علم و عمل و حلم و تحمل - خرد و فهم
از اسم تو شد درسم و دنیا را گران قدر
بر ذره خاک و تو روکش نورشید
یعنی ز صفائی دل خود انچه ندیده
از ریو شود مثل تو که حاسد و مکار
شمشیر گرفته چو روی جانب میدان
مثل تو ندیدیم جو اند و سنجع
از فضل خدا لطف تو بهر کس ناکس
شده بهره و آن شخص که پیش تو رسیده
بیکضن سایل شوی آگه ز سوالش
داننده او صاف تو بر بنده و من نیز
تو چشمه خورشیدی و من ذره ناچیز
شانی است بے درد دل و آرومی لطیف
تو قبله حاجات همه موعود افت

شد شه فیض تو جاگیر عالم
تو دفع شرستی تو خیر محترم
دارسی همه آنیکه ضرورت است آدم
از نام تو شد یب لکین زینت خاتم
گردون بزین بوسی و بلبلز شده خم
از آینه و جام خود اسکندر و بسم جم
که دیو سیلمان شود از زردی خاتم
از خوف تو مرغ مهر خنکند دم
در قصه شنیدیم مگر جرات رستم
محسن بود خشنود احسن مقدم
سراب شد آنکس که در آید بابیم
گویا که ببال دل او قلب تو ملهم
خواننده الطاف تو بهر راجی و من هم
از بزم تو محروم و از لطف تو محرم
کافی است مرا کنیز رحم تو ارحم
تو مرکز و گردت چون خط دایره عالم

<p>بر سالت و سهرافه هر روزه و هر دم چون معجزة حضرت موسی نشود کم بنواز مرا سم که هوا خواهم و اخدم تا بر شود از لعل و گهر دامن عالم مان دست دعا دست طلب با کبر ایندیم یارب صدوسی سال بماند خوش و خرم چون تاج بود بر سرش نهاده اگر کم محبوب علی نشاد دکن عدل محکم</p>	<p>بختی صفت مهر منور به را نور آن لوز چه لوز است فروغ کف جود به رنج رسید گنج هر روزه شب روز چرخ زمین زد تو گفتم گیر و مدد کن گذاشتن طلب را و دعا کن عثمان علیخان که دلچسب شده است سم هست دعا یم که کف ظل آگهی یارب بجهان خضر صفت زنده بماند</p>
--	---

تاریخ محمدی

<p>در دعوت کرزن شد و آمد به نشأت ای آمدت موجب آیین مسرت ۲۸ ۱۳۰۴</p>	<p>محبوب علیخان بهادر شه آصف دل نشاد شده گفت رسا این نبوی سال</p>
---	---

تاریخ هجری

<p>شاه امیر محبوب علیخان مبارک باد آمد مطلق بزدان ۱۴ ۱۳۰۴</p>	<p>بیامد از سفر احمد شد رسا گفته است این تاریخ نیکو ایضا</p>
---	--

<p>شاه آصف بفضل ایند آمد سلامت رفت هم باز آمد آمد ۱۴ ۱۳۰۴</p>	<p>بد دعوت رفته نزد لارڈ کرزن رسا سالش دم معوق فزائی</p>
---	--

	ایضاً	
نظام الملک آصف جاہ آمد سارکباد ظل اللہ آمد ۱۴ ۱۳ھ		ہکلتہ برہنہ در دکن باز رسا سانش شنیدم از دل خود
	ارو و تارنج محمدی	
اور آنکھوں میں نور دل میں سرور ہو مبارک کہ آج آئے حضور ۲۸ ۱۳ھ		آئی تن میں دکن کے جان دکن ای رسا لکھ محمدی تارنج
	ہجری	
آئے کلکتہ کو جا کر شہر بار شہر گاشن بگیا آئی بہار ۱۴ ۱۳ھ		ای رسا فضل خدا سے جس گہری منہ سے قمری کے سابلبل نے سال
	ایضاً	
دکن کو شاہ آئے آج ظل اللہ آئے آج دیافتہ نظام الملک آئے صفیہ آئے آج ۱۴ ۱۳ھ		خدا کے فضل سے دعوت میں جا کر لارڈ کرنل رسا تارنج کا مجھ کو خیال آئے ہی مانفٹ
	ایضاً	
رنگ جم وغیرت فریدون جسکی سیرت پہ خلق مقنون		سلطان دکن سکندر آئین جسکی صورت پہ حسن قربان

صد تھے ہوئی فطرت فلما طون
جو فضل و کمال کا ہے گردون
الہام خدا ہے جسکا مضمون
سببان ستربان طبع موزون
قانون میں جسکے خیر مشحون
محسن جسکا زمانہ مسنون
درج شفقت کے در مکتون
قطرہ جسکے گرم کا جیون
ہوشان و شکوہ روز افزون
زیر فرمان ہو ریح مسکون
صد شکر خدا ہے پاک و بیچون
جاہل دل نے رسا کے سنفلون
آمد ہے حضور کی مہمایدون

فہم و سر و ذکا پہ جسکے
ہے کہہ شکوہ جسم جسکا
نظم میں نثر میں یکجا
الدری فصاحت و بلاغت
میں اہل فرنگ رائے سے دنگ
عادل باذل کریم راحم
چرخ رفت کے ستر بان
وزہ جسکے عقب کا نور شید
ہو عمر و از نشہ کی یارب
حکم اسکا روان ہو شبہت میں
کلکنا کو جا کے آ رہے ہیں
جب سال و رود شاہ آصف
ماتقت نے کہا کہ خردہ اسے دل

تاریخ فصلی

کمال مقصود سے اب بہر کیا و امن بہار آئی
کہ یہ شہر دکن اب بنکیا گلشن بہار آئی

ہو ادل باغ باغ آ یا گل باغ جہان بینی
ہزار و نین تری تاریخ فصلی و سہار لکھی

۱۳۰۹ ف

انضا

<p>میر محبوب علی خان خسرو انجم سیاه آئے گلشن کو جا کر شاہ والا بارگاہ</p>	<p>دیسری ہند کی موعوت میں جا کر آگئے اسی رستائے خج فضل خوب ہی تھے کہی</p>
<p>۱۳</p>	<p>ہذا سلطان والا دو دان و دکن ۱۴ ۱۳</p>
<p>چو ہند آصف جاہ آمد مبارک جشن عید الفطر باشند</p>	<p>نشا تا عید و دربار شاہی رستا کن عرض دیدہ روی آصف</p>
<p>۱۴ ۱۳</p>	<p>۱۴ ۱۳</p>
<p>زاید ہوشم بڑے حکومت یارب یہ ملک یہ ملک یہ ریاست یارب</p>	<p>احلیہ حضرت رمن سلامت یارب حایم رہے آباد رہے شاور رہے</p>
<p>۱۴ ۱۳</p>	<p>۱۴ ۱۳</p>
<p>عظیم خانبابہ عظیم خان وزیر خاص عظیم الدولہ ہافون نقاجاگت</p>	
<p>دل ہند میں ہے تمام دکن کہ صبح بنارس سے شام دکن ہو ک طرح انشطام دکن قیام نظام و قیام دکن بڑا اس سے وہ چند نام دکن گئے اور آئے نظام دکن</p>	<p>عجب شہر ہے اور عجب شہر یار نظارہ ہے مہ رویو کجا دیدنی نظام دکن کی توجہ ہے خود خدا یار ہے تا بروزیام لے لارڈ کزن سے جا کر نظام کہا دل نے از روئے دولت عظیم</p>
<p>۱۴ ۱۳</p>	<p>۱۴ ۱۳</p>

سخی - رباعیا از جنان ذامیہ تعلقنا انضایا دکان خانہ ان خوا علی صا آتش محرم

پر نور ربے رشتے مکان عالی	ہو صورت خضر عمر جاودان عالی
یہ آٹھون پہر دل سے سخی کی ہے دعا	تساوان رہیں صبح و شام بندگان عالی

رباعی

میں شاہ دکن شہر و سخن میں کیا	ہر بیت میں کیونکر نہ ہو مضمون تازا
کیا فکر ہے کس صحن کی بندش ہے سخی	جو دل سے سیگاہ وہیٹرک جاگیکا

رباعی

کیا شاہ دکن آئے کہ دل تباہ ہوا	سنان تہا شہر خوب بام ہوا
غم بنکے غبار وشت عالم سے سخی	حد شکر گد شکر ہے برباد ہوا -

تیسرے قصیدہ فیضیہ حسن صلی اللہ علیہ وسلم کی جلال کو چہ آیات

جسا گدشت خزان فضل نہ بہار آمد	بگوز ساقی جہوش کہ وقت کار آمد
بروی شاد بگلزار لالہ جام گرفت	شکوہ شیشہ بکف سوی مرغزار آمد
کنبد گل ز طرب جام صحت نہ گس	ہوائے فصل بہارش چہ سازگار آمد
ز فیض باد اگر ناز گل شود چہ عجب	کہ خشک ہمیزم صحرا بہ برگ بار آمد
سرایت نم وجودش بہار را بنگد	کہ خون تازہ ہر گہاے کو ہمار آمد
چہ یا سہا کہ ز فیض بہونہ شد امید	چہ غنما کہ نشد گل نہ گل بہ بار آمد
چہ سحر کہ دلیم این بہر روز لغت عوس	کہ غنچہ نگہش ناقہ متار آمد

مگر باریان مسترد این سرداران بخواند طوطی طبعم چه مطلع رنگین	بخیر مقدم سلطان کاگار آمد که مر جازلب مست و بهوشیار آمد
--	--

مطلع ثانی

<p>بشهر خوش ز گلشن شهریار آمد مبارک ای گل و نسیم گلستان کن مبارک ای دکن ساکنان ملک کن نشانی برسان ای صبا به خاص عام رواست گرد خیمین مرده بر فلک تازم خیمه که خاک در او ز بس تعلی جا ه چگونه تاب جانش بیاورد مردم بخیر تم که چه تمکین و این چه تاثیر است روان خلق بدورش چو انیا ساید چو البایه اش از عافیت بسزیم هر زمین که نسیم لطف تو وزید بخا صیت همه آتش مزاج شد کافور زمین ز ضرب گردان تو برقرار بماند بفوج شاه مه و مهر نیره دار شدند دتیغ لشکریانش تبرس ای گردون</p>	<p>هزار مرده بیابن دکن ببار آمد که شاه آمد و مائند نو بهار آمد که بومی خیر از اوضاع روزگار آمد که آصفی چو سلیمان روزگار آمد که شاه آمد بر رخ روزگار آمد برائے تبارک خورتاج افخار آمد که چون نگه بخش رفت داغدار آمد به بین که شعله جواله رانستار آمد که سایه اش همه الطاف کردگار آمد که عدل و رحم بدانش بود و تار آمد طبیعت گل ترور مزاج نار آمد سوم قبر تو بر خاکه شعده بار آمد فلک ز بیم سنان تو بقرار آمد وزیر صیغه خویش چو پیشکار آمد که نیست این سپرنیلی تو کار آمد</p>
--	---

<p>زبان من نه اگر تیغ آید ار تو بود نرجود بے حد تو چه شرح بنویسم ز خال دست سخاے تو یافتن این اگر بمن نظر لطف او قد چه عجب من از کجا و تنگای شه دکن ز کجا بشرح متن تنیایش قنین نمی ارزد و عاصی دولت سلطان خلاصه سخن است و ما و خالق اکبر عروج روز افزون</p>	<p>چرا چنان سخن زیر اختیار آمد که الف را بمقام احد شمار آمد که صفر را پیشتر ازینده شمار آمد که یک جهان ز کرامت و طیفه خوار آمد که دج شاه دکن کس بکینار آمد اگر مداد دوستم بیستم و سحر آمد که عدل کس تر و بے مثل و باوقار آمد که او سرب همه امواج افتخار آمد</p>
---	--

سید جناب سید احمد رضا دہلوی مولف ننگ آصفی غیره

<p>آنکه شہ خوش نسیم باز آمد آنکه غائب ز نظر بود چو ماه گردون آنکه از فیض سیاح کرم و رافت او انمدان دم که لکد کوب تننا بودم اسے رفیق دکن از قحط فراغت باوت شکر ایند که ولیعهد بهر اہنی شاه بلکہ را از و سواد یوار بلند بود صدا</p>	<p>منع جو دو سخا سحر کرم باز آمد زود تر جلوه گمان و در نظرم باز آمد شد دکن از تھمش رشک ارم باز آمد شکر لعلند کہ آن تاج سرم باز آمد کابر بازندہ دینار و درم باز آمد بفرقت و سلامت بحیرم باز آمد بود تار یک شب من قمرم باز آمد</p>
---	--

سید احمد رضا دہلوی
کہ شہ مابدعائے حیرم باز آمد

شایق از خاں ابوالرحمان عظیم علی رضا قادری بنوالمجوب نواز اولادہ ہائے نقی
در فارسی تلمیذ مولانا ترکی صاحب

قطعه اردو

اے شہنشاہ دکن ذی مرتبت
ہے دعا شایق کی افزون ہو مدام
وے فہم و حامت و برتکنت
حشمت و اقبال و جاہ و سلطنت

ایضا

عالی ہمت شجاع و فریادکن
ملک دکن میں اسے شایق ہر ایک جا
لو آگئے سفر سے وہی جمع الصفات
ہر روز و عید ہے ہر شب بڑا

رباعی اردو

اے آصفِ ذیجاہ خوش اسلوبی آپ
کیونکر نہ شجاعت ہو جہان میں مشہور
ہر برہمن و شیخ کے مطلوب میں آپ
اے شاہ دکن علی کے محبوب ہیں آپ

قطعة تاریخ اردو

نہ پوچھ ای دل تو مجھے اشتیاق آد سلطان
جو کلکتہ سے آئے حیدر آباد دکن میں شاہ
وہ صورت چاندنی کیون میری آنکھوں میں نور
کہی تاریخ شایق نے مبارک ہو حضور

۱۳۰۹

قطعة تاریخ فارسی

<p>آنکه در رتبه رشک خفاست آنکه در سیرت قیل و کبک کیست یعنی نظام ملک کن باز گردید چون ز کف است فکر از مقدس چو شایسته کرد</p>	<p>و آنکه در شوکت ممبر جم و آنکه در بخشش است ابر کرم گوهر تاج خسروان عجم با نثاران نشاط جاه و خشم گفت با تفت نظام سنی قلم ۱۳۱۰</p>
قصیده فارسی	
<p>ای ثنایت برون ز کمال است گر کف جود است ابر کرم چون نه آید صفت ز دشمن مینویسم ترا چو آصف جاه ما عیان شد خدنگ بهیت تو چون تو دیدم ز در جهان فیان روز نرم حریف و میدان اختر بخت تو در خشان باد یا ورست با دوست حق دائم در جهان باشم آن دلی عهدت</p>	<p>در وصف تابی نسا است موج مدل تو بحر عمان است بر سر تظل شیر نریمان است چرخ گوید که این سلیمان است فلقه پنهان چشم قمان است نسبت از حاکمت نه ثنایان است نصرت یار و قح اقران است شش تا بر سپهر خشان است که گفت یار با غریبان است بر زمین تا ملک نمایان است</p>
<p>لطف فر با جمال شایق زار کاین دعا گویت از دل و جان است</p>	

شوق جناب غلام محمد رضا حیدر آبادی صیغه محرمه عدا و کوتوالی

بند از دانه نوی شده تو برقص چرخ کبریا
 تو بهار گلشن آرزو دل نخلبند اسپر تو
 به نگاه نازخورد باده ادای غمزه دل فزا
 چمن تو مرغ چمن مروی گویت سنگی نشو
 رخ صاف آئینه و نظر و عکس لف ساگر
 همه تن فدای تو جانها همه راست و دریاها
 تو مراد خاطر جز و کل بود از تور و فنی جام فل
 قد و قامت تو دین خیر و تیشاخ و هر بی اثر
 بود از تور و فنی ملک دین بتو با فضل خدا دین
 تو خجسته گوهر آدمی نخبال که چو فرشته
 تو ضیاع مغل خرمی تو فروغ شمع سکندری
 ز سفر گرفته ظفر شگون همه شمنان تو سرگون
 بخدا که ظل خدا تو ای همه ساز و برگ تو اتوی
 خضر و طرب بر کاب کن تو بنای خیم خراب کن
 بتو شد تهنات خدا چو کند و آب بی و غا
 همه زیر حکم جانیا که شد مستقام تو نقش
 سپید و سیه ای تو دم تو چه قدر دم فیض تو دم

بنوای مطرب خجش تو اسیر نرم ساقی من در
 بنسیم کامل مشکبوی فضا می صحن چمن در
 بخمار زگر گش فتنه زابست سبقت قن در
 بخوشی دجامه برون مشو به راهی گ هم در
 ز خطای اهل حلیب گز بسواد ملک ختن در
 تو بیان جان و روانها بکن و بد کن در
 چو نسیم صبح بهار گل بچمن در و بچمن در
 بسیر ملک نکوانه بطراز شمع و لکن در
 تو بکامیابی دل نشین میان ملک دکن در
 بسوز چنان بهو گفتنی که بیان بیان بطن در
 بسوز ترا همه مروی نبی خسرو اسکندر در
 ز تو جلوه ماسه بزور و درون ز تشکوه جم بطن در
 بجلوس گاه شهنشاهی چو بهای سایه فلک در
 بکشا و کار تساب کن چو علی تعلقه شکن در
 به صاف کن تو سندر انجلوی خصم کند در
 سرتاج و خاتم خسروان چو نگین لعل من در
 همه جمع که و قدر دم تو به صفا می در عدل در

بہم بہر مقدم تو شہائی شوق دیدہ ہا کر دہ وا گہر سخن ز تو چہ نے بہر نظر بہ شنید نے لش ز سکوت و خموشیا چو عطا شدہ است بان ترا بہم دف زان بہر صف زدہ کہ شدن چچ بیکدہ	تو طفیل حضرت ابو العلاء مدحی شاہ حسن در عجب از تو شوق گفتنی شکست قفل دہن را سر زبم اہل سخن سرا بہ سخن در ابہ سخن در بہ از مانہ نوی شدہ تو بر قص خچ کہن در
---	--

خلیل از خباب حاجی محمد ابراہیم صبا خانہ سالان میر خاں مبارک

شاہ آصف پہرے خواجہ کی خلیت کیسی روشنی تیری ہے اسی شمع ہدایت کیسی شاہ آصف کو رعیت ہے ہی الفت کیسی دل ہی واقف ہے کہ ہوتی ہر قفاحت کیسی تو نے مخلوق پہ پیچہ جو کئے ہیں احسان یہ غریبوں کی دعاؤں کا اثر ہے کہ نہیں تو نے جو کام کئے نیک کئے دنیا میں شاہ آصف کے جو آنکی خبر نہ لی ہے شکلا اس نعمت سید کا کروں کیون خلیل	ملکی دولوں جہان کی انھیں نعمت کیسی آج کا فور دکن سے ہوئی ظلمت کیسی فضل ایزد سے ہے سر نیز رایت کیسی یہ جو موجود ہو پہر خواہش دولت کیسی دیکھ تو تجھ ہے اللہ کی رحمت کیسی تیری بنگال میں ہوتی رہی عزت کیسی تیری مشہور جہان میں ہی حکومت کیسی شاد و غم نظر آتی ہے رعیت کیسی پائی اس عہد ہایوں میں ہی راحت کیسی
---	--

جلی - از خباب میر مصطفیٰ علی رضا ہمشیر زادہ بیگ لاؤ جلی آباد تہذیب

سلطان دکن آئے بڑی عزت سے اقبال فطرف دو لو جلو میں بہن جلی	کس خیال سے کس جا سے کس شوکت سے نکلا تھا سکندر بھی نہ اس حسرت سے
--	--

بیسہ تیر نگاہش خورم غزال صفت	شیدہ ام کہ سوارم پئے شکار آمد
بیابانق گوبار و دیگر اے طلعت	ہزار مزدہ کہ از بند شہر بار آمد
کنم شمار دل و جان چو عاشق جان باز	بران ہے کہ از و شاہ این دیار آمد

نخا از جناب پوش علی انصاری میری محسب طریق طالعہ و تارک و محسب

خوش خلق خوش اخلاق سکندر حشمت	حاتم کا ہے کیا ذکر یہ مین ذی ہمت
یہ بحر سخاوت مین سینچا کیا کہنا	سایل کو غنی کرتے مین اعلیٰ حضرت

سلام جناب سید محمد الدین صاحب صیغہ و افحاشی محکمہ طبعیات ملک کاجا

ہر دم خیال ساقی عالمیت ام ہے	منہ سے لگا ہوا ہے کوثر کاجا ہے
دل مست تیر می یاد مین ساقی برام ہے	مخل مین اپنے دورے لالہ فام ہے
ای غم ہو دل سے دور کہ تنگ و سلام ہے	اب کہو اپنے شاہد غشت سر کام ہے
کیا جانفزا یہ ملک حضور نظام ہے	عیش و نشاط ہی مین بسر و شام ہے
ہر ایک دل نیم طرب سے ہے باغ مانع	ہر سمت ہر زبان پہ عشرت کا نام ہے
آپس مین کہتی جاتی ہے مخلوق دیکھتے	ملک دکن مین آج بڑی دہوم دام ہے
ملک وزیر ہند سے شادان سحرے دکن	آیا وہ جہہ عظمت شاہی متام ہے
ہر اک طرف مراجعت شاہ کا ہے جن	ہر کوچہ دکن مین نیا انتظام ہے
اور نا وہ بیر تو کجا چراغ و نکی وہ بسیار	دل ہے جو روز عید شب قدر شام ہے

قطعہ

<p> لے خامہ سر سے چل یہ ادب کا مقام ہے نہ نظر مرج نہ خاص و عام ہے محبوب خاص شیر خدا جتنا نام ہے پاتی ہے خلق چین عجیب انتظام ہے ذات اسکی رنگ ستم و سہل شام ہے یا نسے فریب جل کا معدوم نام ہے اس دور میں تو دل بھی دکھا احرام ہے حق ہے معین فتح مدار المہام ہے ہر بیت اس قصیدہ کی بیت السلام ہے خاموش کیوں ہے یہ دم ختم کلام ہے جب تک کہ آسمان وزمین کو قیام ہے جب تک جہان جی حسن و محبت کا نام ہے ہندوستان میں اک یہ شہ خاص عام ہے یارب جو عمر خضر علیہ السلام ہے </p>	<p> ہاں غدیب نطق سنبھل کر جبک ذرا لے فکر آج جو دت طبع رسا دکھا وہ کون بادشاہ دکن کب سے اُمید ملک دکن ہے عدل سے امن امان کا گہر سارے یلان و سر شجاعت سوزنگ ہیں جسدن سے انکار عیب نباشخو دکن ظالم کا نام صفحہ ہستی سے مٹ گیا عقل و غر و جوا کے مشیر و ندیم ہیں ہکو یہ مرج ظل خدا سے شرف ملا بس اے سلام روک قلم کردے شا کر عرض بارگاہ خدایں کہ امی محیب جب تک کہ مہرواہ سے گردن ہو جلوہ گر آصف ہو زیب تخت حکومت بہ کوثر بہر حبیب پاک عطا ہو نطف ام کو </p>
--	--

لمعة از جناب شیخ تراش علی خاں خضر میر کاظم علی خان شہلہ حرم

<p> ہم اور یادگار ہمارا کلام ہے ساتی کا دور دور ہے دورِ بام ہے زہد و ورع کی شیخ کی ترکی تمام ہے </p>	<p> اسکندر اور آئینہ جسم اور جام ہے برزیے سے آج صراحی و جام ہے پیرنغان کا بادہ کش وادن عام ہے </p>
--	--

اب سیکشتی بجائے نماز و سلام ہے
 بہکو تو شغل بادہ کشی صبح و شام ہے
 زندون کو حد اوسط میں اب کلام ہے
 خلق خدا کا چار طرف از دحام ہے
 کیا عظمت و جلال ہے کیا اقتسام ہے
 سامان ایسا طاکیا ہاں اہتمام ہے
 امن و امان ہے چار طرف انتظام ہے
 خلق خدا میں ظل خدا کا نام ہے
 عاجز ہوتا ہے شہ سے زبان لکلام ہے
 جب تک زمین پہ چرخ کو یارب قیام ہے
 یارب جہان کو تاکہ شبابت و دوام ہے
 کس منہ سے مدح شاہ کریں مدح ہم ادا

سب زندہ تقدسی میں تو ساقی امام ہے
 نوکر حلال اور نہ منکر حرام ہے
 منطق میں انکی طرفہ جائز نام ہے
 آئے حضور بلکہ میں کیا دہوم دہا ہے
 کس کرو فرستے آمد شاہ نظام ہے
 مسرور اس نشاۃ میں خاص عالم ہے
 فضل خدا سے کیوں نہ ہو کیا نظام ہے
 اب اور کیا کہوں کہ ادب کا مقام ہے
 بس اب دعا پرا پنا سخن اختتام ہے
 جیت تک کہ مہر افزو بادہ تمام ہے
 قایم رہیں حضور دعا صبح و شام ہے
 ہم کیا میں اور کیا یہ ہمارا کلام ہے

ق

رعد از جناب حکیم میرزا و علی رضا فرزند میر کاظم علی خان شعلہ مرحوم

نہار مرزہ بیلغ دکن بہار آمد
 بشارت است کہ در شہر شہر یار آمد
 کہ آب تازہ بہنم بروئے کار آمد
 کہ از سفر شہ ماشادو کا مگرا آمد
 ہلکے خویش بان جاہ و باوقار آمد

نہار شکر لبوے چمن بہار آمد
 بیا رہا وہ کنون سا قیا بہار آمد
 آیا ز آمدنش وقت نو بہار آمد
 نہار مرزہ بیلغ دکن بہار آمد
 بغر و شان کہ رسیدہ است تا کجکلتہ

<p>منہ وچو فخر کند ملک اہل ملک مدام شہسے کہ بہر محبان خویش فضل آکہ نظام دولت ملک دکن نظام الملک سبارک است ملاقات کر زرش وایم در روشنی و کمان و جہش آید شاہ سفر وسیلہ فتح و ظفر بہ شاہ دکن ہمیشہ تاکہ بود این قیام ارض و سما ہام شاہ دکن باد و سخت ملک دکن بیافت بزم سخن مرعہ رونق دیگر</p>	<p>کہ شاہ آصف ماخضر روزگار آمد برائے دشمن خود پیچہ ذوالفقار آمد بعدل و لطف و سخا فضل کردگار آمد کہ رفت باختر و جاہ و کامگار آمد دکن چو بلخ ارم و شک صد بہار آمد بود بدولت و اقبال یادگار آمد بہ شاہ آصف ماجملہ سازگار آمد کہ کامیاب بدلتش امیدوار آمد کہ سر ریت مہاراجہ پیشکار آمد</p>
--	--

ایضاً اردو

<p>مست سے سرور ہر اک خاص و عام ہے گلستہ کا سفر یہ ہوا باعث ظفر وہ شاہ جسکے جود و سخا عدل و داد کا بخشش سے اکی ہے یہی در دنیا خلق وہ شاہ جو کہ علم و ہنر میں ہے الجواب لینے کہ شاہ آصف سادس جم اقتدار آئے ہیں اب منظر و منصور و کامیاب ہے روشنی سے ملک کن رشک مہروما نصب کمان در روشنی و جہش جاہجا</p>	<p>جشن ورود شاہ ہے عید صیام ہے بخت دکن کو فخر کا حاصل مقام ہے شہرہ جہان میں ہند سے تاروم و شاہ ہے حاکم بھی انکے در کا اک لٹے ظلام ہے شامان اسلف سے فزون جب کا نام ہے فتح و ظفر کا بزمین جنگے عام ہے ہر ایک جان تار یہاں شاد کام ہے شہر مند و خجل فلک سبز فام ہے شہر کے ورود خاص کا کیا نظام ہے</p>
---	--

ملح شاہ بین ہی کافی ہے افتخار
بے مدح شاہ زبیت ہماری حرا ہے
لے رعد لکھو مصر عظیم ہے یادگار
آئے حضور بلندہ میں کیا دہوم دہام ہے

از جناب سوا صاحب آبادی

جاتے ہیں ہندوستان کو خسر ملک کن
ہر قدم پر اپنے طفل نے فتح بسم اللہ کہہ
فکر تاریخ سفر رسوا تجھے ہے کسلے
سوئے کلکتہ سداے شاہ آصف جاہ کہہ

تاریخ مراجعت

زبان پابل دکن کی ہر دم ہی صد ہوشی تھی
حضور آئے حضور آئے نظام آئے نظام آئے
یہ ایک مصرعہ میں بیٹے رسوا کہی ہیں تاریخین عجائب
مبارک آنا نظام آئے حضور وہیم مقام آئے

دیکھ

شاہ احمد کہ کلکتہ سے
شاہ تشریف دکن کو لائے
سال تاریخ کہ رسوا نے
شاہ و شہزادہ بیکرم آئے

دیکھ

دہی تھی عورت لارڈ کرزن نے نظام الملک
رونی افزا اسلئے آصف سے ہندوستان
وہاں سے جب اپن سے تاریخ رسوا کی
آئے کلکتہ کو جاکر شاہ والا بارگاہ

دیکھ

مبارک ہو رہا یا کو مبارک
کہ کلکتہ سے شہ تشریف لائے
کبھی رسوا نے کیا تاریخ نادر
بعون اللہ نظام الملک آئے

دیکھ

<p>مع انجیر سرکار آئے وطن میں نظام و ولید آئے دکن میں ۱۳</p>	<p>خدا با ترا شکر گلٹے سے پڑمین گلٹے دان مصرعہ سال رسوا ۱۴</p>
<p>شہم بنزادہ وطن اٹلی دکن میں آگئے تاریخ سبلی ۱۴</p>	<p>مبارک آئے گلٹے کو جا کر ولید و نظام الملک جہدم ۱۲</p>
<p>پڑم کی قالب بے جان رعیت میں جان آئے اللہ لشہر شاہ جہان ۱۴</p>	<p>ہوے گلٹے سے واپس جو حضور پر نور میں تاریخ نکالی ہے یہی رسوا ۱۴</p>
<p>خوشا آمد شاہ والا تبار ز گلٹے آمد دکن شہر یار ۱۴</p>	<p>خوشا حیدر آباد و آرایش اش خوشا مصرعہ سال رسوا خوشا ۱۴</p>
<p>مبارک ہو مکان واپس حضور آئے سفر سے شادمان واپس حضور آئے ۱۴</p>	<p>کرین اہل دکن جشن خوشی ہر جا مسیحی سال بھی رسوا لکھا ہے ۱۴</p>
<p>میر محبوب علی شاہ دکن ظن آلہ آئے گلٹے کو جا کر شاہ والا بارگاہ ۱۴</p>	<p>آئے جب ملک کنین کامیاب گمان مصرعہ تاریخ فضل خوب رسوا لکھا ۱۴</p>
<p>حافظ! جناب یوسف علی صاحب شہنویں</p>	

بیت زخت خزان موسم بہار آمد
 رسان تو یک صبا عذیب نگین را
 بہ نوح نوا سے سرور در جوش است
 نیش سر و نگر نغمہ سبھی تہری
 جلوس رگدیش دیدہ حور از جنت
 رسید باد بہاری و رخت بست خزان
 با تمام صفائی و شوق آمد شاہ
 وزیر باد بہاری خیابان بباغ دکن
 گشت راہ میرز گشت خلقت
 ز خانہ گشت بران خلق جلا از شادی
 برفت گا و سفر چو خوردن خندان رود
 بہ فکر کار جوہر گشت خسر و ما
 چرا بشکرتی زبان نہ بکشایم
 بر آستین قلم خافت خوشامد محبوب
 بہ نوشتہ مادل لول خلق کہ بود
 بداد ما بہ مخلوق رس و حافظ باش

تکلف غنچہ بباغ دکن بہار آمد
 ہزار شدہ مبلغ دکن بہار آمد
 بہ زبان کہ ز کلکتہ شہر یار آمد
 بوجد و رقص ہر اک شاخ میوہ دار آمد
 طبق طبق ز گل تر پئے نثار آمد
 نگہ نیش شجر نغمہ خوان ہزار آمد
 ہوا و ابر نہ بہرست بیقرار آمد
 ہزار بار بہ یک نیش خشک بار آمد
 فلک بہ چار کمان رفتہ چار بار آمد
 بہ نثر آمد شہر و زمان کہ تار آمد
 جو گشت باز چہ گویم کہ ما بہار آمد
 بہان زپردہ باقبال پیش کار آمد
 نفخہ رفتہ شہر سہم نہ افتخار آمد
 بنام پاک علی اکبر شل فو الفقار آمد
 ترا چو دید کنون در دوش تہر آمد
 کہ زندگی بچنین خشک سال یار آمد

غل اردو

حاکم بھی اس کے سامنے ادنیٰ غلام ہے
 آئے حضور بلکہ میں کیا دہم دہم کام ہے

جو دو خاں شاہ وہ مشہور عام ہے
 ہرست روشنی کا پڑا اہتمام ہے

پولس کا اوسپن سے اکل تہا م ہے
گردش میں کیا پڑا ہوا ہر سمت جام ہے
کوئی زمین پہ کوئی تو بالائے بام ہے
ہر ہر کے دیتا جانا صراحی سے جام ہے
کیا آگئے حضور جو یہ اثر دہام ہے
یہ ذات سے تہلکے ہی سب نظام ہے
ہر زبان پہ ذکر ہے کیا نیل نام ہے
تحقیق کا گنہ گین بیان اذن نام ہے
اوسکے لئے دعا یہ میری صبح و نام ہے
حافظ غزل مناتا ہے کرتا سلام ہے

باندے پرے کھڑے ہیں سواروں چوڑ
ساموریکہ سے میں چلے دور پر میں دور
لاکھوں ہے خلق بہر تماشہ کھڑی ہوئی
ہر بیگان بھی اپنے سے باہر ہو شاد شاد
حیرت سی پوچھا ہوا پتہ تراسے یوں فلک
رکھے خدا ہمیشہ سلامت تمھیں حضور
انصاف میں نظیر نہیں اوسکا ہے کوئی
خوان کرم پہ کچھ بھی نہیں اچکے روک لوگ
ہو عمر میں شرفی میرے بادشاہ کے
قاصر زبان سے وصف میں تباہ کے حضور

رفیق - خواب شیخ ملک درصنا بلکار محمد انکسیر خزل شامی گنہ گین نام

کلمت سے ورود حضور نظام ہے
بخشش ہمارے شاہ کی دنیا میں نام ہے
انپر ہمیشہ سایہ خیر الامام ہے
ہر ایک کو خوشی و شہرت سے کام ہے
ہر ایک دل میں الفت شاہ نظام ہے
انکو ظلال خلق سے ہر روز کام ہے
تو بینوا ہے وہ شہ حالیمقام ہے
طول کلام باعث سولے خام ہے
یار ہر ایک قلب میں جب کا مقام ہے

ہر سمت اسے رفیق ہی شور عام ہے
دیرائے فیض ملک حضور نظام ہے
لمتی ہے بارگاہ خدا سے اسخیں مدد
ملک و کن بہار کرم سے ہے باغ باغ
جو دو کرم سے بندہ احسان بنالیا
کیونکہ نہ اپنی جان رعیت کرے نثار
خاموش ہے رفیق کہ جو مرج شاہ کیا
لازم ادب ہے لکھنے دعا اسکو ختم کر
کر عرض تاج شہر وہ آبادیان رہے

<p>شیم۔ جناب سید الجبار رضا قنوجی تلمیذ جناب صاحب حیدر آبادی</p>	<p>نظام الملک آصف جاہ سادس شیم اب فکر کیون مارنچ کی ہے</p>	<p>ہوے رونق فرا جاہ واقبال خوشی سے آئے شہ آج آئے ہر سال ۱۳۱۴ء</p>
<p>جناب مولوی محمد سلیمان صاحب مدنی پٹنہ</p>	<p>سفر کر کے آئے جو باند نشا ط کے سال تشریف بھری گئے یہ</p>	<p>نظام و کن شاہ عیجاب قدوم نظام و کن باصواب</p>
<p>قمر جان محمد کریم خان رضا تحصیلدار لکھنؤ</p>	<p>لکھنؤ میں یہ حکایت نادر کہ حسین ہے نواب و میرا نے کاکتہ میں بدل جام سلامتی کو اٹھایا حضور کے روشن رہے یہ نام گرامی حضور کا بلد میں خیریت سے یکم خدائے پاک</p>	<p>کل حالت فرشتہ عالیشان کی دعوت عیب لطف سے کی ہے نظام کی اور دل سے دمی دعا یہ بڑی ہوم دہام کی قائم رہے دہام ریاست نظام کی دیکھو وہ آگئی ہے سواری نظام کی</p>
<p>پیر اللہ جناب سید پیر اللہ محمد محمد الحسنی</p>	<p>سیر سلامت روی سیاہ و قاف</p>	<p>تو باسرا دیالی و دشمنان خوار</p>
<p>چہ خوش ہو کہ بیا یک کر شہ دوکار بیا بکام دل ازا قدر ملک بر آ نہ</p>	<p>۱۴</p>	<p>۱۳</p>

اس شاہ اد العزم کی شان و شوکت	و بد بد و جاد و د عالی
بہ جو ہار کہ پیر اسے کیا مہر ہے	تخریکہ رون جو صفت اعلیٰ حضرت

<p> شانہ ویکہ ازمانے میں آج تک ایسا وفاق خدا سے یہ وترات ہے سعید مری شکر خدا زبانیہ مری او سکنا نام ہے پیر فلک بھی تالاج فرمان مام ہے خدا متکذراشہ کافر بدون سا حکمران ملک دکن ہے وید کے قابل جہان میں فضل خدا سے خوش میں شاہ دکن سعید </p>	<p> غریب پرورد و خیر خواہ دکن جہان میں شاہ ہے شترک نہ شاہ دکن فرمانروا کے ملک دکن جو نظام ہے فضل خدا سے آپکا وہ احتشام ہے دارالقب ہے جکا وہ ادنی فلام ہے انصاف و عدل جو دو سخا اٹھام ہے وروز بان و طیفہ سی صبح و شام ہے </p>
---	--

وفا۔ انتخاب طویل علیہما خلف شمسی محمد لائق علیہما صدر و اولیاء

ایسی نہ زمانیں سخاوت دیکھی
یوں تو مہین کے اور سلطانین وفا

ایضاً

سلطان و کنظلِ خدایے شہنشاہ
نصرت سے کہو جائے پئے استقبال

کلمہ سے گئے ہیں شہِ خوش اقبال
ہمراہ جلو میں رہیں اقبال و چشم

غزل مدحیہ

میں کیا ہوں کیا زبانِ بری کی کلام ہے
کیا آج آدھ شہِ والا مقام ہے
جس گہر میں آج ویکٹے لبرنیا جام ہے
ملتی فرسی جگہ نہیں اک آؤ دہام ہے
ہاں جلد دور دے کہ خوشی کا مقام ہے
دن جشن کے ہیں یہ نہیں باہ صیام ہے
کیونکہ نہ دل کو رقص ہو گزشتہ جام ہے
اسکے جو اہتمام ہے جو انتظام ہے
اے حضورِ بلدہ میں کیا دہوم و نام ہے
جو چاہے مانگ لیجئے وہ بارعام ہے
میں مدح خوان شہ ہوں شامِ کلام ہے
اقبال اس کے در کا مدار الہام ہے
جاری یہاں کے سکتے ہیں جو اسکا نام ہے
اپنی دعا خدا سے ہی صبح و شام ہے
وقتِ دعا ہے اور غزل بھی تمام ہے

کیونکہ تیری ثنا ہو تو اعلیٰ مقام ہے
ہر سمت دیکھتا ہوں بہت انتظام ہے
جلے کہیں پہن تو کہیں ناچ رنگ ہیں
ہر سیکے پہ ہیرے زند و کی آجکل
تاخیر سے کہ دینمیں باقی عبت ہے آج
کیا محبت کا خوف ہے زند و پیوستہ لب
نظین بچا ہے میں خوشی سے جوان و پیر
دیکھتا نہ کرو ظہر کبھی ایسا جہان میں
ہر روز روزِ عید ہے ہر شب شبِ بارت
جو آرزو سے دل ہے وہ برائیگی ضرور
کیا فکرِ محکومِ رزق کی پہونچیکا خود بخود
قدموں سے لگی ہوئی دولتِ زلفِ نصیب
راہِ سچ رہے آگہی یہ ساری جہان میں
تائیدہ اس کے بخت کا اختر ہے مدام
محکوم نہیں ہے طولِ کلامی سے کچھ غرض

<p>جیت تک کہ اس زمین پہ فلک کا قیام ہے جب تک کہ عمر خضر علیہ السلام ہے قیام رہے مدام جو شاہ نظام ہے خادم میں ہم دعا ہی دل سے مدام ہے</p>	<p>جیت تک کہ مہر و ماہ کا ہے نور جلوہ گر آب بقا کا نام ہے جیت تک جہان میں سبکی سی دعا ہے اکہی قبول ہو آباد حشر تک ہے ملک انکا احوال و خوا</p>
<p>نورید نصرت من اللہ والغفور آئے امان فوج تھے ضامن کہ اس دور کے دعاے خلق کے جو حق پہ وفور آئے وہاں کے لوگ بہت دعا شکر آئے برہم پیش قدم چل کے دور دور آئے خوشا نصیب ہمارے یہاں حضور آئے نظام ہند کے تارون میں مہر نور آئے محب و عدو وفا صادق الامور آئے میشرو ماقبل و قاتل بھی ماتہ چور آئے ہزار شکر کہ بالضررت و ظہور آئے بعیش و امن ہزاران سنہ و شہر آئے ہو مستجاب و مراد دلی ظہور آئے</p>	<p>حضور عزم سفر پر جو بالضرور آئے سوار مرکب نصرت پہ جیت ہے سر کا جلال و شوکت و اقبال ہر کا ہر کا سوے دکن سے جو رونق قرارے کلکتہ نظر بہ شوکت و شان نظام ہند بجوش شوق کہا و سیرائے ماقہ ملا دیازبان ستائش سے ویسا دایلیج بخوش ولی ملکہ نے کہی کہ آصف جاہ رہی ہے رے ملک و سیر سے سویم را ریمیں و والی و محبوب خلق ظل اللہ خدا و راز کرے عمر شاہ آصف کی دعاے میر غلام علی رسا۔ یارب</p>

خاکِ خجائبِ سید الدین ضیاء الانوار ابی المہدی

<p>جیب سے مرید پیر نغان کا غلام ہے جیب سے کیا سفر شہ آصف نظام ہے ایٹا کیا جو دعوت کر زن کو شاہ تے ہے ہلکو صبح و شام حصول ثواب ج کراہوں سیر عتہین ظلمات و نور کی کیا خوف حاسدون سے ہے آصف نظام کو ہر دم فرے اٹھاتے ہیں عہد شباب کے جتنے میں کائنات جہان کے یہ خاک کیا</p>	<p>کعبہ سے ہے غرض نہ کلیا سے کام ہے نصرت کیسا تہ شہرہ آفاق نام ہے دنیا میں اس خوشی کی بڑی ہی ہوم نام ہے ہر طوف دل زیارت بیت الحرام ہے رخسار زلف پیش نظر صبح و شام ہے حامی ازل سے رحمت خیر الامام ہے نیشہ نعل میں ہاتھ میں صبا کا جام ہے سکون نام ہے باقی وہی ایک نام ہے</p>
--	---

جلا خجائبِ شہی محمد غوث حب نشی محمد وزیر میرزا ابی خجائب

<p>اوس کا کلام صلے کیا کلام ہے بخش و رود و خسرو دی اقسام ہے کیون غل عجا ہے شہرین کیون نام ہے ساتی شہر نام ہے پہ اک از دو نام ہے میں کیا کہوں کہ کون ہوں کیا ملی نام ہے میرے زبانیہ ساتی کو شر کا نام ہے اس شہر کے نظام کا کیا اشتلام ہے</p>	<p>جنگ زبانیہ ورد محمد کا نام ہے ساتی پلا شہر اب خوشی کا مقام ہے کس شاہ کے درود کا پہر نظام ہے دن عید کا ہے جمع میں زمان بادہ نوش ایہ دل وہ بخود ہی ہے محبت میں اندون ہزار ہوں نقشہ میں ہر دم علی ملی پیل و مانگا ڈر نہیں ہو خضیف کو</p>
---	--

<p>غم جسکو لوگ کہتے ہیں وہ کتنا مہم ہے زلف رسا کا ماتہ میں اس گل کے دام ہے جاری ہے یہ فیض کہ تیرا ہی نام ہے منہ سے لگا ہوا مئے عشرت کا جا ہے روشن ہے طبع اور جلا میرا نام ہے</p>	<p>آرام سے گذرتی ہے مخلوق شاہ ہے لے مرغ دل نہ پھنس کبھی پھنڈ میں عشق کو پیا سنا تیرے دم سے کوئی جائے ساقیا زندہ دل کے دل میں شاد کہ دن میں بیا ماند شمع نظم نہ چمکی غلط شرح</p>
<p>حقیقۂ خباب حقیقۃ الدین صاحب صنیعہ و اضیاعہ نقل نور علی علیہ السلام لکھنؤ تلیذ خباب حلیم میر تقی میر علی صاحبہما رحمۃ اللہ علیہ</p>	
<p>روئے زمین بھی جس سے کہ اہ تمام ہے ہر روز جاہزات ہیں صبح و شام ہے الماس کے گون میں زیر گل کا کام ہے دست سیاہ مست میں موتی کا جام ہے برج شرف میں رجبت ماہ تمام ہے غم لیکے خاک ہو گیا وہ ازدحام ہے کہ دلون پشہاہ کا ہے یکہ دام ہے کیا استہب خیال میرا تیرا کام ہے دریا تمام ملک تو نیاں نظام ہے</p>	<p>کیا مہر شاہ جلوہ گر خاص و عام ہے رخسار و زلف یا رے دنات کام ہے دانتوں میں لعل لب کی نہیں پڑ رہی جھلک تیلی کے آس پاس نہیں ہی بیاض شہم کلاکتے وطن میں ہوئے جلوہ گر حضور افراط جشن آمد شاہ نظام سے ڈنکے زبان چوب سے کہتے ہیں جا بجا کاٹا دراز می شب بچران کو آن میں کیونکر نہ موتیوں سے بہرے دامن حقیقہ</p>
<p>قطعہ تاریخ جس طرح استیاب پہرے جانب طن</p>	<p>کلاکتے سے حضور کا عود اس طرح ہوا</p>

<p>بیت الشرف محل ہے برعود میر دکن ۱۴</p>	<p>نخلی شمال ماہ مبارک بھی سال پہ</p>
<p>قدرت از جناب میر علی قلی خان کا ۱۵</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۴</p>

تاریخ ہجری

کیون گل کی مہک چمن چمن ہے
 خندان خندان ہے کس لئے گل
 اور نیچے بھی سکارا رہے ہیں
 سوسن کی زبان پر شکر حق ہے
 دہانی ہے مراک شجرہ کی پوشاک
 تالی گویا سجا رہی ہے
 تہا تو پیام لائی کیا ہے
 غنچوں کی چٹک سے خود ہے پیدا
 وہ آتے ہیں بند گلن عالی
 تشریف حضور لاتے ہیں آج
 جا کر وہیں آتی ہے سواری
 چو طرہ بہا رخسہ می ہے
 جیتا ہے جہان میں روز اور شب
 مانا آنا ہو یہ مبارک
 حافظ ہر آن خجستن ہوں
 کہہ دو کہ شہ نظام آئے

کیون گل کی مہک چمن چمن ہے
 کیون شاخ پر نقد زن ہے لیل
 کیون پھول یہ کھلکھلا رہے ہیں
 کیون سرخ لباس میں شفق ہے
 بہر ہول ہے رشک نجم افلاک
 پتوں کو ہوا ہلا رہی ہے
 آئی تو کیاں سے اسے صبا ہے
 کہتی ہے نسیم میں کہوں کیا
 ارباب دکن کے ہیں جو والی
 سرکار نظام آتے ہیں آج
 دعوت تھی جو دیر سے نے کی
 اونکے آسکی یہ خوشی ہے
 اختر کی دعا ہے تجھے یارب
 بہر لیلین پیئے تبارک
 حامی شہ کے شہ زمین ہوں
 کرسال درود کوئی پوچھے

تاریخ عیسوی

<p>جسکو دیکھو نہا ہے مسرور ہو خوشحال ہے لاسے اب تشریف خرم عیسوی میل ہے ۶۱۹</p>	<p>اللہ اللہ آصف کی خوشی مجھے اختر نے کہا تاریخ کا گریز حال</p>
<p>اختر جناب فتح اللہ خاں مولوی محمود صا م حرم نوا مجبور نواز الدین مفتی اول دارالقضاء بلکہ شاگرد جناب صاحب</p>	
<p>تاریخ محمدی</p>	
<p>ہم یہ رابطہ دوستی یارب مبارک ہو کہا کلکتہ کو شہ جا کر آئے اب مبارک ہو ۲۸ ۱۳ محمدی</p>	<p>شہد سجاد آصف ملکر آئے لارڈ کرنل سی ول اختر نے سال احمدی اس غیر مقدم کا</p>
<p>تاریخ بھری</p>	
<p>ہر جگہ ہر سمت ہر سو تھانیت کی بے صدا آئے کلکتہ کو جا کر شہ مبارک ہو سنا ۱۴ ۱۳</p>	<p>اللہ الحمد آج سلطان دکن تشریف لائے میں اختر اس خوشی کا نہ لکھت ہر جگہ</p>
<p>تاریخ عیسوی</p>	
<p>بہار آمدندہ ملک کن شک جن گفتا حضور نیک از کلکتہ آمد در دکن گفتا ۱۹ ۱۶</p>	<p>بسم اللہ کہ دیدہ آبر شاہ دکن بر کس ز چرخ چارمین ہاتھ با اختر عیسوی تاریخ</p>
<p>حکمت جناب میرم علیضا فرزند حکیم میرا علیضا شاگرد جناب میرم علیضا نذر بیاد شاہ حجاز</p>	
<p>جو ہنگام ہو خوشی ہر کسب تیغ و ظفر دکن کے شہ کو مبارک ہو رہنمایہ سفر ۱۴ ۱۳</p>	<p>سوار می شہ آصف میں سوئے کلکتہ کہی ہے میں یہ حکمت دعا یہ تاریخ</p>

	تاریخ محبت	
وہ شہ کی وہ افواج شاہی کی آمد	وہ گہر ہست و ہر جا خوشی	وہ حکمت لب پنخ پراجمی سنہ
مبارک ہنظل اکھی کی آمد	تاریخ محبت	۲۱ ۱۳۲۱ھ
ہر ہر فوج و طفل عین خوشی	ور دکن آمد چو سلطان دکن	وقت تشریف آوری سال نکو
گفت حکمت اس شہم خوش آمدی	ایضا	۱۲ ۱۳۲۱ھ
نیرہایت شاہ دکن تشریف مہلت	اصد جاہ و خرم و عوت بین جاگلا دکن کی	صدائے خیر مقدم بین جو صوف تھلینت آئی
نسانہ منہ سے حکمت کو مبارک آئے	تاریخ عیسوی	۱۲ ۱۳۲۱ھ
خاطر ہر خیر خواہ آصفی گل گل شکفت	از بہار مقدم شاہی دکن گلزار شد	صیوی سال ورود شاہ ای حکمت و ش
ور دکن آمد ککلتہ حضور ایک بگفت	احمد بن محمد مجیب الدین ضاحید آبادی	
بیشل لاکھام ہزار اکھام سے	منظور اس قصیدہ میں برج نظام ہے	کلکتہ میں بنیاطیر شامبتہ دکن
شامانہ اہتمام ہے اور انتظام ہے	منتاق ساری خلق ہے الازدحام ہے	سکر خبر کہ آتے ہیں اب شاہ نامدار
ککلتہ بکھ آئیے جنت مقام ہے	منظور خاطر شہ عالم مقام ہے	پونجی سواری شہ عالی بجزو شان
		دعوت کا اہتمام کیا و لیلے خوب

بہار شاہ کے بین ولید خوش سیر
 داعی سے ہو مرض و منصور کا میتا
 کلمتہ سے سنا کہ بنارس کو طبع بین
 رشک ارم بنا ہے بنارس و ریند لا
 وارو ہوا شہنشاہ والا بعد شکوہ
 راجہ نے کی ضیافت والا بعد خلوص
 سوے دکن ارادہ عالی ہوا ہے اب
 راجہ سے ہو مرض و محفوظ شاہ کام
 گلہ گز کے شہر ہے سلطان باوقار
 منقول اہتمام میں چکام صبح و شام
 ہے شاد و خوش جمع ریالے شہر بگی
 کرتے ہیں صبح و شام زیارت بعد ادب
 ہوئے ہیں صبح و شام نیازات بیشتر
 حاصل نہ کیوں حضور کو دونا تو اب ہو
 اب قصد شاہ کا ہے سعے دار سلطنت
 خرفیان منار ہے میں رعایا سے با وفا
 ہے رشک خلد شاہ کی آمد سے شہر پہ
 شہرہ جی زبان نہ ہر خاص و عام ہے
 خلقت کو ناگوار چہ الی تھی شاہ کی

خوشید گریہ ہے تو وہاہ تمام ہے
 اب قصد شاہ کا سوے والا قیام ہے
 دعوت ہے اور شاہ کا بکھرن قیام ہے
 معقول انتظام ہے اور اہتمام ہے
 دیکھا کہ سارے شہر میں کچھ دم ہے
 مداح جسکے خلق کا ہر خاص و عام ہے
 مشتاق باز دید کا ہر خاص و عام ہے
 راہی سوے دکن وہ شہنشاہ ہے
 ثابت یہ ہو رہا ہے کہ غیبے قیام ہے
 معقول بندوبست ہے اور انتظام ہے
 کیوں خوش نہویں مرجع ہر خاص و عام ہے
 اُن اولیا کی جگہ کہ جنت مقام ہے
 ہر وقت بخت و پز کا بڑا اہتمام ہے
 ہر شخص روزہ دار ہے ماہ صیام ہے
 محفوظ آج صبح سے ہر خاص و عام ہے
 بلدہ میں بھی عجیب غریب انتظام ہے
 کس شہر و مد کے ساتھ ہوا اہتمام ہے
 آتے ہیں اب حضور بڑی دہم و دام ہے
 دیدار دیکھنے کے لئے اثر دایم ہے

فوجی سپاہ راہ میں بین جا بجا کھڑے
 ممکن نہیں صبا جو نکلیاے راہ سے
 اللہ کے شوق دیدِ جلال شہِ دکن
 گلزارِ خلدِ سطحِ زمینِ دکن ہے آج
 حاضرینِ بامیروزِ وسلسلےِ امداد
 آتے ہیں اب حضور کوئی دم میں دیکھتے
 با صد خوشی جو دارِ بدلدہ ہوئے حضور
 یہ شان یہ سواریِ سطوت کو دیکھ کر
 جمشید اک نقیب ہے دربارِ عام کا
 کہتا تھا دیکھ دیکھ کے ہر شخص اے
 پہونچا مجلسِ امین شہنشاہِ ذی وقار
 ظلِ خدا کے آنے کے آگے جو خوشی
 محبوبِ خلق کیوں نہوا صفِ جہان میں
 تجار نے بحسنِ عقیدت بصدِ خلوص
 آگِ آتش اور روشنی شہرِ دیکھ کر
 مخلوق کی زبان پہ جی صبحِ و شام ہے
 طولانی بیان سے حاصل نہیں محیب
 آنایترادکن میں جو اے شاہِ میمنت
 اقبال آج پر ہو ہوا خواہ کا تیرے

فتح و ظفر بنائیں کیا احتشام ہے
 کیا خوب بند و بست ہو گیا نظام ہے
 شیر کو بھی دیکھتے تو بے نیام ہے
 کیونکر ہو کہ آمدِ شاہِ نظام ہے
 ججائے ریل شاہ کا ہو تا قیام ہے
 ہر خطہ تار پر یہی آتا پیام ہے
 کہتے تھے بامیروزِ عایا سلام ہے
 لرزانِ محمدین روحِ نریمان و سام ہے
 کاٹوس میرے شاہ کا ادنی غلام ہے
 بے شکر حق کہ شاہِ مرشد کا کام ہے
 آوازِ تختیت سے عجب مہم و کام ہے
 دنیا و آخرت میں وہی نیک نام ہے
 آوازہ جھکے عدل کا تاروم و شام ہے
 ہر جگہ روشنی کا کیا اہستام ہے
 کہتی تھی نیند آنکھ سے سوتا حرام ہے
 آئے حضورِ بدلدہ میں کیا ہو مہم و کام ہے
 پس اس دعا چسبہ فقیدہ تمام ہے
 مسعود تیری ذات سے عالی جام ہے
 دشمن کا تیرے وار ہنم مقام ہے



۵۶۳۵۲

<p>جب تک کہ آسمان و زمین کا قیام ہے ہر وقت سر پہ سایہ خیر الایام ہے وہ خانہ زاد اور تو شاہ نظام ہے</p>	<p>اکھم ہندو یہ حکومت تری رہے حافظ ترا خدا ہے حقیقی ہے سدا اکھم بھی ہے گاہ غایت کا منتظر</p>
<p>قصہ خباب مسرور و شبنم صبا جمعیہ نقالان</p>	
<p>ہر سمت روشنی ہے عجب اثر و عام ہے کیا نام ہے کہ روح روان انا ہے سب جانتے ہیں عید کا روزہ حرام ہے یہ راہ میں کہا لڑن کے ثبوت نام ہے تا رشتہ محسوس کا جلوہ تمام ہے یہ وصف شہ کا معجزہ ارتسام ہے گر نہیں بڑے تو برق کا قصہ تمام ہے آصف سے برج نور دکن لاکلام ہے محبوب ہے دل کو خاد لاسکا مقام ہے برج قمر یک درو قصر و بام ہے دولتون کی جان آمد شاہ نظام ہے قربان ہلال ہے یہ وہ ماہ تمام ہے قائم خدا رکھے یہ دُعا صبح و شام ہے گلہ زبے دہن مرا رنگین کلام ہے</p>	<p>آئے حضور بلکہ میں کیا دہوم دنا ہے محبوب بادشاہ دکن اسخانام ہے آئے حضور آج بلا سا قیاس شراب بلکس ہلال و قوس قزح ہے زمین پر نہایتی جھارون کی ہی ہر سو جھلا جھلی مانی کی عقل نقش بدیوار ہو گئی دوانے جو رعد کو تو کچھ ہو آب آب یوسف سے جیسے مصر ہو منزل قمر بر دل کا خفا چاہئے اجاب شاہ کو ہے روشنی سے راہ ہر اک شکر کشتان جمع ملا جو عید سے دو عیدین ہو گئیں ماہ دکن کو دیکھا ہے قبل از ہلال عید شازادہ شکوہ و دبدبہ آصفی مدام سائے گاہ مار و غنچہ دہن تیرے وصف میں</p>

<p>عزت بڑی میں رقص کی حضرت نہ کھڑے ارباب رقص میں یہ قادی بھی غلام ہے</p>	<p>خواب محمد رحمان بخش صاحب علی میاں خلیفہ محمد اور بخش صاحب رحمان</p>
<p>شیر بان و رود شہ نہ بلده رحمان بخش این درود را سنه</p>	<p>اعل و زربخش روح و جان بخش بنوشته رونق جهان بخش</p>
<p>اکبر خواب محمد فضل حسین خاں صاحب بیکار کشتر انعام ملیک حضرت سید</p>	
<p>بصد طرب ز سفر شاد می و تار آمد گرفته کوہ را بخشیم فلک بدامن خوش بہر یکے ہمیں پسند پیشکار امروز بصد مسرت و فرحت المالیان دکن پیش تیر نگاہش شد دکن امروز</p>	<p>بیار ساغر سے ساقیاں آ آمد بفرق و تاج شہنشاہ سے منت آ آمد کہ روز آمد شہنشاہ سے یا تو آ آمد کند شور بہر سرگشہ آ آمد یہ میں کنون دل اکبر سے شکا آ آمد</p>
<p>اشفقتہ - خواب خواجہ محمد الدین صاحب صدیقی قلیہ خاں سید</p>	
<p>چو تیرے بڑیکے دل میں ہے الفت ایسی آنکھیں لگی ہوئی میں سوئے ریل خلق کی کتاب ہے جو کہ دیکتا ہے شب کو روشنی میں نتر وں سے سلمیٰ کمانیں سچی ہوئیں قطعہ کئے قصیدے کئے اور باغیان جو مجاہد ہے کہ خرچ چہارم ہے نوز سے اشفقتہ ہے بلند یہ چارون طرف نما</p>	<p>آصف ہمارا کیا شہر عالم مقام ہے آنکھا او کے بندہ سے کیا انتظام ہے آیا ہے نوز شہر میں کیا اثر وہاں ہے طلبہ یہی ہر ایک جگہ صبح و شام ہے یہ سب ظہور آبدشاہ نظام ہے یہ برج مہر جو دست گردن شاہ ہے آئے حضور بلند میں کیا دہوم و نام ہے</p>
<p>احسان بیجا میرسان علی بیجا شہی جہا آبادی تہذیب حضرت سید</p>	

<p>مشتاق دید شاه کا بہر خاص عام ہے محبوب کا حبیب ہے محبوب نام ہے رستم زمانہ زوال نہ حاتم نہ سام ہے درداڑہ پر حضور کے کیا اثر دام ہے اور کیوں نہ ہو کہ رحمت شاہ نظام ہے</p>	<p>کسے حضور بلکہ میں کیا دہوم دام ہے کیوں ہم تصور نہ فتنہ و ظفر ہو حضور کے دنیا عجیب سستی ناپائیدار ہے جو وہ سخا کی اسکے یہ ادنیٰ نسی ہے لیل احسان شر خوب ہی لکھے ہیں اپنے</p>
<p>شاکر جناب سید خواجہ محی الدین صاحب تلمیذ حضرت بیدل ہر اک خوشی سے کتابے آنا نظام ہے ساقی ہے اور نشاط ہے لبر نرجا م ہے یکہ اور بھی زمانے میں حضرت کو کام ہے جسکے زبانیہ دیکھتے تیرا ہی نام ہے ست نگاہ ناز کا اودنے مقام ہے اس کم سنی میں خوب جذب کلام ہے آئے حضور بلکہ میں کیا دہوم دام ہے</p>	<p>آئے کے بادشاہ کی کیا دہوم دام ہے مے مے سوسے ایسے اور وقت شام ہے ایک دوسے میںے مانگا تو کہنے لگے چرخ یوسف سے بریکے حسن کی شہرت ہو تیری کہتے ہیں جبکہ عرش زائیمین بنشین فیض سخن ہے یہ کہ سخنور بے تعبے کہیں شاکر جلو کہ دیکھیں ہم بھی جمال شاہ</p>
<p>تسفی جناب سید میر بادشاہ صاحب حیدر آبادی</p>	
<p>ملک کن میں آید شاہ نظام ہے شہرہ جہان میں عدل کا تار و تم شام ہے</p>	<p>ہر جا خوشی ہے رستونین از دام ہے دنیا میں آج ایک ہمارا نظام ہے</p>
<p>صنوبری - جناب میر وزیر علی رضا خٹو نیں ملازم مطبع صفائی نذرون ملکہ</p>	
<p>درد کن از فضل حق شاہنشاہ آمد شاہ والا بہت از گلستہ آمد</p>	<p>اندرین ایام نیک انجام شکرست صنوبری این مصروف سالش بکفتہ</p>

<p>ولہ کہ شاہنشہ زر گلکتہ بدار السلطنت آمد ہمایون باد این شاہی بدار السلطنت آمد ولہ بین دکن بین چار سو پیر و جوان خرسند آج شاہ عالی آئے گلکتہ سے با فرزند آج</p>	<p>عجب در عالم عیش و طرب محبت یک عالم نوشتہ صفدر می این مصراع تاج خزان شکر ایزد شاہ آصفیہ ہو سے رونق فزا صفدر می نے دست بستہ عرض کی تاج</p>
<p>محشری - جناب میر تحفیت علی صاحب</p>	
<p>سو سے دار السلطنت تشریف لائے شہ مع فرزند گلکتہ سے آئے</p>	<p>شاہ و شہزادہ بفضل کو گار محشری نے عرض کی تاج یہ</p>
<p>یعنی جناب ابوالرضا سید رضی الدین حسن صاحب المینہ حضرت میکیش صاحب</p>	
<p>فروغ مہر پہرے آسمان مبارک ہو ہر ایک قالیچہ بیجان کو جان مبارک ہو ہر ایک پیر کو بخت جو ان مبارک ہو صد و کو فتنہ آخستہ نہ ان مبارک ہو خزائے گریہ شب صوفیان مبارک ہو طفیل عشق سے انشیتان مبارک ہو پہر عتبہ شاہ زمان مبارک ہو یہ نام لینا تجھے امی زبان مبارک ہو سفر سے آمد شاہ زمان مبارک ہو او سے ہی شرف سعادت نشان مبارک ہو ہر ایک نقطہ ہر اک پل ہر آن مبارک ہو</p>	<p>شگفتگی گل ای باغبان مبارک ہو تن ضعیف کو تاب و توان مبارک ہو ہر اک جوان کو مبارک ہو رومی پیر کہن امیدوارون کو مقصد و رمی خود مسعود ہو مینت نشہ بادہ صبو مستو اداسناس ہو کچھ تملاش عاشق کو مبارک ہو می زمین فخر فرش راہ نیاز وہ کون آصف سادس نظام ملت ملک اے میر سے ہم وطنوا عنی البیان دکن قدوم شہ سے مشرف ہوا ہے گلکتہ خوشی کا دن ہے خوشی کی گہری ہے ہمنفسو</p>

<p>خوشی سے کہتے ہیں پیرو جان مبارک نخل رہا ہے زبا نون سے مان مبارک اے دوستو کہو آسپین مان مبارک شراب مدح مشہد کا مان مبارک</p>	<p>وہ دن ہے آج کہ ہے روز عید اس نخل میں شاد شاد ہر اک سمت آج ہر کہ و مد خوشی خوشی سے میرا بادشہ وطن آیا فراخ حوصلہ و قدح خوار کیفی کو</p>
<p>خج و ظفر تو اوٹکا اک ادنا ظلام ہے اے حضور بلبدہ میں کیا دہوم دہام ہے اے گلے سے باغ و ظفر اور شاد و آپ اور فرزند نیک اختر مشہد شاد باد</p>	<p>صغیر جناب محمد حبیب الدین صاحب تلمیذ حضرت میثی صاحب شاہ و کن و آصف گردون و قار کا ماہی طرح مصرعین میں کہد یا صغیر میر محبوب ملتان شاہ آصف فتح جنگ ہے دماغ اس صغیر ناتوان کی روز و شب</p>
<p>مقبول خلق شاہ کا ہر ایک کام ہے اے حضور بلبدہ میں کیا دہوم دہام ہے جاہ و شہم میں جم سے بھی بڑکڑ نظام ہے مشہد سب جہان میں آصف کا نام ہے کوہ پر بلال رنگ پر ماہ تمام ہے لیکن مدح شاہ و کن ناتمام ہے یہ جان نثار آپ کا ادنی غلام ہے بلکہ نثار فیض ہر اک خاص نام ہے مسرور کی دعا یہ خاص سے مدام ہے</p>	<p>مسرور جناب محمد ابراہیم صاحب تلمیذ حضرت میثی صاحب دیرینہ کار شل سکندر نظام ہے حکایت کے نصرت و فتح و ظفر کے ساتھ آصف کا وصف کیوں نہ کرے ولسر ہی شام و عراق و دہوم پر کچھ مخصوص نہیں نخل سمند شاہ کی تقریف کیا لکھوں اور اق آستان اوزمین پر میں وصف ہے اک روز اس طرف بھی کرم کی ہواک نظر مسرور ہی فدائین لطیف عیم پر سر سبز بارور سے نخل مرا ویشاہ</p>

محمد اسد صاحب تلمیذ حضرت میثیں تہانوی

آئے ہیں میرے شاہ سفر سے ہنسی خوشی
جسبیا یہ حق سے انگٹ عاب بصد خوشی
جسکے سبب تمامی دکن کی نجات ہے
ہو عمر او کی جتنی خضر کی حیات ہے

مغز - جناب غلام محی الدین صاحب یقی تلمیذ حضرت میثیں صاحب

زائد کوڈ کر مذہب و ملت دوام ہے
کب خواہش دلی ہے کہ مشہور خلق ہوں
دنیا میں بامراد ہوں عقبے میں سرخرو
کچھ بھی نہیں بگڑتا رقیب اب بھا کرین
انگل ہر ایک ہو کے سلجھی کہ رہی میں آج
میں دل سے ہے میں دعا او جناب کو
اوس شوخ سے یہ کہہ رہے جبا آج جاگو
اوس شوخ کچھ تو رحم ہو مجھ خستہ حال پر
میں ماصیون کو خوف نہیں روزِ شکر کا
کیونکر نہ جان فد اگر سے ہر ایک بات
ہم کو تو اپنے یار کی یاری سے کام ہے
قائم رہے تو اس سے ہی بس بننا ہم ہے
اللہ سے دعا یہ میری صبح و شام ہے
ہم کو تو اس نے خوب پیام و سلام ہے
آئے حضور بلدہ میں کیا دہوم دہام ہے
وہ دالی دکن جو ہمارا نظام ہے
عاشق کا چند روز میں قصہ تمام ہے
کیون ظلم مجھ پر غریب پہ کر تا دوام ہے
حامی ہمارا بھی وہی خیر الایام ہے
روز ازل سے او کا مغز غلام ہے

راوق - جناب جلیق عبد العزیز خان صاحب تلمیذ جناب میثیں صاحب

کیا جشن آمدِ شہ گردون مقام ہے
مصرع ہی زبان زدِ ہر خاضع ام ہے
شہر ہے چار سمت ہی دہوم دہام ہے
دولین ہمارے الفت خیر الایام ہے
زائد کے مات میں بھی صراحی جا ہے
آئے حضور بلدہ میں کیا دہوم دہام ہے
بلدہ میں آمدِ شہ ذمی احترام ہے
دو رخ کا خوف ہم کو نہ جنت و کام ہے

<p>یتری ہی یاد مجھ کو بس اب صبح و شام ہے سر پر سوار عشق علیہ السلام ہے خورشید یہ ہے اور وہ ماہ تمام ہے اقبال کیا ہے اک تراد نے غلام ہے راوق - دعا ہمارے ہی صبح و شام ہے</p>	<p>ہر وقت اب تو دربان تیرا نام ہے وشت بڑی ہوئی ہے جو گاہی زور و شور شہ کے رخ و جبین سے نہ روشن ہو کیوں دولت تری کنیز ہے وہ باد شہ ہے تو اللہ عز و جل شاہ نظام کو</p>
<p>شاہ دکن ہمارا عجب نیک نام ہے ہر سمت تحفیت کی چچی دہوم و دام ہے اللہ سے دعا یہ میری صبح و شام ہے حیرت زدہ جان میں سہل و سہام ہے کیا خوب بادشاہ کا یہ انشطارم ہے لونڈی ہے شتری تو فریا غلام ہے اے حضور بلدہ میں کیا دہوم و دام ہے</p>	<p>ورد زبان خلق یہی صبح و شام ہے گلگتہ سے دکن میں جو آئے نظام ہے شمس و قمر کی عمر ہوا اپنے حضور کی یتری بہادری و شجاعت کو دیکھ کر اک گناٹ شیر و کرہ کی کو پانی پلا دے خوش لہجی پائیکلے آسمان و قار کتے میں بار بار یہ مصرع سلیم ہے</p>
قطع	
<p>بحر فیاض ہنس رہا جان تو نہیں آصف اعظم جان تو نہیں</p>	<p>کلی آگے شور کیا ہے جوش زن بہر وید دل سے میرا</p>
<p>ہر ایک کام انکا مضید الانام ہے حاتم بھی جتنے سامنے ادنی غلام ہے</p>	<p>رشید - جناب پید رشید الدین صفا قادری خلف مومنی پید عزت الدین صفا برائینوری والی میں سب کے شاہ دکن آصف زمین خون سخا و جو دے مہمان کرم کہ میں</p>

<p>آرام خلق کا بھی بہت انتظام ہے آیا و فضل حق سے یہ ملک نظام ہے آئے حضور بلکہ وہ میں کیا وہوم و دام ہے شہ کا سفر مفید خواص و عوام ہے مشہور سارے شہر میں وہ نیک نام ہے آرام سے گزرتی ہے راحت و دام ہے ہر دم میرا وطن ہے ہی صبح و شام ہے</p>	<p>خوش حال انکے وقت میں بنی کمال ویران ہند کے سوائے اکثر دیار و شہر کلکتہ کے سفر سے مظفر مج شہر ہے اتفاق اس پر بھی خاص و عام کا ملاح و جان نثار ہے شہ کا وزیر فوج پاتا ہوں یومیہ میں خندانہ سے شاہ کے یا خیر و عافیت رہیں سلطان امی رشید</p>
<p>ہر اک کلام آجکا بالا کلام ہے بندش کلام کی بھی نئی لاکلام ہے</p>	<p>حاکم ہو ملک شہر کے اے شاہ خوش بیان انداز بھی نئے ہیں مضامین بھی نئے</p>
<p>حسن جناب محمد حسن صاحب تلمیذ حضرت شوق جعفری</p>	
<p>برائے اہل دکن باد عطر بار آمد ببین کہ شاہ نامیہ در بہر بار آمد نہرا شکر خدا شاہ نامہ دار آمد بفضل خالق کو نین شہر یار آمد بطریق بصیرت یہ شہر سوار آمد خوشی بقلب بھی خواہ بار بار آمد کہ سوئے تخت بشاد ہی بے شمار آمد</p>	<p>نہرا مرزہ بسوے چمن بہر بار آمد ز فیض باد صبا باغ بہر و مٹھر آمد بفرط کنت و جاہ و وقار سوئے دکن بسوے ملک دکن از حصا ر کلکتہ ہر چشم بدخ خوب ترا خدا حافظ ورود کرد کون شہر یار و شہزادہ بحفظ و امن بازار و یزاق اے حسن</p>
<p>حکیم جناب جنار دین تریا صاحب فرزند اس سوج تریا صاحب آبا و دکن</p>	

<p>ہے روزِ جشن کیوں نہ کرے خاص و عام ہے آئے حضورِ بلدہ میں کیا دہوم و نام ہے اچھا ہوا سفر یہ خوشی صبح و شام ہے یہ روشنی جہان میں ہو ہر دم قیام ہے تو صدف کر رہے ہیں کہ شبابی کلام ہے ذی علم و پرہیز ہے بہت نیک نام ہے افسوس کہ یہ صدائے کہ خیر الانام ہے خرم رہے نظام و عامے غلام ہے مضمون حسن و کمال میرا و ماہر تمام ہے</p>	<p>شاہی رچی ہے بلدہ میں کیا دہوم و نام ہے خوشبو گلن سے آتی ہے رونق لایا ہوا گل تو کھلا ہے باغ میں گلشنِ بستان دکن شمعِ جمال پر تیری حوریں کرین خوشی اصف کو جان و مال سے اپنے نہیں دریغ شہرت ہے لنگے علم کی ایسی جان میں نشانِ ہے رعیت و حکام شاد میں جھنک ہے آسمان کے لئے گوشِ سعید مدح حضور میں ہے دعا گو حکیم آج</p>
---	--

فراقِ جنابِ الحسن سید عبداللہ صاحبِ تلمیذِ حضرت لایق

<p>کیونکہ تہو کہ شاہِ بہان کا نظام ہے عادل ہے اور شجیع ہے ذلی قشام ہے شاہِ دکن کے آئین کی دہوم و نام ہے لاریب سایہ حق کا یہ ای خاصِ علم ہے اللہ سے یہ اپنی دعا مستدام ہے خالق سے التجا یہ میری صبح و شام ہے دل سے فراقِ اکمال ہے غلام ہے</p>	<p>ملک دکن میں آج جو یہ انظام ہے شاہِ دکن کی کیوں نہ ہو شہرتِ جان میں ہے روشنی کہیں کہیں جل رہا مشاعرہ سایہ دکن پہ انکار ہے تا ابد و نام اجاب تیرے شاد ہوں دشمنِ ناپائمال عمرت دراز باد کہ تا دورِ مشتری جا ہے سید کچھ یا کچھ سیاہ</p>
--	--

<p>فدویِ جنابِ کلاپتِ تاجِ صاحبِ فریبِ رامی سوچ ترا صاحبِ شاد و حضرتِ حیدر آباد ملک دکن کا شاہِ حضورِ نظام ہے</p>	<p>جسکے نام میں آج یہ میرا کلام ہے</p>
--	--

حیاض وہ حضور میں میرے کہ آجکل
ملنے لگے تھے شاہ مرے ویلے سے
لایق بین اور قابل تحسین آپ میں
کیون عہد کی سے شاہ کی جهان دربان
کھلتے خوش لے ہمارے جو کجگاہ
صورت سے ہر شہر کے بنائے گئے جلو
ہر کوچہ و گلی میں بہوی روشنی ہے آج
دعوت کہیں ڈنر ہے کہیں احتشام سے
باغ دکن بنا ہے ارم سے بھی کچھ سوا
شہ کو رکھے خدا خوش و خرم تمام عمر
شہ کی بہادری و دلیری کو کیا کہوں
جاہ و جلال عیش و مست کے واسطے
واللہ نہیں ساقی ہے جام میں لینے آج

دولت سے جگے پرورش خاص ملک ہے
جنگا کہ سارے ہند میں خوش انتظام ہے
کر زن جو ویلے سے بہادر کا نام ہے
جس سے کہ خوش دکن کا براک خاص نام ہے
اوسکی خوشی میں چار طرف ہوم دام ہے
اور جاے جاے لوگوں کا یار دام ہے
ہر ایک کے مکان میں بھی انتظام ہے
نی پارٹیز کا بھی کہیں استقام ہے
جنت کو آج میرا بہن سے سلام ہے
عمر خضر عطا ہو دماے فلام ہے
ہر روز سرحد کا ہے شہ کی حام ہے
ہر ایک کا فرض ہے یہی ارتام ہے
قدومی قدیم سے جو فلام نظام ہے

نظیر جناب کروہ گرداری پر شاہ صاحب گرد و محو فیض الہی بن کن شاہ علیہ السلام

آنی بہار باغ میں عشرت مدام ہے
محمود نام پاک سے اہل دکن میں کیا
آباد شہر تک چہر باغ دکن ہے
بلبل جن میں پیچھے کرتی ہے کتھر
مخفی ہے بات چوٹی ذری سے منعمو

دعج دمان سے میرے خوشی کا کلام ہے
گاشن میں گل کے آئینے کیا اندام ہے
ہر دم خدائے عرض یہ کرتا فلام ہے
اس گلستان میں شاہ گل لار نام ہے
گل کار بار خلق میں منیرہ دام ہے

<p>حضرت یہ زکی روشنی ہر ہر مقام ہے آئے حضور بلکہ میں کیا دہوم و دام ہے بے زکی روشنی اسکا مجموعہ نام ہے نو شعر پر غزل ہے کلام اتمام ہے</p>	<p>زنجیر گر ہوا تو نظر آتی ہے بہار دیکھو تماشہ بندو گاہ بلوہ ہے کتھر کرنا گاہ غور یہ قدرت کے کام میں درپردہ ہے نظیر نظیر می خلق میں</p>
<p>جوش جناب غلام محی الدین صاحب قاضی گنہ گورہ ہے دعا یہ ہر گہری ہر آن و وقت تا ابد تلمو مبارک ہوئے تخت</p>	<p>ہے ہمایون آصف و مسعود بخت اختر شمع و نظیر نشان رہے</p>
<p>قطعہ تاریخ اردو</p>	
<p>وہ شاہ نہیں جنگا ثانی و آگے ظہر جسمانی</p>	<p>آئے سفر کلمت سے الف الہام سے سن ہے عیان</p>
<p>قائل خباب شیخ احمد صاحب تلمیذ حضرت لائق صاحب رباعی وے کان عطا شاہ دکن نیک سیر سکا کہ کو میر سے یہ مبارک ہو سفر ایضا آصف سائین پادشاہ دیکھا ہی نہیں ایسی کسی شاہ کو دیکھا ہی نہیں</p>	<p>اسے ظل خدا بحر سخاوت کے گہرا اللہ سے ہر خطہ ہے قائل کی دعا سچ ہے کوئی بارگاہ دیکھا ہی نہیں جیسی ہے رعایا سے محبت ادن کو</p>
<p>صبر جناب محمد وزیر علی صاحب میدر آبادی</p>	
<p>وہ دے دے کہ محبت کا ایمان گئے ہوں مہج سدا کہ شاہ سلطان گئے صد کان سخاوت و ہر فیضان آئے</p>	<p>لا سا قلمے کہ محبت نازان آئے مے پیکے جہان بخش ہو کر سرو اے ابرکرم خوشی کا برابر سات</p>

<p>آصف و بان جا کے شاد و فحان آئے محبوب علی دکن کے سلطان آئے سلطان معہ جملہ خیر خواہان آئے ملکہ میریان سے مہسان آئے شہزادہ شہر اسد شادان آئے و فطل آگوش خدایان آئے قربان کئے دل کہ جسم اور جان آئے بے شک و ہمتانی سلیمان آئے</p>	<p>دعوت کئے و سیرانے کلکتہ میں با جاہ و جلال و عز و شان و عظمت با فوج جرمی و جان نثار و چالاک جو کچھ تھے دلوں میں اونکے ارمان تھے آصف کے جناب رب سنا لے لایان کثرت سے خوشی منا رہی ہے خلعت آنکھیں کئے رہ میں ہم سلیمانی فرش خاندانہ کو جب چیمپ و کیہا یہ کہا</p>
<p>بجریا من سماں روزگار میر محبوب جانان نامدار روز می عمرش کن ہیوم صد ہزار میر محبوب جانان نامدار کردی سب دور اضطراب دکن رونق افزا ہے آفتاب دکن نیز ماند سس بجائے عکبرگر شد و رود حضور در بلدہ -</p>	<p>کو ہر گیتائے تاج تاجدار باعث جود و نوال آصفی بہت از تو التجا سے کردگار بر عدو غالب بماند تا ابد آمد شاہ خوبی خورشید روشنی ہر جگہ یہ کیوں نہ ہے آمد از مقام مملکت صد و یک ہزار ہفتہ سال</p>
<p>نذر ت - جناب محمد نجفی الدین صاحب شاگرد خانیل صاحب ہزار ہزار و بی بیغ دکن ہزار آمد</p>	<p>بکرو فرزند ہزار ہزار آمد</p>

<p>خوشا با شہب نصرت شہم سوار آمد طعام دعوت داعی چہ خوش گوار آمد بگفتا برو تبارم بعد دوت رآمد سیر کاب شہ بابے نشا رآمد کہ با ملک امانی بشہ برار آمد بنار حبابہ شعرے نواستوار آمد بشق بوسے اقدام تاجدار آمد غزل نوشتہ بحضرت امیدوار آمد</p>	<p>بشان و شوکت و عظمت ز سیر کلکتہ بشاہ آصف عادل و ہم ولیہ شش چو دید داعی آصف جلوس آصف جاہ کہ ذات صولت و نصرت ہم شجاع و شکوہ کے بگوش رساند خدا یا لیکن مشرودہ خوش است شاد و زیر بخورے یکتا بہر کمال و جلالت و ہم سہام گری غریب ندرت خستہ برج شرف ورود</p>
<p>برمان۔ جناب محمد بریان صاحب فیہ توفیق اللہ خان جمہار علمائے مرزا تاجت علیخان بہادر شاہ گرو حضرت مہدی صحتی</p>	<p>برمان۔ جناب محمد بریان صاحب فیہ توفیق اللہ خان جمہار علمائے مرزا تاجت علیخان بہادر شاہ گرو حضرت مہدی صحتی</p>
<p>ترکون کی جیسے سامنے ترکی تمام ہے الاق شہاکے روح کے دو لاکلام ہے برگہر دکن کا روکش دار السلام ہے آیا دکن میں غیرت ماہ تمام ہے جتنا سواہر شہر کا کم اہتمام ہے یہ دہوم ہے کہ آبدشاہ نظام ہے جنتک جہان میں ساقی دینا و جاہ ہے فرزند کو بھی اوسکے جو مال مقام ہے جنتک جہان میں خالق اکبر کا نام ہے</p>	<p>عالم میں وہ شجاع و لا اور نظام ہے نوشیروان ہے عدل میں تہجد بین دیکھا ہے ہمنے آصف عادل کے عہدین گردون سے ہمسریا بنو کیون اس میں کو شاہ کرم و عادل مصنف کیولست ملک و کن بنا ہے نمونہ بہشت کا آصف رہے مدام سرور و نشاط میں اللہ عمر فوج دے شاہ نظام کو بریان کی یہ دعا ہے کہ آصف کو ہولقا</p>

قدرت جناب قدرت اللہ صاحب فاروقی

بشیر خوش مبارک چو شہسوار آمد ایں عندلیب سخنور بیا برعت خوش حضور وارو کلکتہ چون شدہ آئم پیشوا سے سلطان و سیر سے ہند بگفتا داعی پیادہ کشم ماہ نشین خوشا نصیب کہ شاہ دکن بعد اجمال خوش است شاہ دکن خوش بدار خلیق نمود صیغہ خوش دل مشاعرہ خوشتر شدہ بزمہ شعری این غلامہ قدرت	ز شوق و نصرت فرحت پہلے شمار آمد ہزار مژدہ بیاض دکن بھبار آمد ہو دور و زبانا کہ تاجدار آمد برینہ سرو پیادہ بانگسار آمد شوم فدا سے قدم دست بانٹھا رآمد پاس خاطر احقر و تابع دار آمد زلطف شاہ ولایت بدو الفقار آمد بشرف آمد سلطان شاندار آمد بسان طوطی ثنا خوان شہسوار آمد
--	---

ایضاً جناب قدرت اللہ صاحب قدرت

اعوان و احرام سے آمد نظام ہے اتیس آج ماہ مبارک حیات ہے کہہ گھر ہے شہرہ اور زبان زد یہ عام ہے ٹہنشین سے لیکے تا ملک پیٹہ دو طرف کاڑی میں باد پاک سوار ہو چلے حضور ستھی روشنی عجیب خجالت وہ نہار ہے لطف و پیار شہ کار عایا یہ ہر گھری جانبہ کے سیرت جہار اچہ شادین	نصرت کنیز شاہ زمانہ غلام ہے آئے حضور بلدہ میں کیا دہوم دہام ہے آئے حضور بلدہ میں کیا دہوم دہام ہے پیدل سوار لہن کا کیا اہتمام ہے تھے خوش حرام چہ فدا خود عرام ہے حیرت سے کہتے لوگ یہ دن ہوا شام ہے اور سب رعایا دل سے فداے نظام ہے باقی شاعرہ سنو صغینم ہما ہے
---	---

<p>کرنا شریک غولون میں جنم کا کام ہے</p>	<p>لکھنا تھا مکمل کہ یا قدرت نے یہ غول</p>
<p>اور سب تک رہے تھے راہ نظام شمل خورشید آ یا شاہ نظام ۳۱۴</p>	<p>اشہ جناب احمد حسین صاحب تلمیذ جناب میری صاحب شہ کے جاننے سے تھی دکن پر خان و ایسی دیکھہ دل نے کھل کے کہا</p>
<p>لبیر نر تو لون میں مئے لالہ نام ہے موزوں ہو طبع آمد شاہ نظام ہے مین مع خوال ہوں مع رنگی کام ہے آئے حضور بلدہ میں کیا دہوم دام ہے حامی ازل سے شاہ کا خیر الانا نام ہے خلقت کا بہر سیر بڑا اثر دلام ہے عید مہ صیام کا مہ یہ نظام ہے محبوب رب سے ملتا ہوا جگانام ہے آصف کا جاری خلق میں کیا نہیں نام ہے</p>	<p>آئی بہار ساقی معطر شاہ ہے وہ چار جام دے مئے گلگون کے ساقیا معن ہے خیر خواہ ظالی ہے یہ نظام کثرت سے ہیں دکن میں مسرت نمایان کھلتے جا کے آیا جودل شاد با مراد شمل شب برات معطر ہوئی ہے شب آئے شہ کے رشکارم بگیا دکن بمیل و بے نظیر ہے جاہ و جلال میں احمد دعا ہے خیر میں مصروف ہو دلام</p>
<p>آئے حضور رنگہ خوشی کا مقام ہے اسے خامہ سر جھکا کہ ادب کا مقام ہے نوشیروان کا ہفت اسطر کا نام ہے شاہ نظام خسرو کا یہ مقام ہے</p>	<p>لکھتا ہوں مع شاہ دکن بس ادب کیست ایسا فریس باول و عادل نہیں ہوا ونیکے شہ تارے میں بیشک ہی ہنجر</p>

<p>خلفت خدائی جیسے یہاں شاکام ہے مداح جکا ایرلنڈ و روم و شام ہے سترنج سب کا آج وہ شاہ نظام ہے دشمن کا خون بہانے کوشہ کی حسام ہے فقور نہ متی ہے تو خاٹان غلام ہے بامدہی ہے یہ کثیر ظفر کا پیم ہے قائم ایسی ذات سے دارالسلام ہے اس شاہ داد گر کا یہی حکم حام ہے ہو حکم ان جہانہ و طے غلام ہے</p>	<p>آزادہ دل فگار پریشان ہے جہان من سپہ گری میں عدالت میں بل بین دیکھا نہ جسے خسرو جمشید و کیکاؤ بندوق جان ستان ہے جگر و زہے ہم شاہ جہان میں غاشیہ بردار ہے بشہ اقبال دست بستہ جلو میں ہے صبح و شام کدیرہ ہوتے بدین دنیا و کاخ دین بیداد جو کرے گناہ گناہ کا سرور فضل نہ اطفال نبی و علی نقیس</p>
--	--

سائل جناب بندہ علی صاحب تلمیذ حضرت شایق

<p>شاہ دکن کے آئینے سب بہم دوام ہے والی دکن کا آصف گردن مقام ہے ہر خاص و عام کی یہ دعا مستدام ہے ایسے میں جہاں کا اپنے کلام ہے جو شاہ کا مرام وہ اپنا مرام ہے عادل سخی بہادر و ذمی احشام ہے سائل کے حق سے عرض یہی صبح و شام ہے</p>	<p>ملک دکن میں آج جو یہ استقام ہے ہرست ہر طرف یہی مشہور عام ہے فتح و ظفر ہمیشہ معا دن رہیں ترے کام آنو گامین دولت و قتل و قہر حاشا نہیں کلام ہمیں اس میں کچھ نہ سایہ سے چار یار کے شاہ دکن مرا عمرت و داند کہ تاد و شتری</p>
--	--

دراے جناب گوہرین ملی صاف زندہ امی جانی خاں کوکل مقدمہ لکھنؤ ہرس
 ڈیٹنگ ملک شاگرد شمس صاحب

جیسا ہمارے ہند میں شاہ نظام ہے
عاشق ہزار جان سے برخاست عالم ہے
آمد کا شاہ کے یہ ہوا استقام ہے
آئے حضور بلکہ میں کیا دہوم دہام ہے
اوسیر عجیب لطف ہے اور اختتام ہے
سٹر کو تپہ بہر دید عجیب اثر دہام ہے
جلتا ہر ایک بزم میں صحت کا جہاں ہے
درگاہ کبریا میں یہ عرض غلام ہے
تقائم رہے نظام دعا کے عوام ہے
درما کی بس دعا یہ سخن صبح و شام ہے
یزری زمین خسیر از ارشام ہے

ایسا نہ کوئی دہر میں عالم مقام ہے
باعث ہے فخر ہند کا اور اہل ہند کا
کلکتہ سے سو ہے میں جو ابس برغوشان
صد ہائیں کمائیں میں آراستہ ہے شہر
جس چو کرے میں شاہ میں رونق فرامی
آتی سواری شاہ کی باکرو فر ہے آج
بزمین رچی میں آج دکن میں ہزار ہا
تقائم رہے ریاست شاہ دکن بدیر
جب تک فلک پہ بنجم میں اور مہرواہ میں
اہل دکن کے سر یہ یہ دایم رہیں نظام
کہ یہ ہے پھر کتا مطلع ثانی بوصف شاہ

مطلع ثانی

تیکلی میں اپنے شاہ مرا نک نام ہے
حق میں حضور کے یہ دعا کے نام ہے
صمصام کو ازل سے ہی اقسام ہے
حضرت کی ذات پاک سے ہر احترام ہے
شعرا کا بیان یہ اعلیٰ سے اعلیٰ کلام ہے

بذل عظیم شاہ بہر خاص و عام ہے
خرم رہیں وہ آل و اولاد و ملک سے
کائنات سرحد کے حضور نظام کو
اہل دکن و اہل ہندوہ یہود کو -
روک اب زبان کو اپنی نودہ ما ادب کیسا

شمس خباب مزار شمس الدین بیگ صاحب خلف مرزا ظہور بیگ صاحب موم
سابق سررشتہ دار مجلس عالیہ عدالت

<p>آئے حضور بلدہ میں کیا دہوم دہام ہے پولس کا بھی دور یہ عجب انتظام ہے آئے تھے پیشوا کی کو خفاص و عام ہے لوگوں کی دہوم دہام کا اک نرد نام ہے قائم رہے نظام کا جو احتشام ہے</p>	<p>کہتے ہیں جن دیو و ملائیک بشر سمی لاکوں سپہ راجیکڑوں قذیل بھی ہیں نکڑ خبر کہ آئے ہیں وہ شاہ نیک نام موتی کلی سے اسٹیشن ریلوے ملک مردم و عایشہ سس کی ہے روز و شب</p>
<p>کلکتہ کے سفر سے جو آیا نظام ہے بحر کرم ہے اثر سخا لا کلام ہے بر شخص کی زبان یہ ہے آیا نظام ہے اتنی ترقیوں پہ تو اب فیض عالم ہے میری دعا خدایہ ہی صبح و شام ہے جب تک جہان میں ہو کہ جہان کو قیام ہے آصف دکن کا جو شہ عالم نظام ہے</p>	<p>آئی بہار شہر میں اب دہوم دہام ہے رستم دلاوری میں ہے کس کس پر عین کوئی سبب تو ہے جو ریا مہ جان شمار گردوں بھی بار منت شہ سے ہی رنگوں یارب تو بخش سخت سلیمان حضور کو جب تک کہ تخت تاج ہو شہ تاجور رہے فرحت کی یہ دعا ہے کہ قائم رہے نام</p>
<p>جو شخص ہے وہ ہے وسیع کلام ہے فیض و کرم زمانہ میں اوس کا نام ہے ہم مقتدی ہیں اوس کے وہ ایسا نام ہے وہ دی ہم ہے شاہ وہ دی احترام ہے جب تک جہان میں جہنم بریں کیا ہے</p>	<p>ذی رحم با و شاہوں میں ایسا نظام ہے ملکوں میں اوس کے جو دو سخاوت کا نام ہے ہم جان و دل سے شاہ کے اپنے مطیع ہیں جنگل میں سر شہ ہے رکتو نیک بیان رہے بلند فزون اوس کی عمر ہو</p>

<p>شہر دکن نہا ہے جو یون غیرت یمن چھوٹا بڑا تماشا کوٹھلا ہے گہر سے آج و لکو یہ فکر تھی کہ نہ آئی غیب سے قابل کی یہ دہا ہے سلامت رہے دم</p>	<p>یون بہر طرف جو روشنی کا انتظام ہے ہر سو تماشا بینو کھا اک اثر و نام ہے شہ کے سفر سے آئینکی یہ ہر دم نام ہے محبوب بادشاہ دکن جبکانا ہے</p>
<p>جہاں جناب راضد علیضامینہ حکیم مرغیاہ علی صاحب حمید آئے حضور بلکہ مین کیا دہوم نام ہے آصف خطاب و سکا ہی محبوب نام ہے حاتم بھی جکے در کا گدا کا کلام ہے زندانہ اسطرح کا ہمارا کلام ہے شہ کا کلام بھی تو لوک الکلام ہے مشہور گو خا مین شہا تیرا نام ہے</p>	<p>شہر دکن نہا ہے جو یون غیرت یمن چھوٹا بڑا تماشا کوٹھلا ہے گہر سے آج و لکو یہ فکر تھی کہ نہ آئی غیب سے قابل کی یہ دہا ہے سلامت رہے دم</p>
<p>فرید جناب غلام حیلانی صاحب گرو جناب علی محمد آئے حضور بلکہ مین کیا دہوم نام ہے اب آمد آمد مشہر عالم مقام ہے دل سے جو اس نظام کا ادنی غلام ہے سایہ فگن دکن یہ جو شاہ نظام ہے سرکار کا تو لطیف و کرم سب نام ہے شاہ دکن کا تو بھی اک ادنی غلام ہے</p>	<p>خلق مین چار سمت ہی شور مام ہے ہیش و طرب کا شہر مین سب انتظام ہے کیون فخر خادمی کا نہ حاصل ہو آپ سے خلق خدا کو کیون نہو آرام خلق مین جو دعو عطا کی عہدہ بھی ہو جاے یک نظر حق نمک ادا کیا اسے مست ادا کیا</p>

بس دور ہی سے آپ کو میرا سلام ہے
 سر پر جو میرے سایہ شاہ نظام ہے
 دربان ہے دارا او کا سکند نظام ہے
 بیچ میں بھی دیکھو تو افضل امام ہے
 خلوت میں چل کر تجھ سے کونئی کام ہے
 رخسار پر ہے کہ یہ ماہِ شام ہے
 خالی ہی میکہدہ میں کوئی اور جام ہے
 دانہ وہ مرغِ دل کے لئے ہی دام ہے
 رسات کا زانہ مرے گہرِ دام ہے
 سب گہر ہی میں گہر ہی کچھ پیٹام ہے
 بیضائہ خیال ہے سوداے خام ہے

ضيقهم - خاكنا مع محمد الشيطان اما اذن في الشبه الامام محمد بن جعفر

اللہ کے خوشی سے خوشی خاص عام کی
زائد کے دل میں دامن ہو طرعی جاگی
بیولا ہوا ہے بخت حلال حرام کی
مطلق خبر نہیں ہے غم انتقام کی

اک اک ہے جامِ ملیش سے ایسا چھکا
زند و مکی کچھ نہ پوچھے او مکی تو بن پڑی
شرابِ مین شربِ مسرت سے خاصِ عام
بے اختیار چمک نکھار خوش ہوئے
مصرع یہ ہر شیر کی زبان پر خوشی سوتا
مین ہوں کسی شاربِ مین کیا حوصلہ مرا
اے شاہِ جہتہ نازِ سخاوت کو کیوں نہ
دم اے میرے سامنے لقمہ کیا چال
منہ زور یاں یہ اہلِ انعام کیا کرے
وہ شہ کہ جسکی بزم کا سا خرچہ جان نہا
گما وز مین و سید فلک فرطِ خوشی و
انعام وجود و ادو و نبشِ غشش و کرم
حق پروردی مین عدل مین انصاف و زین
و دشمن خراب خستہ ہوں اور دوست و ہون
ضغیم تو لطف شاہ کا امیدوار ہ
نجیر و عافیت ضغیم سفیر سے
کہا اس ایک سے دل شاد ہو کر
آرزو سفر شاہ - مثلِ خورشید
این مصرعہ خوش نوشت کاکِ ضغیم

اپنی نہ ہے خبر نہ خبر صبح و شام کی
ہر دم پڑے مین و مین مین سے لالہ نام کی
ایسی خوشی ہے آمدِ شاہِ نظام کی
صورت جو دیکھی شاہِ ذوی الاکرام کی
ہو عرش شاہ - خضر علیہ السلام کی
رحمت لکھوں جو آصفِ عالی مقام کی
اک ہوم چمک گئی ہے تے فیضِ عام کی
سجیان کو تاب کب ترے گنگے کلام کی
ہے دستِ دل نہ مین زام انعام کی
توقیر او سکے سامنے کیا م کے جام کی
لرزان ہوشِ جلی پُرش او سکے حسام کی
جو ہر سبب مین ذات مین شاہِ نظام کی
شہرت ہے ہر روم و شام تاکہ صفتِ کرام کی
اپنی تو لیس عابد ہی صبح و شام کی
لیکے خبر ضرور وہ اپنے نظام کی
شہ عا دل لقب تشریف جلا سے
مبارک ہے حضورِ دادہ آستے
دل شاد و طرب ناک ہر یک گردید
فرمود مرا حجت - حبیبِ امید
۱۳۰۹

الحمد لله العظمى

نزل ریتہ قلم سحر کار معجز نگار خضر سر شپہ سخن میجای جان
بخش ہنر و فن ادا بند معانی طرز شناس سخندان حیدر
قلم و خوش مقالی خسرو ملک نازک خیالی مالک ازمتہ
التقریر و التحریر سلطان فلک سیر رسکندر شوکت سلیمان فیت
السلطان المعظم و الخاقان المفعم بعید الہم قریب الہم نظام امور الامم
ملاذ العرب و العجم نظام الملک و الملتہ والدین ظل اللہ فی الارض
قدر قدرت اعلیٰ حضرت نظام الملک صنفیہ

نواب میر محبوب علی خان بہادر فرماندہ دکن

خلد اللہ ملکہ و اقبالہ و ضاعف مجدہ و اجلالہ و افاض علی العالمین برہ
احسانہ و اید فی الملوک سلطانہ بمرمت جدہ الحسین و الحسن

جو سنا تہا نہ کہی شب بجران کیا

دیکھا تہا آؤ گیکہ کسی عنوان کیا

ہمنے کا فراسی پایا نہ مسلمان کیا

با وفا ہمنے تو محبوب علی خان کیا

نہیں کیا نہیں کیا تجھڑاں کیا

ہمنے کھلتے تہ کہی غچہ سپکاں کیا

انجمہ وہ انگہ ہر جسے رخ جانان کیا

قمر و سوز و دین سوز نگہبان کیا

مثل غر شید قیامت تابان کیا

غلامین ہمیں نہ کیا جلوہ مانان کیا

دل کو لدا کا پس تابع فرمان کیا

داد و دی سی ایوسو بہی راہ انصاف

جہانک کر روں یو اسراغیا رکسات

جسکی خلقت میں ہر سخی زمین کیون لگیر

دل و دل ہر جسی پہلو ڈلارام ملا

پاس جا کر جو سر راہ کیا میں نے سلام

دل کی چٹنے بڑی سیر دکھائی

اوسن داسن سر کسی وز نہ آنسو پوچھے

بجھ سناکار ہر غیر سیر ہو وعدہ وصل

ابتدائیں قہجٹنے دکھائے کچھ لطف

چیر کر دل کو مر آئے دیکھا تو ہی

ہم نہ کہتی تھی کہ جانباڑ محبت ہم پر

جو رکھ لطف سمجھ لیں ستم کیسا ہے

بجھ سنا کیا پوچھتی ہو تم مر دل کی حالت

اٹھ کھڑے ہوئے کیون ہم کہ برے تھے آٹا

ہم تھے جانتے تھے وہ محبت میں بہت

زلف و لہو کا ہنسو دیکھو نہ کر

کوہ پر کوہ بیابان بیابان دیکھا

اثر گریہ ترا دیدہ گریبان دیکھا

دیکھا دیکھا ترے قربان میر جان دیکھا

عاقبت جی کا ضرر جانکا نقصان دیکھا

یہ تو فرمائیے کس چیز کا ارمان دیکھا

کس طرح ہو گئی جی جان سے قربان دیکھا

اک زمانے کو ترا بندہ احسان دیکھا

کیا نہیں خون کا قطرہ سر ترکان دیکھا

فتنہ خیر کا تری زہم میں سامان دیکھا

پہننے کے الفت میں مزا ایدل دان دیکھا

اچھے اچھوت کو بیان چاک گریبان دیکھا

عشق میں لکھ رہی ہر باطن تک
 چشم شائق کو تم آنکھ نہ کھاتے کیوں ہو
 ابھی لیٹا تھا گریبان سے منہ چھپا
 سہل جو عشق میں تھا کام وہ مشکل پایا
 خاک سر کسکے کدورت ہر کہ اکثر رہنے
 آنکھ بدلی نظر آتی ہر زمانے سے تری
 آنکھ کیا بند ہوئی کہل گئی آنکھیں انہی
 اونکے قابو میں ہی ہتا نہیں بتا بی کر
 اوکا مشتاق میں آؤ مری میت پر
 داغ کو ہنر عیان درد کو پنہان دیکھا
 اچھی رت کو گنہ کیا جو میر جان دیکھا
 ابھی اس کے اوسے دست دگر بیان دیکھا
 جسکو دشوار سنا تھا بہت آسان دیکھا
 اک جگہ اوسکو ہشکے ہوئے دامن دیکھا
 دیکھنا میں نے ترا خوب بچاؤ دیکھا
 عدم آباد میں کچھ اور ہی سامان دیکھا
 لیکے دل ہنر بہت اوسکو پریشان دیکھا
 جسکو لوگوں نے عوض گریہ کھدان دیکھا

اس مانے میں ہر ننگ مانہ کیا کیا
 ہمنے آصف کو کسیدش پریشان دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشر سے شرح جلال و جمال مشکل ہے یہ فرض اس سے ادا ہو کہاں مشکل ہے
 جب ان کے شان و مراتب ہی نہیں ہیں تو صبح سبھی اصحاب و آل مشکل ہے
 فیض کلام اوس کا انعام عام ہے جس نے حضرت موسیٰ کو کلیم کا مقرر خطا
 عطا فرمایا ہے یہ وہ پر تاثیرہ معجزہ ہے جس کا نظہر سیحانی کا وارث قرار
 پایا ہے۔ کلام ہی وہ چراغ ہے کہ ظلمت و نور دونوں جسکے پر تو ہیں۔
 کلام ہی وہ باغ ہے کہ نفل و مرثیہ دونوں جسکے سبزہ و نورو۔ کلام ہی وہ
 درخت آئینہ ہے کہ خوشی و ماتم دونوں جسکے پھول و پیریں ہیں۔ کلام ہی وہ تحریک
 ہے جہین مسرت و الم مثل خط و ام دو لکیریں۔ کلام ہی وہ محل سرا ہے جسکے
 حقیقت و مجاز دو منظر ہیں۔ کلام ہی وہ شہباز ہے جسکے روح و دم دو شہر۔
 ہی وہ جادو ہے جو محبت کو مستحکم کرتا ہے۔ اویسی کم یہی وہا عجاز ہے جو
 آتش عشق و لون میں شیش کرنا اویسی ہم۔ یہی عروس تہنیت کا نر ہے

یہی مجلس تہذیب میں فوجہ گر۔ یہی ایجاد دو عالم کے لئے کُن کا حکمنا لایا
 اسی نے کُت کُت کُت سے اوسکا سبب بچھایا۔ اللہ کے کلام۔ سچ ہے
 یہی مایہ ہدایت ہے اور یہی پایہ ضلالت۔ یہی موجب ملامت ہے
 اور یہی باعث سلامت۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اسکی خیر سے بہرہ ور اور اسکی
 شر سے پرہیز ہیں۔ اَلشُّعْرَاءُ تَلَامِيذُ الرَّحْمَنِ گو موجودہ شاعر کی شان میں ہو
 تاہم جنسیت بھی باعث افتخار ہے۔ گو ہر سخن جادو و نہو تاہم اِن میں
 اَبْدِیَّانِ کِسْمِ اسے کسکوا نکا ہے۔ جو ہر کے خواست گار کو کوہ نور دی
 سے عار ہو تو ہیرے کی تلاش کیا دیا میں کیا ہے۔ خواص کا دل اگر
 آب شور سے شلا ہے تو کیا موتیوں کی جست و جو میں جھل جھل ہو کر من
 کہا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ دانا ہر کام کو غریزہ سمجھے اور جس طرح جواز کو حقیقت
 کا زینہ جانا جاتا ہے۔ عام شاعری کو خاص کا آئینہ مانے۔ لال پیارا
 تو لال کا خیال پیارا۔ ایک کی تلاش میں ہزار کو دیکھے یہ کیا خار سے بچھاؤ
 گل کو دیکھنا۔ منظور صلح ہے تو گل کو دیکھنا۔ مگر شکر ہے کہ جس زبان نے
 شاہجہانی غم میں جنم لیا آصف جاہی زمانہ میں دربار داری کی قابلیت
 پائی۔ یہ وہی بچہ ہے جو ولی میں نابالغ بنا حیدر آباد میں جوان رعنا
 بادشاہ وزیر امیر فقیر سب اوسکے بری اور سر پرست ہیں دربار دن میں
 قصیدے جتنوں میں مبارکبادیں۔ شادیوں میں سہرے۔ تقریروں میں تائیدیں

جسوں میں غزنین تقریریں افراد تحریر میں آیات مثلاً ان میں مصرعے
 مائون میں مرستیے۔ فرض ہر جا اسکا جلوہ ہے سچ ہے قدروان شاہوں
 نے سچ بویا شوقین رعایا نے درخت پالار حیدر آباد دکن کے چند مثالوں میں
 سے ایک یہی جلسہ عرس شریف ہے جو پودھوں میں ماہ رجب کو حضرت تقدس
 مرتبت ہادی سبیل ہرقت رافع رايات شریعت محیط اعظم رحمت الہی اور
 مطہر فیوضات نامتو مولانا مولوی حافظ میر شمس الدین محمد فیض
 لاخوت علیہم ولاہم بحر فون کی نزار پر انوار پر سالانہ ہوتا ہے اور
 پانچ چیزوں کا گواہ عادل اور سب ہر کامل ہے۔
 اول آصف زمانہ شہید فرزانہ نظام الملک والدین مقرر السلاطین
 کا اس طرف میلان۔

دوسرے عامہ رعایا کار حجام کہ الناس علی دین ملوکہم۔
 تیسرے حضرت صاحب مزار کا فیض و تصرف ہرگز نہیں وہاں کہ
 دلش زندہ شد بے شوق۔

چوتھے عمائدین و اغوا سے بلکہ کے دلی رغبت جیسے امیر اہل غزنی
 ہر دل عالیجناب شوکت مآب نواب آصف یاور الملک بہادر ادا
 اجلالہ اور وزیر ہنرمند پر بلند نظر فلک خوش ہلال۔ کاب عالیجناب
 راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج سرکار نظامہ

دیشکار دولت اکھنڈیہ دام دولتہ -

پانچویں جناب فصاحت اقتران معجز بیان محمد فیاض الدین نصاب
فیاض سلمہ اللہ تعالیٰ کی عقیدہ متذہبی اور شوق کہ اس سے مافوق
مبالغہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سالانہ مشاعرہ اور جلسہ عرس شریف
اور اسکے معاونین کو ہمیشہ قائم اور بامراد رکھے۔ آمین

یارب العالمین

مصرعہ ہائے طرحی

قافیہ زبان

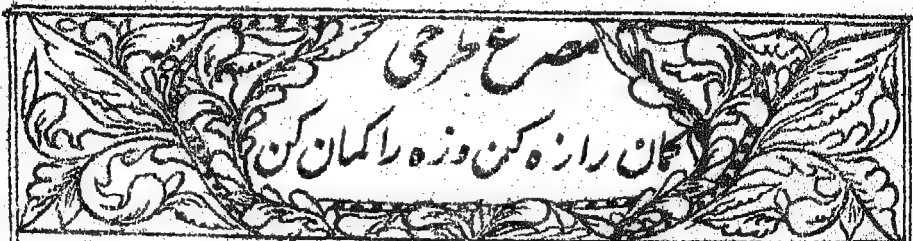
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن

قافیہ زنجیر

ہنس میں ہم جناب فیض کو تقدیر کہتے ہیں

قافیہ انسان

جسکو دیکھا صفت زلف پریشان بکجا



افکر۔ جناب مزاق اسلم علی بیگ صاحب صیغہ دار مجلس مالکزاری سرکار عالی۔

<p>نشان بے نشانی را عیان کن لب اندر لب دہان اندر دہان کن گہے بر حال ماہم مہربان کن بیانی زان لب معجز بیان کن بہر رنگے کہ می خواہی نہان کن زمانے گوش خود بردستان کن دلم بشکن جفا تا می توان کن چہ ارزان است قیمت راگران کن</p>	<p>ز چشم خویشین خود را نہان کن شب صلیت با من خوش بیا میسر جفا تا کہ دل سنگین خود را بحسم عاشقان جانے بیفزا بہر نقشے ترا رنگیت پیدا شنو افسانہ بیتابی دل جو بستی عہد خود بردست گردون بہاے بوسے لعل تو جانست</p>
---	--

نگاہ التفاتی گاہ گاہ ہے
بوسے افکر آزر دہ جان کن

الف

<p>بتجیدش فناءے این و آن کن برون را بادرون مہرنگ گردان</p>	<p>بتحمیدش زبان را زرفشان کن زبان را دل کن و دل را زبان کن</p>
--	--

زین کس جهان غم را بهی خصلت صبی تنهاسه و نهاسه دوست داری بهار زلف و خط و خال و سرخ بین جبین و بر و شش مهر و مد دان نهات باو دان اگر طمع داری	و در اعصبت و نام و نشان کن بشوق دل ز دیده خوچکان کن خوش نظاره این گلستان کن ز گلزار رخس میر جهان کن براه عشق پوی و ترک جان کن
به پیش این چو امر معجب الفت طلب نصرت ز فیض دی امان کن	
جناب سید امیر صاحب	
ز چشم دل قاشای جهان کن نگه کن بر جمال او نگه کن	چو ریز خویش سزاو نهان کن بیادش هر سر مور از زبان کن
جناب ابوالاحیات محمد عبدالحی صاحب فرزند محمد حسین صاحب فارغ سابق سر کرده پولس بلد	
دهن بکشایان را کلفشان کن پیام قتل من آورده باشی به چشم ز عجب از تنگم ز سرت کردم سرن وقف تیغ است بهار است و چین در خنده ریزیت	جهان را هم نوا سه بلبان کن چرا دم در کشی قاصد بیان کن جوان و پیر را پیر و جوان کن اگر باور نداری امتحان کن بیابیل گلشن آشیان کن

صبر با نغ

<p>بیک بوسه دل من می میرزد اثر گرفت کارے برینا پید</p>	<p>گران مال است قیمت را گران کن تو خواهی آه کن خواهی فغان کن</p>
	<p>ز آه آتشین گرسوخت بازغ لبت را برب آتش نشان کن</p>
<p>ترکی - جناب ترکی علی شاه صاحب</p>	
<p>بهر طورے که خواهی بامن آن کن قلم درفت پیغمبر روان کن سخن سر کن ز زلف مشکفاش سبک شوار غم قید تعلق برخس کامرانی گرنشینی خرامان شو پیله گلکش گلشن غم مجنون مخور اسیر غم مجنون بقند آمیخت زهرت چنانند</p>	<p>نیگویم چنین کن یا چندان کن زمین شعرا بر آسمان کن سریر صفحه را عنبر نشان کن برون از گردن این طوق گران کن نظر بر حالت افتادگان کن چمن را رشک گلزار چندان کن بفرستم همچو مجنون آشیان کن حذر از دشمن شیرین زبان کن</p>
<p>سپش بر خان مرا استاد ترکی خستم با گرامی امتحان کن</p>	
<p>تقی - جناب آقا مرزا محمد تقی صاحب بن مرزا قاسم علی مرحوم فائز تخلص -</p>	
<p>خلاف عهد خود اسے آسمان کن</p>	<p>بت نامہ زبان را مہر زبان کن</p>

<p>بھرت اچھے می گنجد ہسان بہر جو رسے کہ خواہی امتحان شے از و صلم ایجان شانان کہ بیامرخ دل ماران شان کہ چرا از ان کنی قدرے گران کہ دلاگر وصل میخوایی فغان کہ</p>	<p>نیک گنجد چنین کن یا چنان کن جفاکش متحن چون من نیابی غمین در ہجرم آخر چند داری اگر داری سہر آماج بازی تو گفستی قیمت یک بوسہ جان است فغان نبود بہر دوست میوب</p>
	<p>لغتی تا باشد اندر جسم جانست دعاے آصف دوران بجان کن</p>
	<p>جناب تفضل حسین صاحب</p>
<p>کمان را زہ کن وزہ را کمان کن گلستان کا سبق پہلے روان کن یہ کیا تھا لفظ اسے اللہ میان کن زراہ مہر بانی مہربان کن</p>	<p>دکان را کن مکان گہرا دکان کن دلا پھر بوستان ہجون سے پھرنا ہری تیار لوح و عرش و کرسی کہی رشتی سے پاس اپنے بلا کر</p>
	<p>تفضل جبکہ تو ہو جاسے بوڑھا نہ ایسے وقت میں عورت جوان کن</p>
<p>بہر جناب بنی تجار ام صاحب ناظم اول عدالت گر گشت ضلع لکھنؤ</p>	<p>بہر جناب بنی تجار ام صاحب ناظم اول عدالت گر گشت ضلع لکھنؤ</p>
<p>دلہ را صبیحہ ایجان جہان کن</p>	<p>دلہ را صبیحہ ایجان جہان کن</p>

تفضل

۴

<p>دل را ناوکت چون کرد تنجید براه الفت ثابت قدم کیست لقاب از چهره زیبا بر افکن</p>	<p>بفر اکم شکاراے مهربان کن بیا بر خیز و برما استخوان کن تسلئی دل ماسبه دلان کن</p>
<p>مضامین رخ مہوش نبشته زمین شعر جو صحر آسمان کن</p>	
<p>حافظ - جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس - حافظ</p>	
<p>بہ تعلیم سر بر پا بر سنان کن نسیم صبح نور افزاے باغخت چو داری پاسے خود در منزل عشق کنند زلف را انگندہ بردوش ز تیغ ابروت دل کشته مجروح ستم کیش و جفا اندیش شوخ است خدا از لطف دادہ دولت حسن ہو اے سیر باغ حسن دارم ز پہلو رفت یار غمگسارت شدم در سحر تو بس ناتوان زار بہو لعب عمرت رفت حافظ</p>	<p>نگریم این مکن اے یار آن کن سلسل دورے ساقی روان کن نہ خوف خجرباک سنان کن شکار مرغ جان عاشقان کن ز مژگان خنجر دیگر روان کن خدا یا سنگدل را مہربان کن ذکات بوسہ نذر سلطان کن چمن آراستہ اے باغبان کن کف افسوس مال آہ و فغان کن بوصل خویش از سر نو جوان کن زدیدہ اشک خوین را روان کن</p>

نہ گاہے باز در دل این گمان است	مشو نوید این در گاہ فیض است
مطالب انچه داری حاصل آید دعا سے خوشی بر این آستان کن	
فاطر - جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری امداد الہی -	
الہی ہر چہ میخوای تو آن کن بر و بر شاخ سدرہ اشیان کن نخستین خویشتن را سبے نشان کن نگہ را تیر کن ابرو کسان کن بیا اخفاے عیب دیگران کن برین گنجینہ مارے پاس بان کن	ہینگیم چنین کن یا چنان کن ترا پرورد دست شاہ اسے باز نشان بے نشان در خود بیا بی بیا از ہر سید آہوے دل نظر بر عیب خود کن طالب حق برخ آویز یک گیسوے مشکین
چرا حق گفتی اسے فاطر جو منصور درین دار حرب کفر سان کن	
خلیق - جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق	
ہمیشہ ذکر او در زبان کن نظر سے زمین و آسمان کن مثال زخم چشت خون فشان کن نکاحہ لطفہ بر ما مجسمان کن	نہ غافل باش فکر قوت جان کن نہ بینی غیر او در جملہ عالم نہ تیغ لہو کردی قتل انفس جناب سرور عالم تو گاہے

فاطر

خلیق

مشرف ساختی ملک عرب را	اراده گه سوسے ہندوستان کن
دل بے دروہم پرورد گردد	گہے ایدل ز درد دل فغان کن
خلیق از خود تو بگذر مین خدا را	
نشان بے نشانی را نشان کن	
رضا جناب مخیر رضا حسین صاحب باوقی میرمنشی محکمہ تعمیرات و صفائی قلعہ مخیر گلکنڈہ	
دلا خواہد اگر جان ترک جان کن	بگوید آنچه عشق او جان کن و
بنو صیف گل او تازہ جان کن	بدوح شکش شیرین زبان کن
اگر خواہی تا شاے میانش	میان چشم فقا آشیان کن
چو داری میل آن ابرو و مژگان	گذراول سرتیغ و سنان کن
دہم جان را ہیک دیدار رویت	اگر باور نباشد استخوان کن
بہر شش صبر تا کے ایدل از آہ	تہ و بالا زمین و آسمان کن
پریشانی من اسے کاکل یار	بہ سمش موبہو بارے بیان کن
تصور بستہ با گلزار رویش	
چہین جا اسے رضا سیر جان کن	
رمز - جناب راسے بہاری لال صاحب تلمیذ حضرت فیض -	
برندی کوشش ترک غروشان کن	خدا خواہ و خودی را بے نشان کن
بدل ذکر الہی ہر زمان کن	نہ غوغا ہمو مرغ صبح خوان کن

ز فرق و قدان بگذر بفرست سرازیر زمان ناپایدار است دوران فرزانه مستانه بظاهر	دل اندر عشق آن عرش نشین کن بر انداز و مقام لامکان کن گذر و حلقه و دیوانگان کن
چو دل شد مستقل کن هر چه خواهی کنون گویم چه رفر این کن که آن کن	
رشید	
دلم پامال رفقارت که جان کن بیا قاتل بسر خنجر روان کن بسازان نگهت زلف معنبر برخ گلگونه در کار است اے شیخ کلام شمع گر خواهی شنیدن قدم خنجر بنا اے رشک خورشید شب وصل است اے شمع دل افروز	نگار و هر چه دل میخواهد آن کن سبکه و ششم ازین بار گران کن معطر مفسر جان عاشقان کن بهار یا سسین را در خوان کن خوشی را درین محفل زبان کن زمین خاکساران آسمان کن بردن پنبه به محفل از دیان کن
رشید از فیض تو ایسید دارد کرم اے قبله گاه در استان کن	
رفر جناب ملک محمد حبیب اند صاحب محافظه دفتر معتمد صرف خاص و بشی نیکویم که پاس این و آن کن	سبب آنچه میدانی همان کن

نهادم سرگیش یادست بردار ز مشغولی دنیا باشش فارغ بهار اے غدلیب آمد بگلزار	بحالم نیست گویم این و آن کن نه اوقات عزیزت را ایگان کن قریب بلغ طهره پیشان کن
غلام خواجه همیشه رزمزست ید و اے خواجه لطف جاودان کن	
ز ایر - جناب حاجی احمد حسین صاحب	
خیالش را بدل دامن گشان کن بسے بگریستی اکنون فغان کن بلند و پست یکجا شعر بنویس زبانت گر نفهمد آن سنگر شود سر سبز نخل وصل دلدار شوی مشهور در عالم بغزست ترا اگر آرزو فتح یاب است اگر خواهی نشان خود به سالم	ز چشم تر سر شک خون روان کن زمین پر کرده پر آسمان کن زمین را پیشین آسمان کن شکست رنگ خود را تر جان کن سر شک از چشم در پویش روان کن مثال کیمیا خود را بهنای کن کلید ناله در قفسل دیوان کن همیشه نام او در زبان کن
تراد او ند ز ایر طبع عالی زمین این غزل را آسمان کن	
چه مفر استخوان شمشیر کن	بهان این دانه از نامحرمان کن

ز مژدت گر بلب مهر خوشی	جس آسمان چاک دل فغان کن
صدیث سوزش دل شمع مانند	ز املک گرم پیشش تر جان کن
اگر آن سرو از بهشت گذر کرد	ز چشم تر پیشش جوے روان کن
بد و یک بوسه نقد جان و هم من	اگر باد و ربا شد استخوان کن
ز زلف خود وزن بر هم جهان را	خدا را سوزش آه و فغان کن
و در جان درین عینی کلاست	از ان لب یکد و حرف خوش بیان کن
بیا در خانه یا از دل برون شو	خدا را یا چنین کن یا جان کن

بیا ساید دل از آه کفیدن
کنون زایر را تیر از کمان کن

سلام - جناب غلام خواجہ عین الدین شہتی صاحب عرف خواجہ میر شاگرد شہنا و لکھنوی

سلام

ز خود بگذر نہ غمک این و آن کن	انا الحق را حجابے در میان کن
ترحم را و داسے در د جان کن	نگاہ لطف بر خسته دلان کن
بیا صیاد صید مرغ جان کن	نگہ را تیر و ابر و راکمان کن
تغیر سیم و مس گردد به معیار	عد و را نیز با من امتحان کن
پیش نام ز عشق زلف جانان	گو نام صحن چمن کن یا چنان کن
غزلت یاد درین پرده بہان است	دلا این بند را مکنون جان کن

سلام این خانه تاریک دل را

منور از خیال مدد رفان کن

سلیم

سلیم۔ جناب محمد نظام الدین صاحب۔

نگہ را تیسر و ابرو را کمان کن نمودم سینه خود را نشاند اگر بر فرش مثل خواب تلخ هست نظر کن سوئے من از چشم الطاف صدف آسالت را زود بکشا گو اصل کلام تلخ با کس بکن شانه بزلیف عنبر افشان نگویم این کن و آن کن تو جانان چہ می گردی بدر ما بہر روزی	سنگار مرغ جان ای جان جان کن تو نوک سر سے مژگان را نشان کن بہا اسے تازین در دل مکان کن دل پر پیچ و خم را شادمان کن لسان چون ابر نیسان و فشان کن ز شیرین گفتگو دل شادمان کن رخت را روکش باغ جنان کن پسندت آنچه می آید مہمان کن طلب از ورگہ روزی رسان کن
--	---

ہم دیوار سے اگر بندے نبشت است

سلیم آن پند را خاطر نشان کن

ساجد

ساجد۔ جناب عجد الرحیم خان صاحب شاگرد جناب عہد

نگہ را تیسر و ابرو را کمان کن نگویم کہ با من این و آن کن منم عاجز کہ اسے در گہ تو	دل این بے نشانے را نشان کن چہ در دل آید جانان بجان کن نگاہ لطف ہم خوشہ روان کن
---	--

گو از من کہ حال دل بیان کن نظیر بر یکسی ناتوان کن	تو میدانی نهان و آشکارا آہی تو حسپی و توانا
	نخ ابر دین و دنیا از تو ساجد مگر در عشق خود پس کامران کن
مرا لیکن پیش امتحان کن غمان کن اسے دل لال غمان کن زبان را دل کن و دل را زبان کن نہ در عشق اعتبار را زدن کن تلاش دہنے در کاروان کن خراج پیر گردن را چنان کن	شور۔ جناب منشی گل محمد صاحب تلمیذ حضرت فیض مقیم گلبرگہ۔ ہی گویم چنین کن یا چنان کن بہر ان پست کالہر چو ناتوس تو خود شو حاضر و غایب برابر بہا ش از سازش دل غافل کہ چشم بہر در جسم خود آن جان جان را بہا ساقی ہدہ داروے جان بش
	اگر کیفیت دل خواہی اسے منظور بعد جان خدمت پیر مغان کن
دل من ایچہ استان بہت کن خدا را بعد از من تسلیم جان کن ہر آن شکے کا او گوید یہاں کن	شوق۔ جناب غلام محمد صاحب عرب۔ نگویم نالہ و آہ مغان کن دل و ایمان و دین مذربتان کن بناسے کار بر اسے غمان کن

شور

شوق

بخلاق نیک تسخیر جهان کن بیاسایی که فصل گل در آمد سرت کردم به نطق روح پرور عزیز من به جنت و جوی یوسف ز طفلی خادم میخانه هستم رموز عاشقی مانند موسی سره دارم که آرم زیر تیغیت	شهنشاهی بزیر آسمان کن بجام اندر شراب ارغوان کن دل ناشادمان را شادمان کن بدیده سرمه گرد کاروان کن کرم بر من تو اے پیر معان کن دلا معلوم از چوب شبان کن اگر باور نداری امتحان کن
	اگر داری سر عشق بتان شوق خدا را زود ترک خانمان کن
شرف - جناب سید شاه روشن علی صاحب شطاری مقیم راجپور تو هست و نیت صوت را نهان کن عرض جوهر بمعنی هست واحد بگو قاصد به پیشش حال زارم	مقام خویشتن در لامکان کن به ذات و صفاتش این آن کن مضامین دلم و در و زبان کن
	بر آرزاه فرست دودغم را دل خود را شرف آتش زبان کن
عزیز - جناب عزیز بیگ صاحب سجاد و تکیه مغل فقیر شاگرد جناب عصر کرم بر من خداوند جهان کن	دل سنگین آید بت مهربان کن

شرف

عزیز

خدا جان را بر اے دوستان کن	حذر کن اے عدو دوست دوست
بباغ دل نشین سیر جهان کن	بہشت آنجا کہ آزا سے نباشد
بیسیم را شہنشاہ جہان کن	جوان بخت و جوان دولت جوان سال
<p>صبا پیغام آرزو از مدینہ غریز را رو بسوے کاروان کن</p>	
<p>سر۔ جناب لطیف علی شاہ صاحب۔</p>	
بہ نعت مصطفیٰ شیرین زبان کن	ولا حمد خداوند جہان کن
بحشم حق بین و امتحان کن	احد در شان احمد جلوہ کردہ
مرا با حق تعالیٰ راز دان کن	ز راز سخن و اقرب الہی وہ
بوشی جام سر حق نہان کن	بگفتا ساقی مہر و سے سرمست
<p>شنوار شاد من اے فقر مسکین نہان گشتہ بحق خود را نہان کن</p>	
<p>فاضل۔ جناب مولوی قطب الدین محمود علی صاحب ابوالعلائی</p>	
بوجد آئی و بدروای و فغان کن	تماشاے رخ پر نور آن کن
بحال خویش نہان از جہان کن	لکین لا تعبدی فی المخلوق سلیمی
خدا را چارہ دل ای جوان کن و	ز انکار تو شو قم در ترقیست
فی اللہ العزیز المستعان کن	بتا خواہم کہ گردی نرم بر من

فقر

بہشتت پہچو پیران نا تو اتم بالطاف و کرم دستم گرفت	خدا را رحمتے اسے نوجوان کن خرا مان قصہ سیر بوستان کن
مترس از بار عصیان قاضی زار نظر بر فضل خلاق جہان کن	
قاضی - جناب احمد علی صاحب صدیقی تلمیذ حضرت فیض -	
ز کار دو جہان این کن نہ آن کن نگہ را تیر و ابرو را بھمان کن ادیم طایفی نفسلین پا کن مرا غیر تو نبود یار و یار بہ پیری تا کہ افسوس جوانی چو حضر جان پے مردہ دل ما	قاشاے رخ و زلف بتان کن بایقان جان من دفع گسان کن پے ما انچہ جامی خواہد آن کن اگر باور نباشد امتحان کن رضا جوئی یار نوجوان کن بر آب زندگی کشتی روان کن
لب قاضی بے آلودہ گردان بیاساقی مرا طب اللسان کن	
قانون - جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب -	
چرا گویم تو بر من این و آن کن جفا کردی کنون بر عکس آن کن بگو قاصد یہ آن سے دوران	ترحم بردل این خستہ جان کن ز وصل خویش مارا شادمان کن علاج خاطر این نا تو ان کن

قاضی

قانون

+

قیام - جناب حاجی محمد قیام الدین صاحب میرٹھی فتر سیاہ دیوانخانہ مبارک

نیگویم چنین کن یا چنان کن نذارم تاب هجرانت سر مو میخاشود من با غم من و ناز خدا را بر من بیدل بخشای	بدل هر چه که می آید چنان کن مرا آزاد اے آرام جان کن علاج درد جان ناتوان کن کنا ہے بر من بے خاتمان کن
---	---

بوصل خویش روزی از ره لطف قیام دل خدین را شادوان کن	
---	--

کاتب - جناب سید ابراهیم صاحب مدرس فارسی تعلقه سیاحی پور ضلع ملدک

نیگویم نهان کن یا عیان کن ازین به دعوت ایمان نباشد مرا کار من شد بر تو کل و فایم بین چه پابند و فایم نر غیر و حسن تا که اے ستم گر مرا از پوست لب زندگی ده بنیایه سرو سیر بوستان کن بیایه جلوه گر شوماه خوبه بدیدار کش زهرین دیده بکشت	غرض چشمه بجام هر زمان کن که درنا قوس اواز و ان کن چه گویم من چنین کن یا چنان کن مرا از هر چه خواهی امتحان کن ترجم بر ضعیف و ناتوان کن اگر بیدم به اعجاز جهان کن زمین باغ را رشک جان کن ز حسن خود زمین را آسمان کن بوصف اوز هر عضو زبانه کن
---	--

بیشان بال و پراسے مرغ روم	بیابان شاخ سدرہ اشیان کن
جہان رور است کاتب پر فریب است رہا خود را ز دام کن بجان کن	
مزاج - جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض م	
حذر اے ہمنشین از باغبان کن بیاساقی عیان سر نہان کن چو ماہ نوروان کشتی سے دو بکشلے شیخ جام مے بہ پیری اگر خواہی شوی آگہ ز اسرار خودی بگذارد ایم با خدا پاش نشان بے نشانے را نشان کن بکن سیر چین اے یار گل رخ	بردن از باغ طرح اشیان کن بدہ یک جام وسیر دو جهان کن زمین میکده را آسمان کن تماشائے بہار اندر خندان کن عمل برگفتہ پیر معان کن بشہر عشق ترک این و آن کن مکان لامکانے را مکان کن بسین آئینہ سیر گلستان کن
مزاج انجام بہا بید ز آفتاب چو شد دل نذر جانان فکر جان کن	
معلی - جناب محمد مظفر الدین صاحب مددگار صدیق شہ فانیات مالک مکتبہ معلی	
خودی بگذارد و خود را بے نشان کن نفس را در ہولیش باد بان کن	مکان کن ترک و عزم لا مکان کن روانہ کشتی عمر روان کن

<p> بزیم اوشین چون شمع خاموش اگر خواهی نجات از سختی مرگ بگیر از هر لباسی بوسه یعقوب ز باطل بگذر و حق گو چو منصور بشو خاک غبار خاکساران غلط کن مشربت دیدار بے کیف فلک بردوش خود این طره ناز چمن زار دل پر داغ مارا </p>	<p> زبان بند از بیان این و آن کن دلا نام بنه ورد زبان کن تلاش یوسف اندر کاروان کن مقام دار را در الامان کن گذر بر چرخ هفتم آسمان کن علاج جان زار عاشقان کن بدام زلف تحنیه چیهان کن شگفتی از بهار بخیزان کن </p>
---	--

عطا

<p> اگر خواهی ثواب حج معصی طواف خانه پیر مغان کن </p>
--

محب جناب غلام محبوب خان صاحب مدوکار و دفتر خزانہ صرف خاص سرکار عالی	
سرشک خون ز چشم تر روان کن بگلشت چمن می آید آن گل فدای یک منم در عاشقانت فرو د از بام آاسه مهر خوبه بدرود و ریش ایجان محزون همیشه راز خود سر بسته میدار	غبار غم بشو دل خوش از آن کن چمن آراسته اے باغبان کن گرت باور نباشد امتحان کن زمین خانه ام را استبان کن بجا کن ناله کن آه و فغان کن سکوت خویش را مهر از زبان کن

عجب

بخواند یا براند هر چه خواهد	سر تسلیم خود بر استان کن
بلطف بوسه لب های شیرین	زبان بندی ذوق عاشقان کن

بهر گشت چون صیاد هر دم
محب زین باغ بیرون آشیان کن

مخدوم - جناب خواجہ محمد مخدوم میان صاحب جاگیر دار شاگرد جناب عصر مخدوم

لشین یاد خداوند جهان کن زند هر کس که لاف دوستی را نشان خواهی اگر زان بے نشانی بیدان محبت باش صادق مراد خویش اگر خواهی بیا بے غنیمت صحبت پیر معان دان مال کار بر آغار و ریاب بکن پیر طریقت هر چه گوید بر و ملک قناعت را بدست آر	مکان بگذار سیر لا مکان کن بیدان محبت امتحان کن تو نام خویشتن را بے نشان کن دل و جان را فدای دستان کن مراد او را خواهان را روان کن به میخانه بطسے را روان کن مرو کج سر طریق رستان کن تو از شک بگذر و دفع گمان کن تو شامشای کون و مکان کن
--	---

ز خدمت میشود مخدوم خادم
خدا را خدمت اہل دلان کن

سعدی - جہا

خودی بگذر

نفس را در

جناب محمد نمیر الدین صاحب محافظہ دفتر محکمہ ڈپٹی کمشنر انعام صوبہ گلبرگہ نمیر

کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	بیک تیر نگہ دل را نشان کن
بہر لمحہ بہر دم الامان کن	عدوے دین ہر دم در کمین است
کریم لطف بر من ہر زمان کن	گنہگارم ازین محبوب دزارم
منیر الدین طرح نازک افتاد بہمت بخشید کہ خود ہم روان کن	
مہدی - جناب مرزا مہدی صاحب	
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	بیا امتام کار نیچان کن
زمین کلبہ ام را استمان کن	بیا در خانہ ام اے مہر خشان
بیا ویرانہ ام را گلستان کن	ز حسن نو بہارے خویش روزے
ز یک بوسہ ہم شکر نشان کن	ز ہر سحر بت تلخت کا م
ثرہ را تیر و ابرو را کمان کن	بقلم چیت عذرے زود بر خیز
ز وصف گلرخان مہدی چہ مائل بیا بخینہ فکر آب و نان کن	
نشر - جناب جمال الدین صاحب شاگرد جناب عصر	
ز وصلت یا محمد مشادمان کن	بیا پر ماظر شاہ جہان کن
دل ویرانہ ام را گلستان کن	ز باد جو را فتادست ویران
ز جام بے خودی تو بے نشان کن	بزم عیش و عشرت ساقی من

مہدی

نشر

تراہر شکی گریش آید :	دلانا مہی ورد زبان کن
بدر گاہ تو نشتر عرض دارد	شریک فادان فادمان کن
نعیم - جناب	
<p>مستانه موسے عاشقان کن مشب وصل ست جد غبر نشان کن بقلم تیغ و خنجر را چه حاجت کجائی ای جنون فصل گل آمد عزیز از تو ندارم جانم ایجان شوم قربان تو در عید تیر بان شہید کربلاے ناز ہستم بحراب خم ابروے آن بت گداے بارگاہت ہستم اے جان اگر سیرا م شد آرزویت بدیر آئی در فتن زود خواہی</p>	<p>بجام دل شراب ارغوان کن دماغ ناز بویش عطردان کن زمزگان تیر و از ابرو کان کن عطایم طوق و زنجیر گران کن یقینت گر نباشد امتحان کن بحلقم خنجر بران روان کن سرت کردم سر من بر سنان کن ناز ایدل او اچون مسلمان کن بحالم یک نظر چون خسروان کن بیاد کو چہ خوابان مکان کن فدایت جان توقف یک زمان کن</p>
بند بر سر نعیم بار الفت	اگر پیری دے کار جوان کن

یوسف - جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سمنور صاحب یوسف

تہ وبالا زمین و آسمان کن	خرام خویش آشوب جهان کن
ولا بیدارش از خواب گران کن	بکن مندر یاد بہر بخت خفت
مرا تو فیض مرگ ناگہان کن	جد اگر میشوی از من ستمگر و
گذر در کوچہ روشندلان کن	نمانی روسیہ روز مصیبت

غریب و بے زراست و پاشکستہ
نظر بر یوسف بے خانان کن

تضمین از شعراے باوقار بر مصرع طرحی

کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	زبان رادل کن و دل رازبان کن	الفت
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	بیاد یوانہ ابر و کمانے نو و	بارخ
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	کرشمہ زابر و تر گمان چنان کن	رشید
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	برابر و بیکن از سر نماز	شور
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	بیا چون تیر گر تو راست هستی	شوق
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	بزن تیر نظر را بر نشانه	فقیر
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	کمان ابر و شکار مرغ جان کن	عجب
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	بہ آماجہ دلم امیدوار است	مفتون
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	بپے قلم بیا و قصد جان کن	مہدی
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	تہ وبالا زمین و آسمان کن	مخدوم
کمان رازہ کن وزہ را کمان کن	چو خواہی صید قصد مرغ جان کن	نعیم

مصباح طرخی
بعل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں

الف

الف - جناب مولوی محمد جمال الدین صاحب -

ہم اپنے نیک و بد کو تابع تقدیر کرتے ہیں	نہ اسباب کمال و دشمن تدبیر رکھتے ہیں
اشارات اوسکے زنجیر کی تعبیر کرتے ہیں	سخن کو اوسکے ہم پہلو سرش غیب کا سمجھتے ہیں
مضامین بجا و صحت طلب تفسیر رکھتے ہیں	کلام فیض کے نکتہ کو کیا سمجھے کوئی اوسکے
روان خون انگہ سے ہم مثل جوی شیر رکھتے ہیں	کشتی پرین زبان ہوش کا شفت ہے دل اپنا

طفیل رشید کامل زر قلب اپنا ہے بے غش
کب الف - دلین پر دے زور و کسر رکھتے ہیں

انصاری

انصاری - جناب محمد عبد الحکیم صاحب شاگرد جناب فارغ -

محبت کی ہمارے سر پہ ہم تفسیر رکھتے ہیں	عداوت پہ خطا سے بت بے پیر رکھتے ہیں
کمان رکھتے ہیں غلام نہ گوی تیر رکھتے ہیں	خدا جانے شکار دل حسین کس طرح کرتے ہیں
سنگاہ ناز میں یہ بہت عجب تاثیر رکھتے ہیں	ہو جی جبار آگہ میں زمین جینی ہو پیدا
تہری عاشق بھی اوبت کیا ہو جی تقدیر رکھتے ہیں	نہ موت آتی ہر اذ نکو اور تیرا وصل ہوتا ہے
ہمارے نالہ سوزان ہی کیا تاثیر رکھتے ہیں	نہ آنچ آئی دل شبن کو جلیک خاک عالم ہو

امیران دکن سب قدروں میں اپنے انصاری
مگر نوکر نہیں ہوتے عجب تقدیر رکھتے ہیں

اسد - جناب میر مصطفیٰ علی صاحب بنیرہ میر خورشید علی خان صاحبزادہ مغفور شاگرد صاحب

محبت ابرو کی عاشق دلیگر رکھتے ہیں	سپاہی ہیں اسد ہم اسلئے شمشیر رکھتے ہیں
چلا ایکا خود ہی بے بلا میرے گہرہ بست	ہمارے مالہ شب گیر اگر تاثیر رکھتے ہیں
کیا سین تنو کی عشق سے گشتہ ہیں مردن	خدا پر کیا کر کل کی جا اگر میر رکھتے ہیں

کر گیا کیا فلک ہنسے دیا ہے کچھ تو لے لیا	
نہ مٹھوئے اسد کوئی نہ ہم جاگیر رکھتے ہیں	

ادیب - جناب سید غلام غوث صاحب قادری و شطاری -

جو اوس نور خدا کی دلیں ہم تصویر رکھتے ہیں	عجب جلوہ ہیں انگہوین عجب تنویر رکھتے ہیں
بجا فخر کے کب خیر و شمشیر رکھتے ہیں تو	صدائے قرب ہو اور نعرہ تکبیر رکھتے ہیں
یہ کیا نام خدا ہے نام پاک احمد رسل	کہ جسکا درد ہر دم ہر جان و پیر رکھتے ہیں
کبھی تو جا کے رکھ دیکھے در اقدس پہ سر اپنا	اگر ہم محبت یاد را و خوش تقدیر رکھتے ہیں
غنی دولت سے ہیں جو فقر کی لبت سنہالی ہیں	ہو سن نصیب کی اور کب خوش جاگیر رکھتے ہیں
ہماری محبت کب زبا حکمت سے خالی ہے	کہ نقد مغفرت لینے کی یہ تہ میر رکھتے ہیں

ادیب قادری ہوں مجھ کو کافی ہے یہی نسبت	
کہ لاج اپنے نزدیک کی جناب پیر رکھتے ہیں	

احمد - جناب حسین شریف صاحب غلف حاجی شیخ احمد صاحب صوبہ دار میجر سردار بھٹا

خدا کے فضل سے ہم ہی بڑی تقدیر رکھتے ہیں	نبی معشوق رب اور غوث اعظم پیر رکھتے ہیں
---	---

فرشتوں کو دکھا کر قبر میں بیہوش کر دیں گے	انبل میں ہم رسول اللہ کی تقدیر رکھتے ہیں
کوئی کچھ جھکا نہ جھکیں گے نہ جھکیں گے	مہار عشق کی گردنیں ہم زنجیر رکھتے ہیں
لیا ہر جست خالق نے مکوا اپنے دہن میں	گنہگار ان امت ہی بڑی تقدیر رکھتے ہیں

ہمیں کیا ڈر ہے احمد پر کشش و قیامت کا
کہ اپنی دل میں حب حضرت شہیر رکھتے ہیں

پاس۔ جناب محمد حفیظ الدین صاحب تلمیذ حضرت فیض

شرف دنیا میں ہم اور دین میں توقیر کرتے ہیں	خوش طالع کہ فیض استاد آغا پیر رکھتے ہیں
ستار لہجے میں کمان دتیر رکھتے ہیں	ہو قربان ہو نیکی جوان و پیر رکھتے ہیں
ہمیشہ گلر خوش کو ہے لحاظ گشتہ ابرو	عوض ہو لو نیکی میری قبر پر شہیر رکھتے ہیں
ریاح مہر و مہر افلاک پر ہے میں نے یہ مانا	مگر کیا رخ کے گے غمت و توقیر رکھتے ہیں
سبک ہیں محبت کی بوجھ سے زلفوں کی دیو	کہ گردن نیم باز منت زنجیر رکھتے ہیں
جو تو غائب ہو مجھ سے تو بس جھگڑا گیا گذرا	خدا کو ہم ہی حاضر اسے بہت پیر رکھتے ہیں
رخ سادہ لب شیریں ہو شیر و شکر کیونکر	غضب ہر الفت ابرو میں ٹیڑی کھیر رکھتے ہیں
نہیں بچ و صل کی شب پر تو مہتاب کی پروا	مہار گرد و زور عارض ہانڈ کی نویر رکھتے ہیں
جو سنتی ہیں مری بتابی دل کا تب اعمال	ٹپ کر بات تو خادم خمیر رکھتے ہیں
زبان چلتی نہیں ہر موکھ میں شعر گوئی کے	دہن میں سپینا گویا صاحب تقدیر رکھتے ہیں
مکرنا چوڑ و دھڑوسی کی گواہی سے	خط و لب کا نوشتہ عاشق رنگیر رکھتے ہیں

<p>یہ جادوگر شرابی میکہ سے این پر کہتے ہیں مژہ کو ہر مہینے میں بسان تیر کہتے ہیں جوانی کی تن از سر نو پیر کہتے ہیں جنت منعم خیال منزل تعمیر کہتے ہیں کہ آہنگ پریدن بلبل تصویر کہتے ہیں چھری سے ہاتھ رک رک کر دم تکیر کہتے ہیں مستی نئے کی ڈیا میں نہیں کسیر کہتے ہیں معر خفہ شمت یاد کیا تعبیر کہتے ہیں بجا کے ساتھ ہم ہی دست دنگیر کہتے ہیں ہمیشہ اک نہ اک فتر اک میں نخیر کہتے ہیں</p>	<p>پری شیشہ میں آتے یاد وہ تخیر کہتے ہیں امید ہر کہ ہے یا الہی ماہ رو یون سے عجب ضد ہی جوان کو آرزو ہے پیر ہو نیکی سر آئے ثبات دم میں کیا خاک تیر ہے خبر کچھ اڑتے اڑتے آ رہی ہی موسم گل کی حمد اللہ اکبر او کو شتاق شہاد سے سنہری رنگ و اکشتہ لب کے تپانے کو خیال تو گیس تپا بھی ہے خواب گونے کا کہہ جاتی ہو جگر عاشقوں سے گل رونا وہ باز آتے ہیں کھدن مرغ جان بظاہر دل سے</p>
---	---

مریدی لا تخف اسے پاس ہے اسناد بخشائش

غلام غوث اعظم خلد کی جاگیر کہتے ہیں :

بارغ۔ جناب ابو احمیات محمد عبدالحی صاحب۔

بارغ

<p>برای قتل عاشق معان شمشیر کہتے ہیں ہم اپنی دونوں آنکھوں میں تری تصویر کہتے ہیں فقط اک جان نا شاؤ دل دلیگر کہتے ہیں</p>	<p>نہیں آنکھوں میں سرمہ یہ بت بے پیر کہتے ہیں اگر ہو یا میں چار آگاہیں تو آج یقین تجھ کو تصدیق کہ ترے لایق نہ تیری نذر کے قابل</p>
--	--

خدا نے حسن میں بھی دی ہر مقام میں کی قوت اور ہر اخوی کی گکاری اور ہر خون کی آتش نتیجہ عشق باریک آفر خاک میں ملتا ملای آنکھ کیا تجھے کلیجہ ایسا کس کا ہے اور غصہ کیا تھا میں نے خواب میں بخندہ تھو مجھے نہ کیوں اونکی خطائیں بخندیاں کی محشر میں سہیاد لکھ بھلائی کا سامان ہجر میں عاشق سنای طوق منت کا گلے میں اونی پہنا ہے نہ اپنی عقل پر ٹیکہ نہ قسمت پر بھروسہ ہے محبت میں رہنے کو کہا میں نے تو فرمایا	حسین جنب دل عاشق کی تاثیر رکھتے ہیں ہم اپنا دل ہی کیسا غیرت کشمیر رکھتے ہیں ہم اپنی لوح مرقد پر ہی تحریر رکھتے ہیں گلہ میں تیغ رکھتی ہیں تو فرکان تیر رکھتے ہیں خدا جانو کہ ایسے خواب کیا تعبیر رکھتے ہیں تیرے دل سے جو مہر شہر و شبیر رکھتے ہیں ترب آہ و بکا و مالہ سبگیر رکھتے ہیں جو نکاز و زور ہے ہم پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں نہ ہم تقدیر رکھتے ہیں نہ ہم تدبیر رکھتے ہیں تجھے تیری شہم پہلو تو اپنا چیر رکھتے ہیں
---	---

ذریعہ ہلکو خنیش کا بارغ خوب ہات آیا
ہم اپنا حامی محشر جناب پیر رکھتے ہیں

تمیز۔ جناب ہدایت محی الدین خان صاحب

عجب تاثیر نگاہیں بت بے پیر رکھتے ہیں ذرا سچ اور سچ کہ ظلم کرنا اسے ناکام جہد پیر بنایا خاک تیری میں شعلہ فراجی نے	نظر میں اپنی پوشیدہ ہزاروں تیر رکھتے ہیں موسے اے بھی اوطالم بڑی تاثیر رکھتے ہیں عوض لکھو ہم اپنے سینہ میں کسیر رکھتے ہیں
---	--

ترک۔ جنابہ اقبال بیگم صاحبہ شاعرہ پر وہ نشین۔

تمیز

ترک

<p>کہ گردنیں کند اور پاؤں زنجیر رکھتے ہیں کہ ہم آہ سحر اور نالہ شبگیر رکھتے ہیں بڑے ہی شوق سے گردن شمشیر رکھتے ہیں دو ترک مست ہیں ترکش میں اپنے تیر رکھتے ہیں</p>	<p>گرفتاری کا سودا عاشق دلیگیر رکھتے ہیں تیر کیا حاجت جھلا کوں علم کی ہم فقیروں کو شہیدان نگہ سے پوچھتے لذت ترپنے کی وہ انگلیں ہیں بلا اور وہ نگاہیں ہیں غضب دیکھ</p>
<p>بتاؤ گی ہمارے خواب کی تعبیر کیا اسے ترک کہ خواب مرگ ہی ہم خواب کی تعبیر رکھتے ہیں</p>	
<p>تقی - جناب مرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب نفیس</p>	
<p>لیلی کیا اکدن جو یہ اکسیر رکھتے ہیں لحدین شاہ لاش صغریٰ شیر رکھتے ہیں گلے میں طوق ہر اور پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں لعین سبط بنی کے حلق پر شمشیر رکھتے ہیں خدا چاہے تو جو خون کو تیر شمشیر رکھتے ہیں اُدھر جلا دینے پر شمشیر رکھتے ہیں تو</p>	<p>سلاخی پاس ہم خاک در شبیر رکھتے ہیں کہڑے دیوڑھی پہ سب اہل حرم فریاد کرتے ہیں کہا عابد نے یہ سلسلہ امت کی بخشش کا کہا سرپٹ کر زینے خالق کی دہائی ہے مددگار حسین ابن علی تن تن کے کہتے ہیں ادھر سر رکھو لے سب اہل حرم فریاد کرتے ہیں</p>
<p>یہی دولت یہی حشمت یہی اپنی بضاعت ہے تقی ہم اپنے دل میں الفت شبیر رکھتے ہیں</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>گلے میں طوق بہاری پاؤں زنجیر رکھتے ہیں تیری زندانیوں میں ہم بڑی توقیر رکھتے ہیں</p>	

تقی

وہ دل باتوں سے تہا می آپ میرے گھر چلو ہے	مرے نامے ہی آہم عجب تاثیر رکھتے ہیں
پڑک جاتے ہیں سب اللہ اکبر کہیں مسجد میں	وہ جہدم ہاتھ کا نو پیر دم تکبیر رکھتے ہیں
خیال ابرو جانان شب فرقت جو آتا ہے	گلے پریم خود اپنے ہاتھ سے شمشیر رکھتے ہیں
بشاہت ہوا نہیں جو آرزو مند شہادت ہیں	کہ اب نام خدا وہ دوش پر شمشیر رکھتے ہیں

یہ مرنے کی خوشی ہے جوش الفت اس کو کہتے ہیں

تقی ہم شوق سے گردن تہ شمشیر رکھتے ہیں

تفضل - جناب تفضل حسین صاحب - تفضل

برادر رکھتے ہیں کوئی نہ ہم ہمیشہ رکھتے ہیں	تجبی کو سر پرست اپنا بت بے پیر رکھتے ہیں
جو ہم افیون کہاتے ہیں تو اس کو ناشکر کو بھی	اوٹھا کر ایک پوری اور تھوڑی کی رکھتے ہیں
پکڑتی ہیں دنگانہ اور روپے لیتے ہیں دو گ	بڑی وہ جہا قسمت ہیں جو ہمیشہ رکھتے ہیں

وزیر فوج کی دیوڑھی پہ جا کر ہی تفضل ہم

تجبی کہ ایک دیسی ہی تقدیر رکھتے ہیں

جوہر جناب شیشی تلجا رگم ناظم اول عدالت سمستان گرگنہ ضلع لنگسور موٹو ٹیڈر مقام

بہت کچھ ملین مان یاد بت بے پیر رکھتے ہیں	خدا کے گھر میں ہم کی پیکر تصویر رکھتے ہیں
ان جشی کو ہر دیوانہ پن اور سب کچھ گیسو کا	سدا تا قوس کی سب مالہ زنجیر رکھتے ہیں
کچھ جاتی ہیں دل عشاق کے از خود تری جانب	چیم چیم برفون ہی واہ کیا تسخیر رکھتے ہیں
وہ دیار پر نہانے یوں چل پھیلانے کے بالوں کو	کہ جیسے دوش پر دم اپنے ماہی گیر رکھتے ہیں

لب سو فار نے تیرے مشک کر دیا پہلو	جاکر میں ہم ہزاروں زخم ہائے تیرے رکھتے ہیں
یہ سہرا ضرے تیری نذر کو اقبال عالم	خوشی سے اپنی گردن ہم تہ شمشیر رکھتے ہیں

جعفری - جناب سید عباس حسین صاحب -

جعفری

جو بد باطن ہیں اپنی سینہ میں کینہ کو بھرتے ہیں	کہ تو دل میں کب اپنی صفا تخمیر رکھتے ہیں
عجب اللہ فی بخشا ہر اوس کو حسن کیا ہے کیسے	کہ دل میں عشق اور کاسب جوان کب بستی ہیں
جو دیکھا خواب میں ہر چچ باندھا اپنے سر پر	سحر کو قتل ہو سکے ہم ہی تعبیر رکھتے ہیں
جہان میں ہر مین لاکھوں پہنچے ہوا ف نہیں کرتے	کچھ ایسا ضبط تیرے عاشق دگر رکھتے ہیں

نہیں نہ سقر سے جعفری کچھ ڈر میں ہرگز
کہ اپنے بات میں ہم دہن شبیر رکھتے ہیں

حسرت - جناب سید محمد دوم محمد الحسینی متولی درگاہ حضرت حسین ولیہ صبا قدس سرہ

حسرت

کبھی پیش قدمی عشق و امن گیر رکھتے ہیں	ہمیشہ دلعین انگہو نہیں یہی تصویر رکھتے ہیں
ہوا ہی موم دل اوس سنگدل کا ہمہ رحم آیا	ہمارے ناکہ بادل عجب تاثیر رکھتے ہیں
موت کے وقت پائی ہے ہنر عشق کی دولت	ازل سے اپنے قبضہ میں ہی جاگیر رکھتے ہیں
مژہ کر سیکردن خنجر حکیر کہا ہے میں ہم نے	ہم اپنے دل میں غم کو کچھ ہزاروں تیر رکھتے ہیں

کیسکی تش فرقت نے حسرت کو جلا یا ہے
ہوا ہے خاک دل پہلو میں ہم اکسیر رکھتے ہیں

حافظ - جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس -

حافظ

نظر میں سورہ اخلاص کی تفسیر رکھتے ہیں	سرخ روشن چکیسواو سکی کیا تحریر رکھتے ہیں
وہ سید ہی بات میں بول بھی ہوئی تقریر رکھتے ہیں	مدا جابر قبول نے سکھایا کیا ہر کچھ اون کو
گھر میں طوق ہر اور پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں	ہوئے محقق زلف وابر و دلدار کا جب سے
کوششی کی کچھ سایل نہیں تفتیر رکھتے ہیں	بہلا تم دونہ رو دو ایک ہی بوسہ محبت سے
وہ ہر اک بات میں پہر پہر کیوں تقصیر رکھتے ہیں	نہیں میں صاف لے لے تو کہہ دینے کیا قصہ
وہ اوقات مشکل اب نہیں تدبیر رکھتے ہیں	نانا ہٹے اے ماضی کہ عشق آسان نہو والی

ازل میں بکھریا حفاظ جو تھا تقدیر میں لکھا
تباد و اب نشانے کی کوئی تدبیر رکھتے ہیں

شمت - جناب حشمت علی صاحب اہلکار صد دفتر شہر خانہ ملک سرکار کا شمت

یہ نہاں شمع کا سر کاٹنے کلگیر رکھتے ہیں	نہ داغوں کیلئے ہم آہ پرتا شیر رکھتے ہیں
فقط اک آسرا ہم آپ کا یا پیر رکھتے ہیں	گناہوں سے بچیں ایسے کہاں تقدیر رکھتے ہیں
کہ بیہوش صبا کی پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں	عناد دل باغ سے اے باغبان کس طرح جایگو
نہ ہم تجھے ہوس حاجت اکسیر رکھتے ہیں	بنا دے دل مرا اک سین کے ہجر میں کشتہ
تمہارے دل جلے کب آہ بے تاثیر رکھتے ہیں	ہلا تو میں شب فرقت میں قصر چرخ دولابی
نظر میں یہ بت سفاک گویا تیر رکھتے ہیں	کچھ تھام کر میں کر گیا چار انگہ ہوتے ہی
زبان گویا ہر کب طاقت تحریر رکھتے ہیں	ہمارے منہ پر کوی کس نے یارب مہر خاموشی
رگوں کی جات میں صورت زنجیر رکھتے ہیں	بہنیں جیسے سودای سر زلف پریشان میں

بتوں کے ظلم کی کیا داد چاہیں مشرین حشمت نہ دستاویز یاس اپنے نہ کچھ تحریر رکھتے ہیں	
پے صید غزالان حرم زنجیر رکھتے ہیں خدا جانو دیان زخم کیا تاثیر رکھتے ہیں جگریم بات میں وہ چمکیوں میں تیر رکھتے ہیں تری خوشن ہم اگلی شن کشمیر رکھتے ہیں شہادت پر ہم اپنی خون بھری شمشیر رکھتے ہیں اثر کیا کہر باکانہ شبگیر رکھتے ہیں مری انگن پوداں وہ دم تکبیر رکھتے ہیں تہا کدو غ چپک ماہ کی تغیر رکھتے ہیں نظرمین ہم اوسی محبوب کی تصویر رکھتے ہیں دہی شش کے قابل میں جو کچھ تقصیر رکھتے ہیں	نہ کیسو چشم دابر و پربت دی پیر رکھتے ہیں پڑے ہیں گرمی خون کج دم شمشیر بوجہاں بھلا کیسے تیغ سبقت کون کرتا ہے سر میدان ہمیں یہ فضا سینہ پرداغ کافی ہے کہا جائیگا محشر میں ہمارے ہاتھ سے قاتل وہ دل تھا جو ہے بانک کا ہیدہ جوتی ہیں اگرچہ نوح کرتے ہیں محبت ہی جو کچھ دل میں رخ روشن کو پر تو نے بڑائی ہو چک ایسی یہ جہاں جلوہ کون و مکان ہے روبرو اپنے ہنودین کیوں گنہگار ان خدا یا مود رحمت
جوہر حشمت علی شاہ مردان کی غلامی میں نگاہ لطف او سپر حضرت شیر رکھتے ہیں	
خاطر جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری امداد اللہی میواری	
محض سورہ الفکر کی تفسیر رکھتے ہیں وہ جلوہ دیکھیں دلیں کہاں تغیر رکھتے ہیں	خط و خیر کی عارض پہ وہ تحریر رکھتے ہیں جناب فیض کے سہرا گرچہ عقد ہیں ہم

خاطر

<p>بد و گریب سے سو جا گیا جاسے تعجب ہے خوشی اس خواب غفلت کی تجھے فردار لائیگی کھڑی ہن خاکساری سے ترے نقش قدم پر جو تقدیر لپی ہے وہی پیش آئیگی آخر</p>	<p>جناب حضرت امداد سالم پیر کہتے ہیں سمجھتے خوب ہیں جو قوت تعبیر رکھتے ہیں و ہیں بغلس گرچہ برہم ہاتھ میں کسیر کہتے ہیں نصاری گرچہ لاکھوں دانش و تدبیر کہتے ہیں</p>
<p>بجولای نہ چھوڑینگے اوس گہرا بنے فاطرم فغان نیم شب آہ سحر تاثیر رکھتے ہیں</p>	
<p>خواجہ۔ جناب خواجہ عثمان اللہ صاحب نسب جناب عصر</p>	
<p>زمین و آسمان و عرش و کرسی ایک کر ڈالے نہ ہم گردش میں آئیگی اگر وہ لاکھ دی چکے دکھا میں کیوں نہ اپنی خبر ابر و سکے وہ جو صر</p>	<p>ہمارے نالہ شکیروہ تاثیر رکھتے ہیں ہزار وجہ میں تجہ جیسے چرخ پیر کہتے ہیں سپاہی جو میں خواجہ ڈاب میں شمشیر کہتے ہیں</p>
<p>خورشید۔ جناب حاجی حافظ خورشید احمد صاحب نقشبندی گویا موی صوفیہ پند</p>	
<p>نظر اغیار کی جانب نہ ہم دلگیر کہتے ہیں نگہ کہتی ہیں وہ آنکھوں میں اپنے تیز تر اتنی نظر کی قید کی انکو عجب تدبیر سو جہی ہے</p>	<p>ہمیشہ آنکھ کے آگے تری تصویر رکھتے ہیں کمانکش طرح ترکش میں اپنی تیر کہتے ہیں کہ وہ چہرہ پر اپنے زلف کی زنجیر کہتے ہیں</p>
<p>شکست نشہ ناموس عاشق کی نہیں پروا ہوئی روشن روز حسن و عیاد خطا سے تمہارے عشق زندان میں گہر ہونے لگے آنسو</p>	<p>دل اپنا سخت تہرید بہت بے پیر کہتے ہیں تمہارے مصحف رخ کی یہ ہم تفسیر کہتے ہیں ہمارے دیدہ تر بھی عجب تاثیر کہتے ہیں</p>

خواجہ

نظر میں کب کی اپنے وہ توقیر کہتے ہیں وسیدم جناب حضرت شبیر کہتے ہیں	بڑا یاسن نے اونکے غرور خود غامی کو نہیں کچھ خوف دکھایا ہمارے روز محشر کا
خمار۔ جناب ابو المعنی سید محمد بن الدین صاحب شاگرد جناب میکش	خمار۔
ہزاروں حمزین تل میں ترے دلگیر کہتے ہیں ہماری کیا خطا ہم کو نسی نقص سیر کہتے ہیں گلا خود کا دلینکے ہاتھ میں شبیر کہتے ہیں مجھ معلوم ہے جو غیر کے تحریر کہتے ہیں ہم اپنی آہ سوزان میں مجب تاثیر کہتے ہیں زبان میں شیخ صاحب آپ کیا تاثیر کہتے ہیں جو وہ تدبیر کرتے ہیں تو ہم تقدیر کہتے ہیں سو عاشق تیرے اور کیا جاگیر کہتے ہیں بہت نادان میں وہ کاغذ کی جو تصویر کہتے ہیں گلا جو خود بخود جا کر تیرے شبیر کہتے ہیں	ترے ملنے کی خواہش اوبت بڑیر کہتے ہیں ہمیر قابل کرو ایجان بحث کیوں روٹھ بیٹھو اگر وہ قتل پر راضی نہیں ہوتے ہونے دو اگر کچھ تو دل میں کلا چپاتے ہیں وہ کیوں محسوس اگر بالے کرین تو اک ہم کو جلا بیٹھیں برے سچ جانے آئے ہو کہ تو یہ ہمیں پہلے جفا کرنے پہ وہ خوش ہیں تو ہم راضی ضایہ ہیں غم و اندوہ و حیران حشر و یاس مٹا سکے ہم اپنی دل کے آئینہ میں عکس یا ریتے ہیں خدا جانے ہمیں کیا کچھ ملے گا قتل ہونے سے
خمار اک چال علیا حبیب آتا ہے وہ دیکھو یہ تدبیر کہ بول میں نے نظمیر کہتے ہیں	
خلیق۔ جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق	خلیق۔
مقدم ہم رضا مالک تقدیر کہتے ہیں	اٹھا کر طاق میں اپنے ہر اک تدبیر کہتے ہیں

وہ کب پرو ملک عزت و توقیر رکھتے ہیں	میں ذلت ہی سے خوش و عشق کی جاگیر رکھتے ہیں
ہویم خاک پای یار دولت ہو کر و نہیں ہے	نہ اب پرو مال اور خوش جاگیر رکھتے ہیں
ملک آتے نہیں جس گہر میں تیر ہو تو صد حسرت	کہ خود ہم تعز دل میں فیر کی تصویر رکھتے ہیں
مگر قتل عالم کر ہی ہیں پروہ ظاہر میں	نہتے ہیں نہ وہ خیر نہ وہ شمشیر رکھتے ہیں
سنا جب سے شفاعت شرط ٹھہری گناہوں کی	خاطرات سے ہم اپنا نامہ تقصیر رکھتے ہیں

خلیق اپنے ہر اک بگڑی ہوئی کیونکر نہ بن آئے
مردوں کی خبر جب غوث اعظم پیر رکھتے ہیں

دارا۔ جناب نواب عظام الدولہ بہادر۔

جو آمادہ فرہ ابر و کمان کے تیر کھتی ہیں	تو ہم ہی وحشی دل صوٹ نچیر رکھتے ہیں
تشی کو دل مضطر کے یہ تدبیر رکھتے ہیں	جو ہم پہلو میں جانان کے سد تصویر رکھتے ہیں
یثابت قتل ہوئے پر سے سہل ہیں اسے قاتل	سرو گردن تہ خنجر دم تکبیر رکھتے ہیں
ٹیک گلب بجر گور و کفن انکو پس مردن	جو دنیا میں خیال منصب و جاگیر رکھتے ہیں
ہر کافی جان لینے کیلئے اک جنبش ابرو	برہنہ کیوں وہ پہر پہر کے شمشیر رکھتے ہیں
نرالا بالکین کو چشم بد دور ان بتوں کا ہے	پنچہ ڈاب میں اور بات میں شمشیر رکھتے ہیں
خدا کر فضل سے امید سے جنت میں جانکی	ہم اپنے بات و آرا دامن شہیر رکھتے ہیں

رحمت۔ مہاراج اصف نواز و نت راجہ رمنو بہادر صد عحاسد بہار نظام

جہان فریاد و جمنون منصب و جاگیر رکھتے ہیں	اوسی ہر کار میں ہم ہی بڑی توقیر رکھتے ہیں
---	---

پسند آیا دل تجکو تو لے حاضر ہے محبت کیا	جگر و ہات کام اسے بت بے پیر کہتے ہیں
ستانا ہر فلک تجکو جتا دیتے ہیں ہم تجکو	ہمارے مالہ و افغان بڑی تاثیر کہتے ہیں
جدھر دیکھا اور ہر صورت تیری تجکو نظر آئی	ہمیشہ اب تو آنکھوں میں تری تصویر کہتے ہیں
بتائی ڈھب خدا سے ملنے کے تجکو تو داعی	وصال یار کی بھی یہ کوئی تدبیر کہتے ہیں
کہاں جائیں کہ ہر جا میں بتا دے اسی منہم تجکو	خیال زلف کی ہم پاؤں میں زنجیر کہتے ہیں
اشارہ شاہ کا ہو تو تصدق سر کرین اپنا	بغل میں جان نثاری کیلئے شمشیر کہتے ہیں

پہنچتا فیض ہے تجکو جناب داغ سے رفعت

اوسی سے ہم سخن گوئی میں طرز میر کہتے ہیں

رحیم جناب محمد رحیم الدین خان صاحب خلیفہ جناب محمد فیاض الدین خان صاحب فیاض

رحیم

خیال ابرو کا تیرے اسے بت بے پیر کہتے ہیں	سپاہی میں ہمیشہ بات میں شمشیر کہتے ہیں
ہوئے شہرہ آفاق چرچا خوش ادا اسی کا	تہاری وید کی خواہش جوان پیر کہتے ہیں
مری ہی خاک کو تودہ بنایا کرتے ہیں اکثر	وہ جسے باتیں اپنے کان و تیر کہتے ہیں
محبت جس سے کی ہمنے ہوا وہ دشمن جانی	عجب قسمت ہماری ہے عجب تقدیر کہتے ہیں
نہ نقل سے کبھی باہر کہیں گے پاؤں ہم اپنا	ترے پاس اب سے پاؤں میں زنجیر کہتے ہیں
کل اندازوں کی ہستی میں ملاقاتیں ہمیں اکثر	خط گلزار میں اپنا خط تقدیر کہتے ہیں
بہار آئی تو دی دیو آئے تیری زلف پہچان کے	بہلا دیکھیں تو کسی پاؤں میں زنجیر کہتے ہیں

رحیم اپنا یہ نقطہ ہے عطیہ فیض صاحب کا

ہم آل تمغہ اپنے واسطے جاگیر رکھتے ہیں

رحیق

رحیق۔ جناب مرزا انور علی صاحب شاگرد جناب میکش

عجب کچھ عشق کے مجنون تری توقیر کرتے ہیں	کہ وہ زندان سے الفت خواہش زنجیر کرتے ہیں
فنا ہو جائیگا ہکو اگر کوئی ستائیگا	کہ ہم نالومین ای صیاد وہ تاثیر کرتے ہیں
مگر رکھتے ہیں وعدہ کیا تھا کس نے آنیکا	بتادو کیا ہماری آپ کچھ تحریر رکھتے ہیں
کھاٹ جائیگا میرا تو ابرو کے اشار میں	مری گردن کو وہ ناعق تہ شمشیر رکھتے ہیں
بہلا کیونکر ہو سکو خوف فردا سے قیامت کا	کہ ہم دل میں ازل سے الفت بشیر رکھتے ہیں

کیسی خاک پا کو کیا سمجھا رحیق ہم نے
سوا اسکے نہیں ہم اور کچھ اکسیر رکھتے ہیں

رضا۔ جناب محمد رضا حسین صاحب فاروقی میرٹھی محکمہ صفائی قلعہ محمد نگر گلکنٹ

ہم اپنے دل میں اوس دلداری تصویر کرتے ہیں	کہ جبکہ در پر سر کبیر جوان و پر رکھتے ہیں
گل پر اپنی عاشق کے دہ جب شمشیر رکھتے ہیں	ہنسی لب پر زبان پر نعرہ تکبیر رکھتے ہیں
گل عاشق کے کٹتے ہیں ہر اک بات پر صدمہ	زبان کی جاوہر میں مگر شمشیر رکھتے ہیں
ہو وہ فاش تا سر دمان اپنا اسی باعث	اداسی بات وہ منہ پر دم توقیر رکھتے ہیں
سخن سے اوکھ مرو زردہ زندی مردہ ہو ہیں	ابھی وہ عجب معجزات قسیر رکھتے ہیں
لگا دیتے ہیں یکساں سحر و برکات اکدم میں	ہمارے آتشیں نام عجب تاثیر رکھتے ہیں
عجب کیا ہی پری پکی جو ہونا نہ کاہر اکثر	انظرین ہونکی صورت ہم دھم سریر رکھتے ہیں

کچھ ہرگز نہ ثانی جسا نقاش ازل سے بھی	رخسارِ دل کے آئینہ میں تصویر رکھتے ہیں
--------------------------------------	--

رہبر۔ جناب رامی بہاری لعل صاحب شاگرد حضرت فیض

بلا کی توڑ یہ میرے سخن کے تیر رکھتے ہیں	بندی قرائل سے نظم کو پنچیر رکھتے ہیں
جیان وہ دام کیسوں میں آہو گیر رکھتے ہیں	نہاں آنکھوں کو ترکش میں نظر کے تیر رکھتے ہیں
کیسوں میں غم منصب کا کوئی جاگیر رکھتے ہیں	مطالب ہم تو اپنے برسرِ تقدیر رکھتے ہیں
کہیں غرت شلیخ کی بت بے پیر رکھتے ہیں	بغل میں کتہہ میں ایوں کو بے توقیر رکھتے ہیں
رز و زن کی ہوس دنیا میں سب دلگیر رکھتے ہیں	جوان ہی اک نہیں سو سو برس کے پیر رکھتے ہیں
ہے جوئی حرم کب لطفِ جوانی پیر رکھتے ہیں	کہیں آؤنے کی طاقت طار تصویر رکھتے ہیں

بغل میں لے کھڑے ہیں رفر نعلین مبارک کو	سرا آنکھوں پر جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
--	---

رحیم۔ جناب منشی محمد عبدالرحیم صاحب خاں منشی محمد امجدی صاحب ناظم محکمہ ریاست بھوپال

ازل سے جذبہ دلگی وہ ہم تاثیر رکھتے ہیں	کہ قبضہ میں ہمیشہ اک بت بے پیر رکھتے ہیں
فنا سے عالم باقی بقا سے عالم فانی	حیات جاودانی کی عجب جاگیر رکھتے ہیں
ازل سے مشرب حیرت پرستانِ عشق بازی ہے	کہ ہم آئینہ دل میں تری تصویر رکھتے ہیں
نہار باد و صحت بہارِ عالم کثرت	خیال صوفی بدست کی تاثیر رکھتے ہیں
ازل سے مادہ و فہم کو میں بدست اوصاف	سُئی عرفان سے پرہم سا غرق تیر رکھتے ہیں

ازل سے ناکہ کادل بہار موسم گل میں	عجب تاثیر رکھتے ہیں عجب تاثیر رکھتے ہیں
نہاں عاشقان عین نقاب غور سے دیکھو	حقیقت دار کی پیش نظر دیکھ کر رکھتے ہیں

رحیم اب رحمت خالق طفیل بادشاہ صاحب	
نہ کیونکر ہم یہ موسم ہی عجب تقدیر رکھتے ہیں	

زار۔ جناب محی الدین حسین صاحب تلمیذ حضرت فیض۔ زار

عداوت ہمسے اور غیور سی خوش تقریر کرتے ہیں	ملا کر نہر قاتل میں ہر شکر شیر رکھتے ہیں
کرین کیا لاکھل سکتے نہیں پسند سے زلفوں کے	گلے میں پاؤں میں ہاتھ میں ہم زنجیر رکھتے ہیں
نہیں جزدید کوی کام ارباب مراقب کو	منقش صفحہ دل پر تری تصویر رکھتے ہیں
جو ہمیں رنگ الفت رنگ ہم اونے جانینگے	کرین کیا آپ تو خوش گل تصویر کرتے ہیں
کلف بر طرف انصاف سے کہتا ہوں یہ سب سے	الک دے جاوے شعرو سخن جو میر رکھتے ہیں
اواناز و کرشمہ غمزہ سب خونریز عاشق ہیں	کہاں زیب کردہ وہاب میں شمشیر رکھتے ہیں
نظر برق غضب تہر ہے ابرو کی جنبش بھی	پے خونریز عاشق کمان و تیر رکھتے ہیں
نہیں غم محکوم نیکا خوشی سے فرج کیجے گا	مگر میں اپنی خجرات میں شمشیر رکھتے ہیں

مدینہ طیف بخف بغداد مکہ زاد شریف	
یہی پاچون علاقے راز ہم جاگیر رکھتے ہیں	

ساقی۔ جناب محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج۔ ساقی

نہیں ہم دلیں خوف خجرات میں شمشیر رکھتے ہیں	ازل سے عشق ابرو کی بے پیر رکھتے ہیں
--	-------------------------------------

نہ پوچھو تم تنائیں دل بے تاب کی جو ہیں بڑی سفاک ہیں وہ ظلم سے کب باز آتے ہیں دل عشاق کو تسخیر کر لیتے ہیں یکدم میں وہ دل ہاتھوں سے تمہارے خود چلے آؤ شہید	سرو گردن برا خنجر و شمشیر رکھتے ہیں ہمارے سامنے اغیار کی تصویر رکھتے ہیں حسینان جہان کیا حسن عالم گیر رکھتے ہیں ہمارے کہ وہاں ہی عجب تاثیر رکھتے ہیں
--	---

یہی دل چاہتا ہے بس تصدق جاسیے ساقی عجب انداز سے وہ دوش پر شمشیر رکھتے ہیں
--

سخنور۔ جناب محمد یعقوب علیہ صاحب اہلکار و قمر محمد تعمیرات سرکار عالی

سخنور

سپر سنیہ کے کیا انتظار تیر رکھتے ہیں مہین کو پہونک دیتی ہیں مثال سحر بر گشتہ تمہارا وصل کی امید ہی اعجاز کرتی ہے ہماری عشق میں کیونکر نہ بگڑی بات بن کر ہماری بخت میں لکھا نہ بخت غیر کا لکھ ہوا تو قتل کوئی رشک سے ہم کیوں نہ مرجائیں خدا کے فضل سے نظر کوئی غالی نہیں مجھ سے مسخر کرتے ہیں لے کے تیرا نام عالم کو سخنور اتان شیخ کو تو جانتا کیا ہے بظاہر سادگی ہی میں بے سفاک باطن میں	کلیج شمشیر کا ظالم ترے پتھر رکھتے ہیں تو اثر اولٹا ہمارے مالہ شمشیر رکھتے ہیں مقید ہم دل وحشی کو بے زنجیر رکھتے ہیں پہلی تدبیر کرتے ہیں بڑی تقدیر رکھتے ہیں گلہ تجھے بہت اسے خامہ تقدیر رکھتے ہیں چڑی ہستی وہ خون ہی دانگ رکھتے ہیں تجھے دل میں تری آنکھوں میں ہم تصویر رکھتے ہیں یہی ورد زبان ہم آہ تسخیر رکھتے ہیں کہیں قہر خدا ہی بات میں شمشیر رکھتے ہیں او امین تیغ کرتی ہیں نظر میں تیر رکھتے ہیں
--	--

کروں کیا مانع آہ و فغان ہر ناز کی اونکی کہیں عاشق لحاظ آسمان پر سر رکھتے ہیں

سلیم۔ جناب محمد نطف نام الدین صاحب۔

ارادہ صید کا وہ آدل دلگیر رکھتے ہیں	کمان ابرو پر خم کے نظر کا تیر رکھتے ہیں
وہ دن ہو کو نسا دل تمام کر مجھے وہ کہتے ہیں	تری نالہ ہی اسے غلام عجب تاثیر رکھتے ہیں
انہیں منظور آتا ذکر ناغیر کے گہر کو	ہمارے خانہ دل کو وہ بے تعمیر رکھتے ہیں
خدا کی یاد کسی ہے کہا نکا فیر کا مذکور	فقط تجھ ہی سے ہم عشق ایسا ہے رکھتے ہیں
گو اپنی دل لگیں کی کہتی نہیں ہیبت	یہ کیا بیچ مسمت کا یہ کیا قدر رکھتے ہیں

کینوں سے سلیم امید غرت کی زکھ ہرگز
خیال عزت کا اہل غرت و توقیر رکھتے ہیں

سلام۔ جناب خواجہ سید حسین الدین صاحب شتی عرف خواجہ میر شاگرد شمشاد لکنوی

طبیعت میں تلون کی بات بے پر رکھتے ہیں	عدو کو شاد رکھتے ہیں مجھے دلگیر رکھتے ہیں
ارادہ مند کیا سراپہ توقیر رکھتے ہیں	نصو میں جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
قضا کیونکر نہ منجھ چوے تمہارے جان نثار و نکا	گلا کو کس مسرت سے تیرے شمشیر رکھتے ہیں
عجب کیا ہے اگر مجھے زمانہ کو ہی نفرت ہو	برون ہی برس ہم میں بری تقدیر رکھتے ہیں
سنا کر تلو تو امین رہے یہ غیر ممکن ہے	مرے نالہ ہی اسے پر فلک تاثیر رکھتے ہیں
قیامت ہو تو پیر کو یہ جو گوش یار تک پہنچیں	کہ رنگ برق میرے نالہ شبگیر رکھتے ہیں
نصو سے لیا کرتی ہیں کار و مسل لے کر و	خیالی جو کچھ میں ہم تری تصویر رکھتے ہیں

	ہستی کوششیں کین ہوں لیکن وہ نہ بات کیا سلام اب انحصار کا ربر تقدیر رکھتے ہیں	
سکر۔ جناب محمد عبدالقادر صاحب شاگرد جناب مطلب مرحوم۔		سکر
جد ہون دیکھتا تشریف میرے پر رکھتے ہیں خوشامنت ہماری ہم بڑی تقدیر رکھتے ہیں ترے آہ و فغان ہر دم نئی تاثیر رکھتے ہیں دیا دل آپکو تسیر مجھے دلیگر رکھتے ہیں	انہیں آنکھوں میں ہم تو فیض کی تصویر رکھتے ہیں ہماری چشم میں اسے رد و موثر شکل مرشد کی انہیں عشق کا تیرے پڑا بیدار کہہ اوٹھا شکایت ہے تو اپنے سے کریں قبلہ کس کا	
	جناب فیض سے مطلب برآیا سکر کا مستو نقطہ بے کیف و کم ہم صورت تصویر رکھتے ہیں	
سید۔ جناب سید حمید صاحب شاگرد جناب عصر۔		سید
محبت کب کسی سے یہ بت دی پر رکھتے ہیں کہ دور آئینہ رومجہ سے تصویر رکھتے ہیں کہ دل کے آئینہ میں کس طرح تصویر رکھتے ہیں	قسم اللہ کی یہ آئینہ مطلب کے ہیں سارے ترے ہاتھوں مگر اسے جذب دل کی صفائی ہو انہیں بے عیبیہ راز جو اہل تصور ہیں	
	چہری ہی چہری آتی نہیں قافلے کے سید تا شاد دیکھنے با این ہمہ شمشیر رکھتے ہیں	
شور۔ جناب گل محمد صاحب شاگرد حضرت فیض۔ موصوۃ الکبریٰ		شور
ترے در چین مجھے تو قیر رکھتے ہیں تجھی سے الٹی طفل و جوان و بچہ رکھتے ہیں		

مقرر دل میں تیرا سب سے بے پیر کہتا ہوں	ہم اس آئینہ خانہ میں تیری تصویر رکھتے ہیں
اوسے کے فیض صحبت کیا جو ان کو انسان	سگ جان کا اپنے نام ہم قطمیر رکھتے ہیں
بنے ہوتے ہیں قیدی یار کی زلف مسلسل کے	ہم اپنے پاؤں میں چٹکارتی زنجیر رکھتے ہیں
بنا لیتے ہیں سنگ کو مزارک بات کہنے میں	ترے عشاق بھی کیا پڑا اثر تقریر رکھتے ہیں
وہ عافیت پہلے خدا سے مانگتے ہیں وہ	چہرہ کی سیرکے بوجہ دم تک سیر رکھتے ہیں
جناب فیض کی تربت کی چٹکی خاک کافی ہے	نہ دست غیب ہو سکا نہ ہم اکسیر رکھتے ہیں
نہ آنکھوں میں مروت ہو نہ کچھ دل میں رحم ہے	خدا جانے یہ کس خیر سے تھمیر رکھتے ہیں
دل و جان ہوں غش میں جناب پورے بھری	غریبوں کو ہم نقشہ میں وہ تصویر رکھتے ہیں
سما جاتے ہیں ارباب نظر کی صدا آنکھوں میں	عجب وہ پاس اپنے سر سے تھمیر رکھتے ہیں
بن آتی ہی نہیں تدبیر جب قسمت بگڑتی ہے	اگرچہ عقل و دانش صاحب تدبیر رکھتے ہیں

متداری سازی باتوں میں جو اسے مشورہ دیتی
کہاں لطف سخن ایسا نصیر و میر رکھتے ہیں

شایق

شایق - جناب غلام حسین خان صاحب شاگرد جناب عصر

پہنائے کی دلوں کو وہ نئی تدبیر رکھتے ہیں	کنڈاک ہاتھ میں اک ہاتھ میں زنجیر رکھتے ہیں
نہ کچھ تقریر رکھتے ہیں نہ کچھ تحریر رکھتے ہیں	یہ اخوان زمانہ بھی عجب تقدیر رکھتے ہیں
ہمیں تو نام سے ہی عار ہے اس درخانی میں	نہ ہم منصب ہی رکھتے ہیں نہ ہم جاگیر رکھتے ہیں
انہیں بخت رزید اوٹ میں شیشہ کو اوستا	کسی شک پری کی دل میں ہم تصویر رکھتے ہیں

نکاحوں کی بے لاد اداؤں سے کیا کشتہ	بظاہر تیرے کہتے ہیں نہ وہ شمشیر کہتے ہیں
نہیں ہے خوف روزِ حشر کا اسے دغلوں کو	کہ ہم بہت ہوس میں امنِ شبیر کہتے ہیں
نہ پر یونکی بہنِ خواہش زحور و کی مناسب ہے	نظر میں ہم تیری جادو بہری تصویر کہتے ہیں
سچے اپنے جامدین نہیں شوقِ شہادت سے	کلا اپنا خوشی سے ہم تہ شمشیر کہتے ہیں

غزلِ شائق کی سنکرات سینہ پر رکھا اوٹے	
کہا اشعار ہی تیرے عجب تاثیر رکھتے ہیں	

شوق شوق - جناب غلام محمّد صاحب عرب

چہری بھر کٹاری اور نہ وہ شمشیر کہتے ہیں	لکھا ناز کا دلِ دریس اک تیر کہتے ہیں
تھنا ہوتی ہیں اکثر اس لئے اپنی نازیں ہی	چہری ہر دم گلے پر وہ دم گبیر کہتے ہیں
پسچے دل اوس کا یہ کہی ممکن نہیں دیکھو	کہ ناسے ہی ہمارے کچھ نہ کچھ تاثیر کہتے ہیں
ہزاروں جان پاتے ہیں اک اوسکی جنبش سے	وہ اندازِ سیحانی دمِ تقدیر کہتے ہیں
ملا لینگے نہ ہم کیا روزِ محشر فردِ عصیان سے	ہم اپنے پاس ہی اپنا خطِ تقدیر کہتے ہیں
منراہ دل آج ہی کیوں انتظارِ روزِ فردا ہے	اگر ہم جرمِ کوی قابلِ تقدیر رکھتے ہیں تو
یہ طفلِ اشک ہی کیا نیک قسمتِ ہزار دیکھو	خوشی سے اسکو انکھوں میں جان دہر کہتے ہیں
بزرگِ بطنِ جانیگی ہر سچِ حیران سے	بہر و تہ بہ ہم کب نالہ شبگیر کہتے ہیں
خوشی سے پیش کر دین حشر میں کہد و شوق سے	ہمارے ہاتھ کی کوی اگر تحریر کہتے ہیں
خدا کا خون یا خلقِ درمروت اوسکے جندوں کا	نرا ایمان کی کہنا بت ہے ہر کہتے ہیں

عدو کے سر پہ حکم نادری کی ٹپ جڑ دینگے	ہم اپنی ماتحتین بازی کے آئوں میر گتھی میں
یہی مضرب ہمارا ہے یہی جاگیر رکھتے ہیں	ملی ہو حضرت آغا کے در کی شوق جا رو بی
<p>شوق جناب ابوالعلاج میر عبد الرؤف صاحب جعفری اہلکار و دفتر تعمیرات</p> <p>گل پر کیکے بسم اندوہ شمشیر رکھتے ہیں قصور معرفت کو معترف ہیں قابل عظمت شب فرقت میں دل تہا جو کوہ دوڑ کر آئے دلائی غیر کے انکار سے آہیں اشارہ ہے فدائیں جس پہ ہر دم وہ نظر آتا ہے پہلو میں نابین بندین اہل سخن کی اُف ری لسانی ہر اک سے جھک کر ملنا ہی نشان ہر فرائی ہے اشاری جان تیا ہیں ناوک افکن ناوک فرنگ کہاں سے لائیں جمعیت سو آدو و یاوسی سنا دل سنی عاشق سر خدا کر نیکو حاضر ہیں</p>	
<p>ملا ہے جہدات شوق اک مشتوق عاشق تن کریں سب رشک جہر ہم ہی وہ تقدیر گتھی میں</p>	
شکور جناب	

شوق

شکور

<p>جول میں شوق مرگان بت بے پیر کہتے ہیں ہنیر، معلوم یار کیا بہت تخییر کہتے ہیں تصور میں سینہ میں رہا کرتا ہے مرگان کا تمبران ہوں کو کقدر اللہ اکبر ہے نائل کئے ہے آؤ بسم اللہ مقتل میں ڈراتا ہے بعین کیہ انجیش، ابرو سے اسوقا رہا کرتا ہے ہر دم سامنا صف ہاے مرگان کا تری تصویر ہی کیا صانع قدرت نے ڈھالی ہے خاک ہم خاکسار کو کستاز سے ہے حاصل کیا</p>	<p>بلکے چشم میں پلو میں لوک تیر کہتے ہیں محبت انکی جو ہر دم جواں رہیر کہتے ہیں کلیجے سے لگا کر ہم تنہا سے تیر کہتے ہیں چہری گردن پر کہتے ہیں توبے بکر کہتے ہیں خوشی سے ہم گلا اپنا تہ شمشیر کہتے ہیں کہاں ہم ناتوان تاب و دم شمشیر کہتے ہیں ہمیشہ تل پر لمیس میرے تیر کہتے ہیں خوشی سے اوں کو اکھنوں پر جواں و پیر کہتے ہیں نہ ہم کچھ صاحب ثروت ہیں نے جاگیر کہتے ہیں</p>
--	---

<p>شمس جناب شمس عید الرحیم صبا الہکار محکمہ آبکاری بلدہ شاگرد مخور حسرت</p>	
<p>سین کو نکرنے سے سب کو پر تخییر کہتے ہیں نہ گنتی اونکی مرو و مین نہ زند و مین شمار اونکا کسی سے کہل نہیں سکتا ہی مضرین و لہری قسمت کوئی کیا کہہ سکے زندان عالم سے قدم باہر تری صورت سے ہر جا ہے پانی سبکی صورت پر ہم اونکے سارے شوراں پہر پہر خواب دیکھا کر</p>	<p>نہ یہ بندوق کہتے ہیں نہ یہ شمشیر کہتے ہیں تری عشاق ہی عالم عجب تقدیر کہتے ہیں ہم اپنی ناصیب پر کچھ عجب تحریر کہتے ہیں کہ اونکی حکم کی سب پاؤ مین نہ تخییر کہتے ہیں مری جان جس موقع میں تری تصویر کہتے ہیں مزہ ہی پہر اپن سے حاجت تخییر کہتے ہیں</p>
<p>ہمسی آتی ہے ہر شمس باتوں پر قیون کے</p>	

شمس

یہ گویا بات میں اپنے ہی تقدیر رکھتے ہیں

شاہق - جناب میرا میر علی صاحب -

بہلا کیونکر نہ حسن مہر وہ آنکھوں سے گر جائے
بشر تو کیا تو کو دل کسچے جاتی ہیں سینہ سے
ہر ف کیونکر نہ ہون قلب و جگر سینہ میں عاشق کے
پریشان ہو جو دل پنا تو اس کی زلف برہم ہے
تصویر میں تری ابرو کے خون اب جو تکھلی تھی
نہیں ملک سخن کی آج ہی زیر نگین اپنے
تنہا شہاد بچلی ہے کسے قاتل میں
جگر میں داغ لب پر آہ اشک خونی آنکھوں میں
تمہارا حسن روز افزوں سبب ہے نا تو انکا
کلیجے منہ کو آجاتے ہیں ایدل درو عند و فکر

کہ ہم پیش نظر ہر دم تری تصویر رکھتے ہیں
ہمارا نالہ ہاے دل عجب تاثیر رکھتے ہیں
کہ ابرو و فرو کے وہ کمان و ثیر رکھتے ہیں
ہمارا نالہ پرورد کیا تاثیر رکھتے ہیں
گلا ہم آپ اقبال تہ شمشیر رکھتے ہیں
مغز شاعر و عین کیوں نہوں جاگیر کتب میں
سنہری آج کل وہ بات میں شمشیر رکھتے ہیں
عجب لٹا تھا کاشق و لکیر رکھتے ہیں
عصا آہ باتوں میں جوان و پیر رکھتے ہیں
عجب تاثیر بنے نالہ شبگیر رکھتے ہیں

ترے روگتابی کی شنا لکھی ہے شاہق نے

جو تم قرآن رکھتے ہو تو ہم نفسیر رکھتے ہیں

شہید ارجناب سید یعقوب صاحب سحرار موصولہ از مقام راجپور

محبت عاشقوں سے کب بت بے پیر کتب میں
چل جائیگے جنت میں وہ سید حضرت زاہد
اگر کہتے ہیں تو ان کے تو قیر کہتے ہیں
جو باطن میں آکا حضرت شہید رکھتے ہیں

شاہق

اگر وہ پناہ میں شمشیر رکھتے ہیں
وہی ایک انا عاشق و لکیر رکھتے ہیں

وہ ابرو کو دکھا کر بھیجے محفل میں یہ فرمائے	تمہارے قتل کرنے کو یہ ہم شمشیر رکھتے ہیں
گر سیاں چاکیرادیکھ کر وہ رشک گل بولا	ہمارے حضرت شیدا عجب تقدیر کرتے ہیں
شرف جناب حاجی سید روشن علی صاحب شطاری شاگرد جناب عصر	
تصویریں رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہیں	خدا ہی سے خودی کو دور ہم پا پیر رکھتے ہیں
اگر افعال پچھو قابلِ تقدیر رکھتے ہیں	بھلاؤ کلامِ کری کے ہیں کیا معنی
بغل میں اپنے ہم محبوب کی تصویر رکھتے ہیں	ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں نگ قدرت بچوں
بجای گل چاری قبر پر گلگیر رکھتے ہیں	بڑھاتی ہیں چراغِ امید کا وہ بعدِ مردن بھی
جناب عصر علامہ سے حاصل سند مہری	
شرف ملک سخن کی آج ہم جاگیر رکھتے ہیں	
شرف جناب محمد شریف صاحب شاگرد جناب عصر	
بغل میں جو جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	وہی ملک سخن کی آج کل جاگیر رکھتے ہیں
ہمارے سامنے اختیار کیا تو قیر رکھتے ہیں	اگر خطِ آملیٰ نہ کی کہائیں یہ بغیرتی پیشہ
لحاظِ فاطمہ والا کو دامن گیر رکھتے ہیں	گیران چاک جامہ سے کہیں باہر نہیں ہوتے
بجائے سرمہ ہم خاکِ درِ شمشیر رکھتے ہیں	صیبا و چشمِ دل کے واسطے نسخہِ مجرب ہے
بہم اسپین کچھ تو سازیم اور زیر رکھتے ہیں	وہ کانا پوسی کرتا ہی یہ تھا یوں پڑا تا ہے
لٹائیں کیوں نہ گھر بیٹے سخن کی رات دن دیت	

شرف

شرف

اشترک ان روزوں ہم ملک سخن جاگر کہتے ہیں

صمیم - جناب مرزا اہم اندیک صاحب

کہیں اپنی کیا کیا بہت بے پیر کہتے ہیں	تقتل عاشقان سخن سنان و شیر کہتے ہیں
چس آیند خسار کا انگہوں میں پر تو ہے	اوسیکے دل میں ہم آہوں پہ تصویر کہتے ہیں

نہ پروا صمیم اپنے کو فراموش کیا ہے

عبایت حال پر اپنے شیر کہتے ہیں

طاہر - جناب میرزا خندہ علی صاحب قاضی مقرر مجلس مالگزاری سرکار عالی

زیادہ چشمہ خورشید سے تو پیر کہتے ہیں	ہم اپنی آنکھ میں محبوب کی تصویر کہتے ہیں
دیا ہو حکو فاقہ سے لاس عقل وہ ہر دم	برای خاک قسمت سوزن تدبیر کہتے ہیں
سید پوشی گر یہ آنکھ کی دیتی شہاد ہے	کہ اپنی گہر میں مردم نام شبیر کہتے ہیں
ہی کیونکہ خفتہ بخت اینا عہد طفلی سے	کہ ہم ہو ملے کے بدلے گردش تقدیر کہتے ہیں

کبھی بھولے سے ہی طاہر نہ سیفی یاد کروانا

لکناکس گردن استاد پر شیر کہتے ہیں

عصر - جناب میر احمد علی صاحب تلمیذ حضرت فیض

کہیں کی عشق ابرو مجھ سے پیر کہتے ہیں	جو سو سو گلہ اب تو تیر شمشیر کہتے ہیں
وہ آج تو میں جہم کش تیر ابرو کر ہو نہیں	بجای مہرہ و گل قبر پر شیر کہتے ہیں
سناسی ہو گا برگ منبر تو تیر حقیروں کا	ہی اک نذر ہی لے لو دل و لکیر کہتے ہیں

<p>نہ چشم کم سے دیکھو منہ ہم خاکساروں کو فنا کو بعد ہی سایہ میں تلواروں کو چھین سر پہان قرہ اف کو صفا آہو تے ہیں جسم نہ کیونکہ جان بلب ہوں شہت ویدار پیاست ہمیشہ لکڑی آئینہ میں شکل اپنی مشکل ہے چم میں ہیں سریر فقر پر از او یا موسیٰ تم بلکہ سیما ہی ریز دم در کش کا موقع ہے وہاں زمین و آسمان آہوں کو گر ڈالا یہ جبر و قدر کا ہر مسئلہ حل کس طرح ہو بہت بزرگ بزم آئینہ رویان نظر آئے</p>	<p>وہی فرشتہ سے پیش آئے ہیں جو توفیر کرتے ہیں شہید خیر ابرو ہی کیا تقدیر رکھتے ہیں کہا نا راجہو اچھے ترکشونین تیر رکھتے ہیں تمہاری بھی باتیں زہری تاثیر رکھتے ہیں خدا کی رات دن پیش نظر تصویر رکھتے ہیں خزانہ میں بھی ہمارے گلشن کشمیر رکھتے ہیں نہیں حال اپنا قابل تطہیر رکھتے ہیں ارادہ اب کہا نا اسبگیر رکھتے ہیں نہ ہم تقریر رکھتے ہیں نہ ہم تحریر رکھتے ہیں وہم ہم ہی مثال طوطے تصویر رکھتے ہیں</p>
--	---

اٹا دین روی کے گالوں سا سا تون آسمانوں کو

ہمارے گالوں عصر وہ تاثیر رکھتے ہیں

ولہ

<p>پرستش ہے بتوں کے کام ہم یا پیر کرتے ہیں چراغ امید کو گل کر رہے ہیں یا تون باتوں میں عدم میں تو عدم میں آئے ہر آخر عدم ہو گئی کہا اس حکمتی نے منطق حکمت کو سن سن کر</p>	<p>خدا کی رات دن پیش نظر تصویر رکھتے ہیں زبان گویا دہن میں شمع رو گلگیر رکھتے ہیں زبانی یاد ہم اس خواب کی تعبیر رکھتے ہیں خیالی بے سرو پا آپ ہی تقریر رکھتے ہیں</p>
--	--

<p>الترک فلک ہو کاٹ پر مطلق بغین کچھ غم کہا ایسا کوئی خاک نہ پہر نقاش قدرت نے نہ سر کیا کبھی چوکھٹ سے سر ہم پائالون کا نہیں جملہ سے وہ واقف ہوئے خود محبت کو جو تھا موجود مافی الذین آیا فعل میں آخر رہا کرتے ہیں میری غیری شب برابر یا اکثر عجب کیا ہو اگر یہ محبت جوش پر آوے فنا سب خود دشمن دنیا کی دلسے کر کے بیچو میں یہ آئینہ ہی سب پر رونا رہو نہیں سکتا</p>	<p>خیال بر وجہ ان کی ہم ہمیشہ رہتے ہیں سر یا آپ ہی ہا کہ عالم تصویر رکھتے ہیں مثل یہ یاد اگر در کیں رسم گیر رکھتے ہیں ہمیشہ ہم سے بحث معرفت فکر رکھتے ہیں کلام ان کی ہم پیش نظر تقریر رکھتے ہیں درد دولت پہ وہ اپنے کمان فوجیر رکھتے ہیں بلا کی نالہ دل آج کل تاثیر رکھتے ہیں طلب کس خبر کی ہم تجھے جیخ پر رکھتے ہیں ترے رخ سے کہیں شمس قمر تویر رکھتے ہیں</p>
---	--

<p>جناب فیض کے ہیں دیکھو والوں میں ہم اے محضر اندھا دہ میز را کا ہونہ طرز میر رکھتے ہیں</p>	
--	--

عین

<p>سچ جن صاحب عزیز الدین صاحبناظم عطیات صلح اطراف بلذہ فرزند جن صاحبنا کہ جنش میں فلک کیا عرش کی زنجیر رکھتے ہیں ہمیشہ چشم تر سب علقہ زنجیر رکھتے ہیں محبت اسلئے ہم تجھے اسے زنجیر رکھتے ہیں کو میں تم تو ہم ہی پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں پراں گہر میں میری کس لئے تصویر رکھتے ہیں</p>	<p>ہمارے دیکھے نسل ہی عجب تاثیر رکھتے ہیں میں ایسا غمزدہ قیدی ہوں دیکھو کیا تم میں رہی ہو مدتوں ہی عالم وحشت میں ہم محبت محبت میں ہمارا اور تمہارا حال کیا ہے سنا اپنا آئینہ میں دیکھ کر کہتے ہیں شوخی سے</p>
--	---

<p>نہیں تو مردک ہل نظریہ ٹکود ہو کا ہے تصویریں کسی شکلیہ کی ہم جو دستے ہیں بطاہر دور میں کو سون لگا اپنے دل میں ہماری جان کے دشمن ہیں غریب ہی اور ہیں وہ یوں بن ٹھن کے بہر استخوان آتے ہیں تلخ مہار کی گالیان بھی لطف دیتی ہیں خدا شاہد انہیں رستہ سیلانیار لکت نے یہ سمجھے ہم بہار آؤ گی گلہ بین کے چھری گردن چلتی ہے صبا کیا احتیاج اسکی بھاؤ سے شمع مرقہ کو میں منہ کو خوب تکتا ہوں وہ منہ دیتے ہیں نہ کر گیا ہر دل تو جانے دو یہی ہوا عنایت ہے</p>	<p>ہم آنکھوں میں کسی محبوب کی تصویر رکھتے ہیں تو ہر اک قطرہ میں آنسو کے اک تصویر کہتی ہیں نصو کے بدولت آپکی تصویر رکھتے ہیں وہ اپنی ہاتھ میں خنجر تویشہ شمشیر رکھتے ہیں کہ میں بھیجی ہر بات میں شمشیر رکھتے ہیں نوائے نہر کے ہی قند کی تاثیر رکھتے ہیں اثر اولیٰ ہمارے نالہ شبگیر رکھتے ہیں یہ مرغان ہیں ہی کیا بری تقدیر رکھتے ہیں ہمارا دل مہتاب کی تنویر رکھتے ہیں چہری جب علق پر میرے دم تکبیر رکھتے ہیں کہ پہلو میں عوض دل کے کیا تیر رکھتے ہیں</p>
--	--

عزیز اجی غزل ہے اشک کی جگہ یہ مہر ہے

یہ نالے صوبہ اسرافیل کی تاثیر رکھتے ہیں

عزیز جناب مرزا عزیز بیگ صاحب سجادہ تکیہ مغل فقیر شاگرد و عصر

عزیز

<p>تھکا ہم عہد طفلی سے نہیں تو تیر رکھتے ہیں بھرا ہے چشم میں جاہ و نگاہ غصہ جتوں ہی ہر وقت میرے دلمیں آتا ہے کہ جاو جوں</p>	<p>تدی الفت ہم دل میں جوان دہیر رکھتے ہیں ترے شہر سخن ہی سحر کی تاثیر رکھتے ہیں کہ تو عاشقوں کو آپ کیوں دلیگر رکھتے ہیں</p>
---	---

عزیز سرخ و کپہ رویا ہی کا نہیں ہے غم کہ ہم دست طلب میں دامن شبیر رکھتے ہیں	
عزیز۔ جناب مولوی اسد عزیز الدین صاحب ندوہ مولوی فتح محمد صاحب	عزیز
نہ دولت ہی نہ منصب ہی نہ ہم جاگیر رکھتے ہیں نہ دنیا کو فخر ہے نہ عقبا کے طرف مایل خدائی ہو گئی ساری جاری جان کی دشمن فیوضات جناب عصر صاحب کے بدولت ہم	گدائی در کی تیرے اسے شاہ جمیر رکھتے ہیں فقط دلمین محبت آگے یا پسید رکھتے ہیں محبت جیسے تیری اسے بتا دی ہر رکھتے ہیں مضامین نزل میں جو ہر شبیر رکھتے ہیں
عزت۔ جناب فقیر محمد الدین صاحب شاگرد جناب عصر	عزت
خدا راضی رسول او کا ہمیشہ اوسو راضی ہے تمہاری لطف کو سودا یوں کا ہی بی با نا سلاطین بچان کہلائی گئے وہ لوگ کل کے دن	جو اپنے دل میں حبشہ و شبیر رکھتے ہیں گلے میں طوق اکثر باؤ میں زنجیر رکھتے ہیں فیقروں کی پیار پر جو کوی توقیر رکھتے ہیں
دو روزہ زندگی اپنی بے عزت سے ہو جائے غلامی آگے ہم یا جناب پسیر رکھتے ہیں	
عجیب۔ جناب میر غنفر علی صاحب اہلکار پکھری صدر عدالت ورگل	عجیب
بہر وقت جو دلمین خواہش تقرر رکھتے ہیں جو سودا ہم زلف بت بے ہر رکھتے ہیں کہیں تو اس تم ایجاد کا دل آئی جایگا	توے دشنام سے کب ماروہ دلیہ رکھتے ہیں وہ دیو آہن شوق خانہ زنجیر رکھتے ہیں زبان پر ہم ہی آفرآہ پر تاثر رکھتے ہیں

ہزاروں دل مسخ ہو گئے دیکھا ہر اداس نے	پرواپنی آنکھوں میں عجب تسخیر کئے ہیں
عجب اب جو زبان کا لکھ کیوں کر کرین منہ سے	اب انکم بزرگ غیب تصویر رکھتے ہیں
<p>عشق جناب محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار و فتر معتمدی صرف فاص</p> <p>عجب حسرت تھارے عاشق دلیور کئے ہیں کیسلی ہم ہی اپنے پاس اک تصویر رکھتے ہیں اواسے دوش پر اپنی جو وہ ٹھہیر رکھتے ہیں تان نازنین کب خجڑ و شمشیر رکھتے ہیں بھو یہ کتھی میں اپنے پاس اک سیر رکھتے ہیں یہ مانا ہم نے ہم بھولی ہوئی تقدیر رکھتے ہیں ترے چلتے ہوئے فقرے عجب تاثیر رکھتے ہیں اکہ اوکھ پاؤں ہر حلقہ زنجیر رکھتے ہیں</p>	
بہلا اتنا ہوا ہے عشق وہ دل تمام کر آئین	ترے ناواقعات میں غضب تاثیر رکھتے ہیں
<p>فاضل جناب مولوی قطب الدین محمود علی صاحب ابوالعلمائی -</p>	
مبت تیری زلفوں میں بت بے پیر رکھتے ہیں	جنون عشق کی ہم پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں
زبان ہی بند ہو جاتی ہے اوکھ سامنے اپنی	اگرچہ ہم بہت کچھ عوی تفریر رکھتے ہیں

عشق

فائل

ذرا دیکھو تو یہ داغ محبت سے گلستان ہے	مہار ساسے ہم دل کو اپنے چیر رکھتے ہیں
پلٹ جائیں محبت سے بہلا کیسے تری ایجاں	جبین پر ہم غلامی کی تری خمیر رکھتے ہیں
بہلا کیسے نہوین زار زار و ناتوان کیسے	نغم الفت کیسے دل میں ہم جاگیر رکھتے ہیں

بجائے نامہ اعمال روزِ عشر اسے فاضل
بغل میں ہم خبابِ نسیض کی تصویر رکھتے ہیں

فایق۔ جناب سید محمد عثمان صاحب قادری ابن جناب خلیق صاحب

یہ دل مہ دل ہے ہمین الفت شیر رکھتے ہیں	یہ وہ انگہیں ہیں جہین غوث کی تصویر رکھتے ہیں
مری جان مکو تو غیر وں گاب خط دکتا ہے	یہاں ہم جان بلب میں نامہ شبگیر رکھتے ہیں
گلوے دھت کے آتی ہیں استقبال کو اٹھ کر	ترے دیوانے ہی کیا غوث و توقیر رکھتے ہیں
یہ کیا الفت ہے دل میرا بجاتا ہے سرور سا	وہ اپنی انگہیں سرور کی جو تحریر رکھتے ہیں
ہزار ہاں بندہ بیدام و باتون میں سچے ہیں	میرجاں کس ہلاکی آپ ہی تقریر رکھتے ہیں
کلی سب غرقِ وقت میں نہ وہ آئے نہ موت آئی	غیر و ہم ہی کیا بھوٹی ہوئی تقدیر رکھتے ہیں
حساب مجھے نہ لے عشر میں تو فغا و غنا	خداوند اکہیں کس منہ سے جو تفصیر رکھتے ہیں
خلایق شوق سے قدون کو اوکی چوم لیتی ہے	چوسینہ میں رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہیں

سو عشق جناب سرور کو میں اسے فایق
نہیں ہم پاس اپنے مضب و جاگیر رکھتے ہیں

نفس۔ جناب سید فخر الدین صاحب شاگر و جناب خلیق

عجب لوگ اپنی اپنی مختلف تفسیر رکھتے ہیں نہ ز اور راہ کی ہے فکر کیا خواب غفلت ہے زمانہ منہ کو بے پردگی کا حکم دیتے ہیں ہو واجب امہات المؤمنین کو حکم پردہ کا	دیں کس سے نہ خوف حد و نہ تفسیر رکھتے ہیں سفر پیش اپنے ہر جوان و پیر کہتے ہیں نہ پردہ کلام اللہ نے تفسیر کہتے ہیں طہارت میں ہم او کی آیہ تطہیر کہتے ہیں
تو پھر فخر اس زمانہ کے ہیں جیسے مرد اور عورت سمجھ لیں عقل پاس اپنے جوان و پیر کہتے ہیں	
فقیر - جناب لطیف علی شاہ صاحب -	
کہیں اہل سخن کیا تھے خوش تقدیر کہتے ہیں رہا کرتے ہیں دن بھر مصحف رخ کی تلاوت میں زمین کو بلا مسکن اگر ہو تو عجب کیا ہے نہ کیوں ایمان نامین مصطفیٰ کی آل اطہر پر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کہتے ہیں سنو و شمس کی سببیں نظر تفسیر کہتے ہیں ازل سے سر میں عشق حضرت شبیر کہتے ہیں سند قرآن کی ہم آیہ تطہیر کہتے ہیں
فنا - جناب	
سواری میں ہمیشہ ساتھ ہم رہتے ہیں قاتل کے دل و جان و جگر اپنا ہم اونہ کر چکے قربان	وہ اپنے ساتھ محو صورت بنجیر کہتے ہیں فقط اک تن میں باقی آہ سے تاثیر کہتے ہیں
فاخر - جناب سید علی صاحب	
دل مضطرب میں ہم یاد بت سے پیر کہتے ہیں عجب کچھ نالہ ششگیر بھی تاثیر کہتے ہیں	بغل میں ہلکتا اس سوخ کی تصویر کہتے ہیں کہ ہر غیر میں شب بھرا نصین دلیہ کہتے ہیں

فقیر

فنا

فاخر

نہ آیا ہو لے بشکے ہی اور وہ خبر و اکدن	کلہ تجھے ہی اسے خوبی تقدیر رکھتے ہیں
شب فرقت میں سو جائیں نہ کیوں پاؤں پہلا	تصور سے مقابل آپکی تصویر رکھتے ہیں

پریر و یونکی جگہ میں کئی عمرانی اسے فاخر
بہت اچھی خدا کے فضل سے تقدیر رکھتے ہیں

قاضی - جناب محمد احمد علی صاحب صدیقی شاگرد حضرت فیض

قدم محکم دم دم نظر کسیر رکھتے ہیں	زبان میں ہم زبان فیض کی تاثیر رکھتے ہیں
خطر کا مرتبہ ایسا کی تقدیر رکھتے ہیں	اگر ہم پیر رکھتے ہیں تو ایسا پیر رکھتے ہیں
تباہی باہمی تقدیر اور تدبیر رکھتے ہیں	جو دی تقدیر میں تدبیر میں تقدیر رکھتے ہیں
یہ تل ہے دم دم ہے یا تصور ہی مصور کا	نظر میں ہم بہ صورت کو ہی تصویر رکھتے ہیں
دل آزاد پر اپنے نہ قبضہ ہو سکے اپنا	پہر اس منہ پر فرہ ہے دعو تسخیر رکھتے ہیں
ہمیں ہی مجنوسی کی صفت عقد سانی سے	مگر دل میں نہان گنجینہ تقدیر رکھتے ہیں
تم اپنے گاری ہو کچھ خبر ہے سید ہائیں کی	زرا سمجھو تو کیا پیغام ہم اور زیر رکھتے ہیں
مہار حسن کی شہرت ہمارے عشق کا چرا	زمانہ میں یہ دیکھو شور عالم گیر رکھتے ہیں
طریقہ کیا بتائیں چل رہے ہیں ناگ کا رستہ	اگر تم پیر سے پوجو بتا رہے پیر رکھتے ہیں
نہاری تیغ ابرو کو بھلا کیا جا نہیں ملتی	اگر راضی ہو تم اپنا کلیہ حیر رکھتے ہیں

دن اپنے میں بڑا پے کے جوان ہر دخت زرقانی

جوانان جہان کب احترام پیر رکھتے ہیں

قیس

قیس - جناب خواجہ بدیع اللہ صاحب صیغہ دار و قریح نواب سہ اسماء نجاہ مغفور

تصور آچکا ہر حال میں یا پیر رکھتے ہیں	خیالی رات دن پیش نظر تصویر رکھتے ہیں
مزاج میزبای پر ہون کے رات دن غش ہوں	غزل کے سب مرے اشعار شان میر رکھتے ہیں
دوبال بزدگانی ہو گئی حلقہ بگوشوں کو	وہ میرے پہانے کوزلف کی زنجیر رکھتے ہیں
کہا قاتل نے وقت زحج جرات دیکھ کر میری	خوشی سے ہی گلا کوئی تہ شمیر رکھتے ہیں
لبوں پر آہ آنسو آنکھ میں اور درد سینہ میں	سوا اسکے کہو کیا عاشق دلیگر رکھتے ہیں

میر وصال اوس لیلی کش کا قیس کو نکر ہو

نہ ہم تدبیر رکھتے ہیں نہ ہم تقدیر رکھتے ہیں

قیام

قیام - جناب حاجی خواجہ قیام الدین صاحب میٹھی سیامہ پوڑھی صاحبزادہ بلند اقبال

جو ذی تقدیر میں وہ دولت تدبیر رکھتے ہیں	خیال آغا میں انجام کا یا پسیر رکھتے ہیں
شکار اٹھا ہو کیونکر ہمارا یہ دل وحشی	کمان برو کی رکھتے ہیں تڑکے تیر رکھتے ہیں
تہ وبال زمانہ آجکل ہے اونکے ہاتھوں سے	ہمارے نالہ ہمارے دل عجب تاثیر رکھتے ہیں
ابھی خیر ہو وہ آ رہے ہیں اونچی ہنس کر	کر میں اپنے خنجر تاخت میں شمیر رکھتے ہیں
قسم حیدر و صفدر کی میدان قیامت میں	ہیں گے سرخ رو وہ جو غم مشیر رکھتے ہیں
بنادیتے ہیں وہ اپنا سا جکو دیکھ لیتے ہیں	نظر میں عاشق جانا زہی کسیر رکھتے ہیں
خدا کی وہ خدای سے نہیں کہتے کبھی مطلب	نظر میں اپنے جو محبوب کی تصویر رکھتے ہیں

قیام اب خوف کیا ہے زح و قبر و حشر کا ہمسو

حیات کے لئے ظل جناب پیر رکھتے ہیں

کامل

کامل - جناب سید نواب علی صاحب لکھنوی

<p>اگر تیرے دل اپنے بت بے پیر رکھتے ہیں وہ نکرانے سے جب دوش پر شمشیر رکھتے ہیں فلک ہر شان و رفیت میں مزار فیض صاحب ہی تمہذ فیض حبیب ہے فن شر میں جنگو مذاذ صاحب فقر کو وہ فخر بخشا ہے کیا کرتے ہیں اپنے نفس کو کشتہ جو ستغنی ہر خدمت جان نثاری اور درجہ مانا نہ مسکن ہے پہنسا کرتی ہیں یہ بین زلف چپان میں دل عاشق کسی کروٹ انہیں ہی چین سے سو نہیں دیتے بگڑتی ہے صدابن بٹے وصل یار کی صوت نظر پر مل اسی جانب خریدار و نکلی پڑتی ہے</p>	<p>ہلا دین کو ہم نالو نہیں وہ تاثیر رکھتے ہیں تو سر قد مون پر جبکہ کو عاشق و لگیر رکھتے ہیں چراغ عرس نجم کی طرح تنویر رکھتے ہیں وہ شاعر مبسل شیراز کی تقریر رکھتے ہیں قدم پراونکے سر شامان ذی قیصر رکھتے ہیں وہ کب مثل ہو میں خواہش کسیر رکھتے ہیں وہ منصب ہمارا اور یہ جاگیر رکھتے ہیں کہ جیسے صید افکن دام میں نخیر رکھتے ہیں اثر ایسا ہمارے نالہ شبگیر رکھتے ہیں پر تدبیر جلتے ہیں وہ ہم تقدیر رکھتے ہیں مقابل اپنے جب یوسف کی وہ تقدیر رکھتے ہیں</p>
---	--

ولہ

<p>زبان ہر چند تھیں ہم پے تقریر رکھتی ہیں یہ ممکن ہے کہ ماضی کا زمانہ حال ہو جاوے نظر اک شب جو آیا ہر وصال یار کا سامان</p>	<p>انگل ب بندہ دم صورت تصویر رکھتے ہیں جوانی کی ہوس کیوں دلیں اپنے پیر رکھتی ہیں ہمیشہ دلیں ہم ادھر خواب کی تعبیر رکھتے ہیں</p>
---	---

<p>ہمیشہ قتل عاشق پر وہ یوں رہتے ہیں آمادہ رقیب کیسویہ پہلوئیں یوں اوس شعلہ رو کے ہے عدم کا اشتیاق ایسا ہی تھکودار فانی میں یقین گفتار میں تلوار کے چلنے کا ہوتا ہے سمجھ کر صورت سیما پہلے تو مجھے مارا خط اقرار و وصل اور کا جو قاصد لا کے دیتا ہے ازل سے عشق ہی جنگوں میں ابرو سے قاتل کا</p>	<p>کہ باہر چارواں نخل میان سے شمشیر رکھتے ہیں کہ جیسے پاس شمع بزم کے گلگیر رکھتے ہیں سفر میں شوق منزل جملہ رکھ کر رکھتے ہیں وہ تیز اپنی زبان ایسی دم تقیر رکھتے ہیں سمجھ کر اب وہ میری خاک کو اکسیر رکھتے ہیں تو جو سہیلو ہم آنکھوں پر وہ تصویر رکھتے ہیں وہی اپنا گلزار پر دم شمشیر رکھتے ہیں</p>
---	--

کریں یہ پیرخان سے پہرہ میخانہ میں کیوں بیعت
 جو کامل مرشد روح الامین سا پیر رکھتے ہیں

<p>عجب اپنی ہم سے جان جہان تقدیر رکھتے ہیں رہیں پابند کیونکر ہم کسی قید تعلق میں بغیر از قم کے صد نامرہ صد سالہ زندہ ہوں بوقت ذبح ارمان دید قاتل کے نکلتے ہیں کہہ ہی آیا نہیں دل میں تصور یا سوا شد کا نہ کیوں ہم حور شک قارون کو ہادی جاہ و دو بنایا ہی توں کو صانع قدرت نے ہاتھوں سے</p>	<p>کہ کام اپنے خلاف مدعا تاثیر رکھتے ہیں کہیں وحشی ہی بیرون میں بہلا کر بکھر گئے ہیں لب جان بخش عیسیٰ سے سوا تاثیر رکھتے ہیں گلے پر دست نازک سے جو وہ شمشیر رکھتے ہیں موقع میں ہم اپنی ایک ہی تصویر رکھتے ہیں کہ خاک آستان فیض کی اکسیر رکھتے ہیں سراپا نور کی نام خدا تصویر رکھتے ہیں</p>
--	--

کاتب

کہلے لالہ کیونکر میری مرقد پر بس مروں	کہ دلمین داغ عشق حضرت نصیر رکھتے ہیں
یہاں بلوس عیرانی ہے زیب جسم و حشمت ہیں	نہیں کچھ غم جو کاشٹے دست انگیر رکھتے ہیں
نظارہ اونکی آنکھوں میں کہیں ترکش نہیں کاتب	
خدا جانے کہاں ظالم ہزاروں تیر رکھتے ہیں	
کوثر۔ جناب مرزا محمد اسد اللہ صاحب میٹھی صد کچہری تعلقہ دارمی ضلع اطراف بلدہ کوثر	
ہم اپنے دلمین دلبر کی نہان تصویر رکھتے ہیں	ہمیشہ وصل حاصل ہے عجب تقدیر رکھتے ہیں
کیا ہی فقر کی دولت نے مستغنی دو عالم سے	یہی منصب ملا سکھو یہی جاگیر رکھتے ہیں
جو جان بازاران الفت ہیں اشارہ پر وہ ابرو کے	تسلیم کو اپنے تہ شمشیر رکھتے ہیں
پیر و قتل کیونکر کرتے ہیں عشاق کو دم میں	نہ خیر رکھتے ہیں ظالم نہ تیغ و تیر رکھتے ہیں
زر خالص بنا دیتے ہیں یکدم میں دو عالم کو	گناہ فیض میں اپنے وہ یہ تاثیر رکھتے ہیں
عطا کرتے ہیں دم میں نعمت کو نین طالب کو	
جہان تک وصف ہیں کوثر وہ تیرے پیر رکھتے ہیں	
گوہر۔ جناب مرزا گوہر بیگ صاحب شاگرد ضیاء دہلوی	
تری باتوں کو سن سب رتہ شمشیر رکھتے ہیں	ترے چلتے ہوئے فقر عجب تاثیر رکھتے ہیں
تم سہتے ہیں اونکے جب یہی وہ اپنی نہیں ہوتے	ہم اونکو رکھتے ہیں خوش وہ ہمیں لگیر رکھتے ہیں
تمہارے محو الفت خیر میں کچھ نہیں سکتے	دہن کہتے ہیں لیکن موت تصویر رکھتے ہیں
پس پیش اونکو میرے قتل میں کیا جانے کیا ہے	کبھی شمشیر اٹھاتے ہیں کبھی شمشیر رکھتے ہیں

گوہر

ملین کیونکر گہراوس سے وہاں کیونکر رہائی ہو
نہ ہم تقدیر رکھتے ہیں نہ ہم تدبیر رکھتے ہیں

مزاج

مزاج جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض

<p>تیرے خیالات بان جن عالمگیر رکھتے ہیں خدا کی شان ہے یہ بت عجب تسخیر رکھتے ہیں حمایت کرتے ہیں اہل صفا ارباب عورت کے عدو و مرغ جان ہر خال خط گیسو عدوے دل نہو جو شکر کیلئے پاس وہ کیونکر کسی کو دے خیال ابرو سے قاتل میں اپنی عمر کشتی ہے اگر ناز بہت وضعی ہو تو وضع اس سے کیا حاصل دکھا کر زلف مجھ دیوائے کو وہ شیخ کہتا ہے بہلا دل نے کیا کیا کیوں سے ناقص ستاتے ہو شہید ابرو و مژگان و خط و رخ کے مدفن پر اسیرین اثر ہے عشق زلف و چشم جادو کا پڑ نیاز و ناز و حسن و عشق کا جلوہ سرا پا ہے شب تار جہاں ہی نہیں تار یک بیان ہوتی شبہات پر نہوں فغ و ضرر کا شعبہ وانا کو</p>	<p>ضیا خورشید کی اور بدر کی تو میر رکھتے ہیں محبت انکی ہر طفل جوان پیر رکھتے ہیں بہن شہت آئینہ کے صفحہ تصویر رکھتے ہیں کہ دام و دانہ وہ رکھتے ہیں یہ زنجیر رکھتے ہیں وہی تو قیر رکھتے ہیں جو کچھ تو قیر رکھتے ہیں کہ سینہ میں بجا دم دم شمشیر رکھتے ہیں کہ بار و دوش ہر وہ جو کمان بے تیر رکھتے ہیں کہ کوس کیلئے ہم پاس یہ زنجیر رکھتے ہیں اگر بالفرض رکھتے ہیں تو ہم تقصیر رکھتے ہیں گل وریحان چڑھاتے ہیں کمان تیر رکھتے ہیں اداسے چشم آہو حلقہ زنجیر رکھتے ہیں کہم اور کیلئے پاد نہی ہم سر پہ وہ شمشیر رکھتے ہیں تصویر میں ہم اونکی چاندی تصویر رکھتے ہیں ہم تجھ نہیں خطی گر چہ شیر و سیر رکھتے ہیں</p>
--	---

مزاج اپنے وقت نشی ل میں خود مصرع می طرحی ہے بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	
معزز جناب غلام محی الدین صاحب ملازم مجلس انتظام کوٹہ جات سرکاری عالی بتو دیکھو تمہارے آگے ہم دل چیر کھتے ہیں ابھی کیا کر میں تم کس طرح ہوگا وصال اوسکا زمانہ ہے ترا عاشق خدای تیری ٹال ہے فرشتے کیوں ڈرتے ہر لمحہ میں آگے تم مجھ کو	معزز کہ داغوں سے بہار خطہ کشمیر رکھتے ہیں نہ ہم تدبیر رکھتے ہیں نہ ہم تقدیر رکھتے ہیں ہوں تیری اطاعت کی جوان و پیر رکھتے ہیں بغل میں ہم رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہیں
معزز جنکو جا رو بی میسر ہے مدینہ کی نوا وہ دنیا میں بڑا منصب بڑی جاگیر رکھتے ہیں	
مہر جناب محمد وزیر الدین صاحب جمہدار	مہر
گلے میں طوق آہن پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں نفس سے جھوٹ کر دام اجل میں پس گئے جا کر نیم صبح کا ہی سننے ٹھنڈی سانس بہر نہیں محبت میں ہم غیہ خاک چھنواتے ہیں گلیوں کی خدا نے حسن یوسف سے زیادہ جن بخچا ہے نگاہ شوق سے بس نکوڑ پاتے ہیں یہ ظالم یہ دیوانوں کے طوق آہنی کا ہر اثر شاید	ترے وحشی ہی کیا وحشت کو دانگیر رکھتے ہیں اسیرانِ قفس کہا بڑی تقدیر رکھتے ہیں اثر اپنا حرکت نالہ شیکر رکھتے ہیں پریر و عاشقوں کو اپنے یہ تو قہر رکھتے ہیں غزیراوس ماہ کو طفل و جوان و پیر رکھتے ہیں کمان رکھتے نہیں ہیں پاس لیکن تیر رکھتے ہیں گلی میں سب بنیان جہاں زنجیر رکھتے ہیں

مری بیابان کو دیکھ کر وہ منہس کے کہتے ہیں	ہم اپنے چاہنے والوں کو یوں دیکھ کر کہتے ہیں
جھاو رنگ اپنا مہر تم اب بھی تم جاسے	کہ اب ہر قافیہ میں ہم نئی تصویر رکھتے ہیں
<p>و غور عشق سے وحشت گریبان گیر کہتے ہیں تمہاری شکل جان پرور سے ولین تو بہتر ہے مسلمان تجھے دنیا میں ہیں مجھ میں جگہ ہیں طبیعت جس کی کو چاہی نقش لہو وہ چہرہ گمان ہر ایک کو یہ ہے کیسا ہو بخاسے تو انہیں کہ جب ہر بصیرت امتیاز حسن صورت میں اگر میں پوچھتا ہوں اس سے حیرت کس کو کہتے ہیں کوئی کہدی ہے نگارہ لیکن میری نگہیں ہیں پہچانتی ہیں نہ پرتے ہیں سنتی ہیں نہ کہتے ہیں مصوے ادب میں بے ادب اعزاز کیا جانے</p>	<p>مگوینہ سے لپٹا سے تری تصویر رکھتے ہیں صفائیتی ہے آئینہ میں جو تصویر رکھتے ہیں تو مسجد میں اور دل میں تری تصویر رکھتے ہیں گہر دن میں لوگ یوں دیوار پر تصویر رکھتے ہیں مقید آئینہ میں سب تری تصویر رکھتے ہیں مقابل میں جو یوسف کے تری تصویر رکھتے ہیں تو وہ منہس کرے آگے مری تصویر رکھتے ہیں وہ اپنا سامنے اپنی اگر تصویر رکھتے ہیں تری عشاق ہی خاصیت تصویر رکھتے ہیں کہ آگے آئینہ چھپے تری تصویر رکھتے ہیں</p>
شبید یا تم بھی لیم پلو اسے مہر تربت میں	کہ اکثر باس اپنے دوست کی تصویر رکھتے ہیں
مخفی بہ جناب یہ عنایت الہی صاحب موصولہ از تعلقہ حد گانوں ضلع ناندیڑ	
قدیم ہی کی حسرت ولین دامن گیر کہتے ہیں	توے عاشق بہر حالت تری تو قیر کہتے ہیں

منشی

ازل سے ورد نام شبر و شبر رکھتے ہیں	صلیٰ بن اوس کے ہم جنت کی بھی جاگیر رکھتے ہیں
قدم رنجہ ہوا سحاب بھی اکیلا دھولے سے	تری فتراک کی خوش بہت پنجیسہ رکھتے ہیں
بربر دستی دل وحشی کو میرے چہین لیتے ہیں	مکرت بھی عجب جادو بھری تصویر رکھتے ہیں
ہین زرا پنر پے مین مگر فضل الہی سے	خدا داد اک طبیعت زاید از اکیر رکھتے ہیں

مجید۔ جناب محمد عبد المجید صاحب شاگرد جناب پاس

کہاں مہر و وفا ہے بت بے پر رکھتے ہیں	ازل سے خوی جلا دی یہ داسگیر رکھتے ہیں
تو کو دل میں پیدا ہو محبت کیا تعجب ہے	کہ عاشق آہ و نالہ میں عجب تاثیر رکھتے ہیں
تنہا شہادت میں چلے لاکھوں سوے مقتل	خدا جانے وہ کس کسکو تہ شمشیر رکھتے ہیں
شہادت عاشقوں کی جنبش ابرو سے ممکن ہے	ہمارے قتل کر نیکو عبث شمشیر رکھتے ہیں

مجید اپنے سخن میں ہے جناب فیض کا فیضان
زبان پر نام حضرت کا دم تحسیر رکھتے ہیں

مینخوار۔ جناب محمد عبد الرحمان صاحب شاگرد جناب میکش

تری خاک قدم ہم اسے بت بے پر رکھتے ہیں	یہی اکیر رکھتے ہیں یہی اکیر رکھتے ہیں
دل نادان چلتا کیوں ہے کچھ جگہ خبر ہی ہے	بغل میں ہم ترے محبوب کی تصویر رکھتے ہیں
وہ سستی میں ہیں کیا خبر میں کس سے ناز و نکر	عدو کیا مال ہے اور غیر کیا تو قیر رکھتے ہیں
نرا پوچھے تو کوئی مین نے کیا اوکا بکا رہی	مری گردن کو یہ کیوں تہ شمشیر رکھتے ہیں

فرے سے دن دہار و مفت کی سے وہ اراقی ہیں

	ترے بخوارے ساتی عجب تقدیر رکھتے ہیں	
	مہدی - جناب مرزا مہدی صاحب	
وہ قدر و منزلت اونکی جوان دہیر رکھتے ہیں ترے زہد و ریازت اہل سدا و احوال و مہمت سے ہمارے گونگہ سے درگزر و یکہ اپنی رحمت پر	بسان صحف سر پر فیض کی تحریر رکھتے ہیں نصیب انکو ہے رحمت جو کوی تعصیر رکھتے ہیں ترے در پر جہاں ہم سر تنویر رکھتے ہیں	
	ہے سب خلق جہاں خواہاں تمہاری نظم کا مہدی تمہارے شرب کیا نسخہ اکسیر رکھتے ہیں	
	نام - جناب خواجہ سمیع اللہ صاحب شاگرد جناب عصر	
نہاں سینین گنج معرفت یا پیر رکھتے ہیں ہمارے سامنے منہ آئیں تو منہ کی ابھی کہائیں ہوایہ ابر و خوبرو سے اونکے ہمیں ثابت ابھی ہمیں تو پل بہرین اڑا دین عرش اعظم کو	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں رقیب رو سیک طاقت تقریر رکھتے ہیں قلم کر نیکو سر عشاق کے شمشیر رکھتے ہیں ہمارے آتشیں تلے ہی وہ تاثیر رکھتے ہیں	
	نہیں ہستار میں اک تار ہی اب نام کو باقی لباس عاریت تک تیرے دامگیر رکھتے ہیں	
	منشی نظام الدین احمد صاحب شاگرد جناب عصر	
یہی اہل سخن و روزبان یا پیر رکھتے ہیں وہ خوش ہے رہیں ایسے کہ تقدیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں ہیشہ تیز جو کرسان پر شمشیر رکھتے ہیں	

مہدی

نام

گمان ہوتا ہے سب کو ہر محشر کا قیامت ہے	تمہارے چاند سے رخسار وہ نویر رکھتے ہیں
ازل سے کہ ہے ہنسینہ دہری دفتر کن کی	ہم اپنے پاس دستِ خاص کی تحریر رکھتے ہیں
تمنا شد دیکھتے رہتے ہیں ہم عاشقِ قدرت کے	تصویریں تمہاری چاند سی تصویر رکھتے ہیں

نشتہ

نشتہ۔ جناب جمال الدین صاحب شاگرد جناب عصر

نظر میں اوسکی ہم آہون پہ تصویر رکھتے ہیں	مصولِ معالی اچھی یہ تدبیر رکھتے ہیں
زمانہ ہو گیا ہے عشق کیسو چھوٹ کر بچے	وہ کیوں ہو جو میرے پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں
گرد گے کس کو گہاں کس کو بسل کس کو مارو کے	ستم ہے جو کمین آہستی شمشیر رکھتے ہیں
ہمارے قتل کرنے کے لئے دلدار سے	وہ اپنے ابرو و خمدار کی شمشیر رکھتے ہیں
ہمارے گھر تلک اگر وہ پچھلے پاؤں جو پٹی	عجب کجنت یار و اپنی ہم تقدیر رکھتے ہیں

خدا سیدنا ہے جب نشتہ تو کیا خوف و خطر ہے ہم

عداوت تجھے گر لاکھوں بت بے پیر رکھتے ہیں

نعمت

نعمت۔ جناب

تہ ابرو نہ ترکان وہ بیٹے پیر رکھتے ہیں	گمان پرستہ دو اور چار دستہ تیر رکھتے ہیں
کرنیکے اک نہ اک نہ میدہ ہرگز چھوڑینگے	ہم انکے واسطے یہ مرغِ دل نچھپ کر رکھتے ہیں
جو کچھ لکھا ہے قسمت کا طور اوسکا وہی ہوگا	ہم اپنے مقصدِ دل تجھ پہ تقدیر رکھتے ہیں
نظر آئے نہ کیوں ہر سمت جلوہ او نکو چہرہ کا	وہ مثل مہرِ انور حسن عالمگیر رکھتے ہیں
بری قیدِ خلق رہا کرتے ہیں دنیا میں	مکان کمین اگر ہم بید روزِ بخیر رکھتے ہیں

<p>ادب سے سرجھکا جاتا ہے جنگ آگے شاہوں کا بزرگ مشرق اپنا سینہ سوزان کیوں جھکے</p>	<p>گداے کوچہ جاناں عجب توقیر رکھتے ہیں ہمارے داغ دل خورشید کی تنویر رکھتے ہیں</p>
<p>کر نیکی قتل کس کس کو نہیں معلوم اسے نعمت غضب ہی یہ کہ وہ پہرات میں شمشیر رکھتے ہیں</p>	
<p>نعیم - جناب</p>	
<p>کہ سینہ پر کھنچی ہر دم تری تصویر رکھتے ہیں تنہا ترے پیکان کی دل چھپیر رکھتے ہیں نہ ہم تقدیر رکھتے ہیں نہ ہم تدبیر رکھتے ہیں نشان پر قتل عاشق کیلئے شمشیر رکھتے ہیں زبان ہم ہی ہیں جن میں جب پئے تقریر رکھتے ہیں عجب بگڑا ہوا ہم ہی خط تقدیر رکھتے ہیں سند کی واسطے ارجان تری تحریر رکھتے ہیں مجاہد ہیں زبان پر نعرہ بکبیر رکھتے ہیں</p>	<p>محبت تجھ سے ایسی لب لباب رکھتے ہیں ادھر ہی صید رخ جان کو اکدن اسے کما کش آ حصول عا پر کس طرح سے دست دریا ہیں پئے تر زمین وہ آنکھوں میں نہیں سرمہ لگاتے ہیں سنیں ناصح کی کیوں بک بک جواب سکوندین کسی سے کچھ پڑھا جاتا نہیں جاہل ہو یا عالم نو مکرنا کیوں عبت ہو وصل کی وعدہ وفا سے مکر کیونکر نہ باندھیں نفس کا فرک لڑائی پر</p>
<p>متلح عیش و عشرت عشق میں اس کے شاہین ہے نعیم اب پاس اپنے اک دل دلیگر رکھتے ہیں</p>	
<p>نادر - جناب محمد جمال الدین جیسا گرجناں محمد یعقوب علی صاحب مخنور</p>	
<p>ہمارے مارنے کی واہ کیا تدبیر رکھتے ہیں جو خط وہ بھیجتے ہیں غیر کی تصویر رکھتے ہیں</p>	

نعیم

نادر

نظر میں عنایت ہو اور ہر کئی ہے غیر سیتا پنی	ترا ہی دہیان ہر جا اسے بتا دیر کہتے ہیں
کناہ ناز ہی پس ہے ہمارے قتل کرنے کو	کفنازک میں کیوں قاتل عبث شمشیر کہتے ہیں
ترے عاشق ہی کہلا میں جہان میں چین ہی میں	عدو ہم کہاں آفتہ کر تقدیر کہتے ہیں
شب وعدہ جولا میں کنج کر او شمع کو گھٹ	مرے کمزور نالہ یہ کہاں تاثیر کہتے ہیں
شریعت میں ہماری کچھ حقیقت کا ہی پہلو ہے	جو ہر سجدہ میں سر دلیں تری تصویر کہتے ہیں

بڑے بیودہ میں تدبیر کرتے ہیں پہلی ناور
اور اپنی بانی جو روح جفاقت دیر کہتے ہیں

وزیر۔ عالی جناب نواب آصف یا اور الملک بہادر

لب معجز غامے یار وہ تاثیر کہتے ہیں	سیحائی کی گویا بات میں تقریر کہتے ہیں
بن آئی کی ہیں باتیں کیا وہ خوش تقریر کہتے ہیں	رفیق و آشنا ہی ساتھ ذی تدبیر کہتے ہیں
خوشی جو حسین حبیب کی وہی ہی کام بندہ کا	ملازم اپنے آقا کو نہیں لگیر کہتے ہیں
بیان قید فرقت کس طرح قید قلم ہو سکے	نہیں ہم حال کوئی قابل تحسیر کہتے ہیں
نظر میں کب جمی اسفل کے عالی ظرف کا ترپ	خیال اہل غرت صاحب توقیر کہتے ہیں
رہیں گے غلام میں دسرخ و دامن کشان مسرور	چمبر کی قسم جو الفت شبیر کہتے ہیں
عبث دیکر ہو بھانسی لاف کے ماروں کو سمجھو بھی	نہ کوئی جرم ایسا قابل تعذیر کہتے ہیں
بدولت عشق کے سینہ بنا گلزار داغوں سے	اگر شک ہو تمہیں دیکھو کلیجہ چیر کہتے ہیں
زہینداری میں حال ہے جیسے نقطہ دلی	نہ منصب کی ہیں پروانہ ہم جاگیر کہتے ہیں

تہا کہ مصحف خیار کے ماقط ہوئے جب سے	زبان پر آئید شمس کی تفسیر رکھتے ہیں
سنہری رنگ الونکی نظر ہے کیا ہر کو	نہ ہم مثل ہوں خواہش کی سیر رکھتے ہیں
گناہ تیز سے کرتے ہیں سبیل دم میں عالم کو	نہ خنجر پاس رکھتے ہیں نہ شمشیر رکھتے ہیں
بسر عمر دور و زہ صلح کل میں کرتے ہیں بیٹھے	غیر از زبان دل پہ جو جان سپر رکھتے ہیں
خدا کو ہم خدای سے جدا کس طرح سے سمجھیں	حقیقت میں دو آنکھیں ایک ہی تصویر رکھتے ہیں
منازنگ خودیسی پہلے کر لین دل کا آئینہ	کدورت وہری جانب سے ہے تفسیر رکھتے ہیں

وزیر عصر ہم دنیا و مافیہا کو سب ہوئے
دل حق میں میں یاد خواجہ احمید رکھتے ہیں

وقت

وقت - جناب عبد العلی صاحب - فرزند جناب عصر صاحب -

ہمیشہ دید ہی کا شغلد یا پیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
نہو گرد و لت دنیا ہو کیا غم ہے کیا پروا	خدا کا شکر ہے ہم علم کی جاگیر رکھتے ہیں
نخل کرنٹ سے آجا بہ لہی گوشہ میں وحدت کے	تمناے ملی ہم تم سے یہ یا پیر رکھتے ہیں
ہر کہ میں بد و دل سے عاشقوں کے آشنا شاید	جو وہ پیش نظر دیوان خواجہ میر رکھتے ہیں

سیر فقر و بریشہ ہے آزاد ہی اس وقت
قناعت کی بدولت فخر کی جاگیر رکھتے ہیں

بہار

بہار - جناب محمد عبدالقادر خان صاحب بھوپالی موصولہ از بلدہ اورنگ آباد

ترے دیوانی پیار سے ملک میں نہ تو قہر رکھتے ہیں	کہ جنگ و کش پاس پر جان و پیر رکھتے ہیں
--	--

ترے سوا میں طاقت و حشمت ہر اس درجہ	کہ کٹرے کو کے اپنی پاؤں کی زنجیر رکھتے ہیں
تری شہرین بیانی نے جنہیں بدل بنایا ہے	عوض مرہم دیاں ختم پر وہ کہیں رکھتے ہیں
گمان جان نثاری بواہوس کو یا رجا ہے	گدھے کی پشت پر عاقل نہیں خوگیر رکھتے ہیں

نہ گھر کہتے نہ زور رکھتے تمہارے عشق میں جاناں	
نقطہ پاؤں میں بدل اک دل دلیہ رکھتے ہیں	

نہر۔ جناب سید محمود صاحب کے تلمیذ خلق۔

وسیلہ ایکام یا جناب پیر رکھتے ہیں	بڑی زور آور اپنی مہمت و تقدیر رکھتے ہیں
جو بدنامی ہو عزت ہو جو روائی ہو منصب ہے	ہمیں پرواہی کیا ہے عشق کی جاگیر رکھتے ہیں
سبب کیا وجہ کیا کیوں پیر کرتے ہیں وہ نہیں	ہمارے آہ و نالے تو بڑی تاثیر رکھتے ہیں
تصدق میری جان تمہارا پردہ اوٹھا دیج	فدا جو دل سے ہوا و سکو کوئی دلیہ رکھتے ہیں
ہوئی ہیں جان عالم بن کے ہم ہی سخن آرا	ہمیں مطلوب ہیں ہم عشق و انگیر رکھتے ہیں
تری غمٹ کے تیری کبریائی کے مقابل میں	زمین پر سر زبان پر اپنی ہم تکبیر رکھتے ہیں
ہمارے عقدہ مشکل کو یا مشکل گشا کھو لو	نہیں کہتا اگر چہ ناخن تدبیر رکھتے ہیں

جگر پیتا ہوں دل چاہتا ہے بے پروا کاسن سنگد	
زبان پر ہے نہر ہم نعرہ یا پسیر رکھتے ہیں	

نہر۔ جناب محمد خان صاحب

جو الفت لاف کی دلیں جو ان پیر رکھتے ہیں	کلیں طوق بہاری باغ میں زنجیر رکھتے ہیں
---	--

ہوں کیونکہ زمین الطاف اور احسان کا مومن	کنہ سے دور مجھ کو جناب پیر رکھتے ہیں
ہمارے قتل کر نیکی ہو ابرو و مژدہ کا سنے	کہو کس کے لئے پہرہ کمان تیر رکھتے ہیں
تھری ہی میں خالق نے دیا دل غنی ایسا	جہاں میں سب تیری غرت تو قیر رکھتے ہیں

ہمارے سامنے بغیر و نکولا کر جو بھٹاتا ہے
عداوت تجھ سے کیا ہم اے بت بی پرستے ہیں

ہادی - جناب مرزا محمد ہادی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج

کونین غزال سینہ گرکان و تیر رکھتے ہیں	سر و گردن ہی حاضر ہے جو وہ شمشیر رکھتے ہیں
طا کر خاک میں برباد مٹی ہی ہماری کی	تو قہ تجھ سے ہم اب خاک چرخ پیر رکھتے ہیں
کرکچا گشتی کون اوڑھکا پٹن گے کلا کس کا	بہلا پریشم کے نزدیک کیوں لگایا رکھتے ہیں
قصور و حور کے جب سختی ہی ہو چکے آدم	تو ہم ہی ارشیں اب خلد کی جاگیر رکھتے ہیں
جنہیں مکرار سے گیسو پر خیم کے توسل ہے	گلابیں طوق اور وہ پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں
جلادیں پہنکے ہیں پر باد تجھ کو اسے فلک کر دین	شرانگیر تارے آہ پرتا شیر رکھتے ہیں
سرخ سوشن پہ پروانہ صفت مہر تار مہر کوی	حسینان جہاں ہی حسن عالمگیر رکھتے ہیں
اور نہیں الفت قیوم سے یہ دل شیدا ہی ہوا نکا	خدا یا ہم ہی کیا کجست یہ تقدیر رکھتے ہیں

بجائے اشک لہو گے روان کرتے ہیں خون دل
نہاں ہادی جو سینہ میں غم شبیر رکھتے ہیں

یوسف - جناب یوسف علی خان صاحب شاگرد جناب عصر

اچا کر یا ریلوین نری تصویر رکھتے ہین	ہم اپنے دل کے بھلائی کی یہ تدبیر رکھتے ہین
محبت غیر سے رکھتے ہونکہ میرے جلاسنے کو	گھڑ کیا تم سے ہم الٹی ہو سی تقدیر رکھتے ہین
انہین کے دیکھو والون کے ہم میں دیکھو والے	جو لوح دل پہ کندہ فیض کی تصویر رکھتے ہین

پس مردن ہی کہتے اُٹھیں گے قبر سے یوسف
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

یوسف۔ جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب مخدوم۔

زبان کی جا سے ہم محفوظ کوک تیر رکھتے ہین	دہن نہ منو کوک میرے جو ہر شمشیر رکھتے ہین
سراپا شوق بکلائے ہین قتل میں اتر قاتل	مراپا سب سے پہلے ہم نہ شمشیر رکھتے ہین
نذیکی خواب میں بھی بخت خوابیدہ کی بیداری	نری گزشتہ قسمت ہی عجب تقدیر رکھتے ہین
سخن جو جہان گرم لگاؤ چشم جادو میں تو	ہم اپنے دودل کا سر نہ تسخیر رکھتے ہین

کسی ترک شکار آئین کی شہرت سے جو اسے یوسف
ہم اپنے مرغ دکھو صورت نخیر رکھتے ہین تو

قانع۔ جناب عید القادری صاحب معتمد علاقہ نواب لایق الدولہ بہادر۔

نہ خنجر کی ضرورت ہی نہ ہم شمشیر رکھتے ہین	مگر پہلو میں اپنے فاطمہ دگر رکھتے ہین
نہ دیکھو چشم حیرت کہ کیا تو قیر رکھتے ہین	کہین کیا حشر میں بچے کی کیا تدبیر رکھتے ہین

بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

شہاں پر جو مفتون کیوں جن و بشر یارب	جھکی پڑتے ہین اسپر کیوں زما سے کو نظر یارب
-------------------------------------	--

بہلا کیا بات ہر صنعت کی سہیں بیشتر یارب	کچھ ایسے ہو گئے ہم جو اسکو دیکھ کر یارب
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	
ہم اپنی عقل سے نقشہ او سیکو وصل کا سمجھے	ہمیں پر داہنیں نا صبح اگر اسکو برا سمجھے
پڑین تہر سمجھ پر کیا ہمارا مدعا سمجھے	برا سمجھو بہلا سمجھو کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	
ہماری نرم میں اونٹے کوئی تو آشنا ہو گا	بتاؤ انکھ میں نقشہ تو اونکا پھر رہا ہو گا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ پھر کیا ہو گیا ہو گا	تعلق اسکو دل سے اور دل سے اسکو کیا ہو گا
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	
میں سمجھ کہتا ہوں دنیا میں اگرچہ ایسی عورت ہو	فقط موت نہیں سیرت ہی ہو تو ایسی سیرت ہو
نہیں معلوم عشق میں انہیں کسی فضیلت ہو	وہی پھر دیکھ سکتا ہے جسے چشم بصر ہو
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	
نہیں ہے سبب انکھوں میں بعد رنگ خواب اپنا	ہر آسائش میں گویا اب ال پر اضطرار اپنا
اسی مٹ یا ہر اتودل کا چرچ و آب اپنا	نکیر میں آکے پوچھ گئے تو سن لینا جواب اپنا
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	
ما فیضان باطن کیا کہ رتبہ آسمان پر رہتا	ہوا محو ہر قدر گویا کہ پہنی لامکان پر رہتا
عجب تہی بخودی میں جہاں اس سہستان پر تھا	جب آیا ہوش قانع کو تو یہ مصرع زبان پر تھا
بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	

تضمین بر صحرای از خوشش فکری شعرا

نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	افق	رہی عرصہ کی نیکیوں سے خوف و دہشت کیا
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	بانس	دل تباہ کی تسکین دینے کیلئے ہر دم
کر از بروئے شمس کی تفسیر کہتے ہیں	پاس	نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	جوہر	دکھائیں کیون پر تیغ سخن کے اجل جوہر
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	حافظ	نہیں کچھ شکر کا ہم خوف و انگیز کہتے ہیں
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	خواجہ	متاع ہر دو عالم پاس اپنے پر کہتے ہیں
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	خمار	اوسیکوین سمجھتے ہیں ادا ایمان سمجھتے ہیں
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	رحیم	جائے نامہ اعمال دیکھے داوڑ محشر
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	نخوڑ	پے بیتابی دل نسخہ اکیر کہتے ہیں
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	سکر	نہ پوچھو مجھے کچھ لگے بڑھو ہیاں نکیر اب
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	سلیم	عمل نامہ اگر لکھیں گے محشر میں تو کہہ دیں گے
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	سید	خدا کو سامنے ہی وقت پر کشش نہ ہو ٹھیک
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	شور	وشتو اگر ہے باتہ میں اعمال کا دفتر
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	عصر	کہاں پہلو میں دل انہی سنو یا پر کہتے ہیں
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	غیر	زمانہ میں ہمارا فیض جاری ہو عجب کیا ہو
نعل میں ہم جناب فیض کی تصویر کھینچتے ہیں	غیر	نہ قسمت نہ عزت نہ ہی تقدیر کہتے ہیں

عشق	خوش قسمت زہر طالع ہے تقدیر کرتی ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
فاضل	بجای نامہ اعمال روز حشر اسے فاضل	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
فانی	کوئی لہو کوکتا ہر کوی دلوں کا کتا ہے	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
کامل	تو کوکر دلمین جاگیر عاشق و لکیر کرتی ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
کتاب	فرشتوں کا کھلوا این لحد میں با ادب ہو کر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
مجید	لحد میں روشنی ہو نیکی یہ تدبیر کرتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
مغیر	لحد میں اب فرشتے اکے مہرے کچھ پوچھیں گے	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
نام	ہناک سینہ میں گنج معرفت یا پیر کرتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
نقشہ	نہیں ہر دغہ غدا یا روگنا ہو ناکا فدا دل میں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
فیغم	دل ظلمت زدہ میں اسلئے تنویر کرتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
وزیر	کلام اپنے کلام فیض کی تاثیر کرتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
وقت	ہمیشہ دید ہی کا مشغلہ یا پیر کرتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
ہمدل	نہ کچھ مال و متاع و شمت جاگیر کرتی ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں
بادی	میرداں عقیقت مند سے ہیں نیکو حضرت	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر کرتے ہیں

مصرعہ طرہی

جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

انصاری۔ جناب عبدالحمید صاحب شاگرد جناب فارغ

<p>۱۰ دل کو شیدا آسگری سے پہچان دیکھا ہم نے ہر اک دہن زخم کو خنداں دیکھا آہ سوزان کا اثر گنبد گردان دیکھا طور پر آپ نے کیا موسیٰ عمران دیکھا ۲ ضبط الفت اثر سوزش پہچان دیکھا خانہ مورین مہمان سلیمان دیکھا کس نے اس وصف کا تہلا تو انسان دیکھا</p>	<p>کہا کہ ہوں تم سے کہ کیا خواب پریشان دیکھا بہر تکلیف کے رحمت کا بھی ہونا ہی ضرور پر سیتے ہوئے ہے طائر سد رہ ڈر سے جانتی ہی ہو گئے غمش یہ تو سنا ہم نے بھی دل جلا سینہ میں پہلو میں جگر چاک ہوا سعادت ہمت ارباب ہم کے صدقے معد فیض اتم خلق میں ہے ذات وزیر</p>
--	---

پہر کے عالم میں تم انصاری دکن آئے ہو
ہاں کوئی ثانی محبوب علیخان دیکھا

ادیب۔ جناب سید غلام غوث صاحب قادری شطاری

<p>طور پر تم نے جو اسے موسیٰ عمران دیکھا موجزن جبکہ مرے اشک کا طوفان دیکھا جب گلستان میں سو سنبھل رہی جان دیکھا کبک نے تجھ کو جو اسے سر و خرامان دیکھا</p>	<p>ہم نے گھر بیٹھے ہوئے جلوہ جاناں دیکھا گہٹ گیا خوف سے دریا کا طلاطم ہمت اگنی یاد تری سبزہ و کا کل کی بہار خوشخامی کی وہ سب چال چلن بہول گیا</p>
--	---

ادیب

<p>دیکو کو سنے کیا تابع فرمان دیکھا ہو گیا دیکھتے ہی آئینہ حیران دیکھا</p>	<p>نفس امارہ ہوا رام بتو شکر خدا میں نہ کہتا تھا اسے دیکھ کے سکنا ہوگا</p>
<p>اے ادیب آج مری ہو گئیں نگہ بین وشن فلک حسن پر وہ نیر تابان دیکھا</p>	
<p>اسد جناب میر مصطفیٰ علی صاحب نیر و میر خورشید علی خان مرحوم صاحب اثر</p>	
<p>دشت دل تری ہاتھوں سے بیابان دیکھا تو دہنیں سنس کے یہ فراتے میں بان دیکھا اسکا دنیا میں کہیں ہمنے نہ دریاں دیکھا خبر ابرو سے قاتل کو جو عریان دیکھا کشور دل کو نہ ہم نے کبھی ویران دیکھا اسمیں فرمایے کیا آپ نے نقصان دیکھا ہمنے اکثر وہاں مظلوموں کو نالان دیکھا ہمنے دنیا میں نہ تجھ کو ہی نادان دیکھا</p>	<p>عشق گلرو میں نہ ثابت کبھی دامن دیکھا میں نے رو کر جو کہا حال پریشان دیکھا لا دوا ہے مرض عشق خدا اس سے بچا سے ہوش جلا د فلک کے زہرے کچھ باتے رات دن بیخ و اہم سے رہا آباد یہ شہر نقد دل لیکے عنایت ہوا اک بوسہ نام اوس شوخ کے کوچہ کا ہے بیدار نگہ دل مرا لیکے بت شوخ نے سنس سنس کے کہا</p>
<p>انور جناب سید عبدالغفار صاحب شاگرد جناب سخنور</p>	
<p>اپنی حالت پر قیہوں کو بھی گریان دیکھا صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا ہر کبھی دل کا ٹکٹے ہنیں ارمان دیکھا</p>	<p>جسے منہ ہم نے ترا اے گل خداں دیکھا رخ جانان کے رضامین پڑے ہم زہان آہ پر آہ نکلتی ہے غم حیران میں</p>

۳

انور

روز محشر میں وہ جنت پہنچے نظر نا توانی تری فرقت نے دکھائی اتنی دل تڑپتا ہے مرا آنکھ ترستی ہر مری	جس نے اکبار سے یار کا ایوان دیکھا طوق گردن میں ہے سمجھا جو گریبان دیکھا ایک تڑپ سے نہیں جھکوری جان دیکھا
روز محشر کے عذابوں سے ڈرون کیا انور میں نے دنیا میں عذاب شب ہجران دیکھا	
احمد - جناب حسین شریف صاحب شاگرد جناب مخمور احمد	
تم جو آئے تو دل زار کو شان دیکھا دل چلا جان چلی آگ جگر میں بھڑکی ریخ و غم دروالم باس مصیبت حرمان آج ہے وصل کی شب آؤ گلے سے لگ جاؤ مفت دل لیکے جو دشنام دیے جاؤ	اس سے پہلے کبھی دیکھا تو پریشان دیکھا ہمنے کیا کیا اثر نالہ سوزان دیکھا ہمنے کیا کیا نہ ترے عشق میں ایجان دیکھا عر بھر ہمنے عذاب شب ہجران دیکھا ہمنے تسانہ کہیں صاحب احسان دیکھا
تسلی - جناب محمد قطب الدین علی صاحب شاگرد جناب علوی تسلی	
ایک دو ہات میں بس صاف ہی میدان کیا اور باتیں تو ترے عشق میں شکل نکلیں اور دیکھو نگا جو کچھ تیرے سبب دیکھوں کا مے کچھ ایسی کٹی ادسکی ملاقات کی رت جو ملاسر کو چمکاتا ہی ملا عالم میں	باقی وحشت میں نہ دامن نہ گریبان کیا ایک مرجانا ہی اس راہ میں آسان دیکھا دیکھا جو کچھ ترے باعث دل نادان دیکھا میں تو یہ جانتا ہوں خواب پریشان دیکھا جھکویاں دیکھا تڑپا بندہ احسان دیکھا

مثل دل دادہ طلب سے نہ بچے دلبر بھی	حسن یوسف کو خریدار کا حوایاں دیکھا
آکے اب دل سے تصور ترا جاتا ہی نہیں	یہ نئے رنگ نئے ڈھنگ کا مہمان دیکھا
مہربان آج سے کچھ مجھ پہ نہیں دست جنوں	آنکھ جب کھولے ہے چاک اپنا گریبان دیکھا
پھیکے کپڑاں مین پر اونچی ہی دوکان کی ہے قدر	
یہاں لٹکی کوئی جو ہر کانہ پر سان دیکھا	
تجمل - جناب سید فیض اللہ شاہ صاحب عرف میر تجمل علی صاحب	
جس نے اک بار مدینہ کا بیابان دیکھا	اوسے مکر نہ موسے روضہ رضوان دیکھا
عاشق عارض پر نور محمد ہون مین	باغ عالم مین نہ ایسا گل خندان دیکھا
خواہش روضہ رضوان نہوی پہراؤ سکو	جس نے اک بار مدینہ کا بیابان دیکھا
اسے تجمل شعرا یون تو ہزاروں مین مگر	
عصر صاحب سا نہیں مینے سخن خندان دیکھا	
تقی - جناب مہرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگر و جناب نفیس	
شکوہ قتل مین جو اسے قاتل دوران دیکھا	مین نے حسرت سے سو خنجر بران دیکھا
کعبہ دل کو کہی مین نے نہ دیران دیکھا	گہر مین اللہ کے ادب سے تجھے مہمان دیکھا
یاد مین مصحف رخ کی جو مین رویا شب کو	اپنے سر کی قسم خواب مین قرآن دیکھا
ہم نہ کہتے تھے حینون مین نہیں مہر و وفا	تو نے الفت کا فرا لے دل نادان دیکھا
جس کو پایا تر طالب ترا شیدا پایا	جس کو دیکھا ترا جو یان ترا حوایاں دیکھا

تجمل

تقی

عصر جناب میر احمد علی صاحب تلمیذ حضرت فیض رحمۃ اللہ علیہ

ہم سے دکھ بھر کا جاتا نہیں ایجان کیا
 نش پر پڑھو تو تین دن بل غم عشق چھ
 کوئی سہل ہے کوئی تڑپے ہر کوئے کوئی
 بیروزہ باتوں سے نیت نہیں بہرتی اونکی
 ابرو یار کے گشتوں نے نہ مانگا پانی
 ایسے ڈوبے کہ نہ اچھلے کبھی بحر غم سے
 چہ بیانست عیان را کہ ہر اک نہ رہ مین
 جہ گڑھ مین جھوڑا رکے او بھری رہے
 لب جان بخش کے ہر عین غایت جب سے
 ہین جو اغیار بتاتے ہین وہ نزدیک کو دو

بے وصال ایک ممکن نہیں در مان دیکھا
 اک بلا کا تھیں اسے حضرت انسان دیکھا
 کو چہ قاتل کا بنا گنج شہیدان دیکھا
 خالی ہوتے ہوئے زخموں پہ نمکدان دیکھا
 دم ہی لیتے نہ تیرے خنجر بزان دیکھا
 چاہے والوں نے جب چاہے زخمان دیکھا
 اقبال رخ محبوب کو تابان دیکھا
 تم نے کیا آکے یہاں گبر و مسلمان دیکھا
 ہم نے مڑ کر نہ سو چشمہ حیوان دیکھا
 ہم نے اول جلوہ لگا ہی ایمان دیکھا

عصر
 جناب میر احمد علی صاحب تلمیذ حضرت فیض رحمۃ اللہ علیہ

گنج بے رنج میسر ہو یہ ممکن نہیں عصر
 جز وصال اور نہ کچھ وصل کا سامان دیکھا

ولہ

دھشیوں سے ترے آباد بیا بان دیکھا
 پرزے دھن کے اڑے چاک گریبان دیکھا
 اوس گلن ابرو کے تیر نہیں کون شکار
 گوختا شیر وں سے مید انستان دیکھا
 دشت ل ترے ہاتھوں بیا بان دیکھا
 کس کو ہوتے نہیں اوس ترک پہ قربان دیکھا

<p>رنج و غم سے ترسے عاشق کو نہیں باقی کام پیچ سے زلف کے دیوانے نکلتے ہی نہیں اصل کی نقل ہے سب پہا نہیں گنجائش غیر گل میں بوسہ وہی در و دل بلبل میں ہی لاوا بالی تری سرکار ہے مولا میرے کیون نہ وحشت کر پڑ میں نام پہ لا حول و لا کیون نہوں حلقہ بگوش لگے ہمراہ رکاب ہجر کی شب رہا انگاروں پہ اپنا بستر</p>	<p>زندگی نوش کو ہر حال میں خندان دیکھا اثر حسن عمل تو نے مرجان دیکھا عکس واجب کا ہے یہ عالم امکان دیکھا جلوہ اوس یار کا ہر رنگ میں بہان دیکھا پای ہر مور کو سرتاج سلیمان دیکھا جمع سادات اپنے ہے اک لشکر شیطان دیکھا توسن ناز کو اڑتے میدان دیکھا سینہ داغوں سے بنا رشک گلستان دیکھا</p>
---	---

جب سے اردو معلوم کو ملی ہے عزت

حضرت فیض شاہی عصر سخیان دیکھا

غریز جناب مرزا غریز بیگ حبیب سجادہ کی غفلت فقیر شاگرد جناب عصر

غریز

<p>جب سے سینے لب پان خوردہ جانان دیکھا وحشت دل نہیں یہ دست درازی اچھی کہیں یہ حلقہ بگوشوں کو نہ پلہ دوڑاے زند و تقویٰ کے رایہی نظراتے سب کام</p>	<p>بھولکر ہی نہ کہی فعل بدخشان دیکھا چاک دامن ہی ہوتا بہ گریبان دیکھا توسن ناز نے ہے یار کے میدان دیکھا باصفا میں نے فقط حلقہ زندان دیکھا</p>
---	--

کچھ شعلہ زخون کی ہی محبت ہے غریز

جسکو دیکھا تن عریان دل سوزان دیکھا

عزیز جناب سید عزیز الدین صاحب نبی مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم عزیز

کچھ عجیب رنگ زمانیکا پریشان دیکھا	۱۲	جسے دیکھا اوستے آئینہ ساجیران دیکھا
ریخ و غم نالہ و فریاد و فغان و وحشت	۱۳	ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں جہان دیکھا
دیکھنے سننے میں ہر فرق مثل ہے مشہور		ہم نے یوسف کو سنا آپکو جانان دیکھا
ہو گیا ٹکڑے جگر او سکاکن کے مانند		اک نظر تھے جسے اسے متا بان دیکھا
ہو نیکی ہوئے تھے میں اور اس بہت سے لیکن		عرس کا فیض کے کچھ اور ہی سامان دیکھا
معدن فیض میں فیاض ہر ب پر روشن		جو دو بخشش میں انہیں عاقم دوران دیکھا
حضرت فیض کا کیا فیض ہے اللہ اللہ		طفل کتب کو ہی یہاں ہم نے سمجھان دیکھا

حضرت عہد سادینا میں نہیں کوئی عزیز

ہم نے قلم سخن کا انہیں سلطان دیکھا

عزت جناب فقیر محی الدین صاحب فرزند غم صاحب محم شاگرد عہد عزت

دہر کے ہاتھوں سے ہر ایک کو نالاں دیکھا	۱۲	جسکو دیکھا اوستے حیران پریشان دیکھا
دن دی ہو گیا اندھیرا زمین بیا		عارض یار پہ گیسو جو پریشان دیکھا
مرے گہرائیکی شاید کہ قسم کہا ئی ہے		ایک دن ہی کہی اوست کو نہ مہمان دیکھا
کہی تھیرتے تدبیر موافق ہو ہی	۱۳	دل کے عزت نہ نکلتے ہوئے ارمان دیکھا

عجب جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب شاگرد حضرت فیض عجب

جلوہ گردیدہ دل میں رخ جانان دیکھا		اشکارا ہوا کچھ اور جو پنہان دیکھا
-----------------------------------	--	-----------------------------------

خوڑے اور سکا ہر اک عارض رشتان دیکھا	حسن میں شمس و قمر سے ہی دو چندان دیکھا
آئینہ خانہ میں آیا جو مرا آئینہ رو	شکل تصویر میر آئینہ کو حیران دیکھا
گر گئے نظروں سے بے آبرو ہو کر گوہر	جب ترا وقت تبسم در و دندان دیکھا
قہقہا بک وری کا ہوا شمشادون پر	جب سر سر و گوگلشن میں خرامان دیکھا
دیکھیا دنے بلبل کے سے صد افسوس	نظریاں سے جب سوے گلستان دیکھا

رنگی حسرت دیدار عجیب انگہوں میں
ایک پل ہی نہ کہی چہرہ جانان دیکھا

عجیب۔ جناب میر غرض علی صاحب الہکار عدالت ضلع ورنگل

عجیب

کیا تصور میں ترا گیسوے چان دیکھا	رات بہر حجر میں اک خواب پریشان دیکھا
یاد کا کل میں ہوئی میری شب تار بے	صبح کو ہنسنے بزمگ شب ہجران دیکھا
کون دنیا میں نہیں مایل گیسوے صنم	کون ایسا ہے کہ جب کو نہ پریشان دیکھا
رخ زیبائے ترے زلف معبر جو سہی	دامن ابرسیہ میں مہتابان دیکھا
شوق آوار گئی دشت جنون دلیں ہے	ضعف سے راہ میں تھک کر نہ بیابان دیکھا

عاجز۔ جناب سید وحید اللہ صاحب شاگرد جناب قیام

عاجز

جب لب بام ترا جلوہ نمایان دیکھا	آفتاب آیا سوانیزہ پہ اسے جان دیکھا
رخ پہ وہ زلف کو چھوٹے ہوئے بیٹھ جدم	پردہ ابر میں خورشید کو پنہان دیکھا
ترے خسار سی ثغانی کہاں ہے اس میں	میں نے آئینہ کو آگے ترے حیران دیکھا

بہ غصہ باد کا شب و صل یہ ہنس کر کہنا	بہ خدا آپ سا کوئی نہ پُر ارمان دیکھا
اسے لقمی متفق لفظ یہ سب کہتے ہیں	کوی سلطان دکن سا نہ سخران دیکھا
تفضل۔ جناب تفضل حسین صاحب۔	
نہ ولایت نہ بخارا نہ خراسان دیکھا	موسیٰ ندی پہ گیارا ت کو شیطان دیکھا اگیا جھک کر سے یار کے داتون کا خیال قورمہ روٹی ملی اور ملا گلہ ستہ حضرت شادین غور شیدین زردہ لیکن
جعفر۔ جناب نواب جعفر حسین خان بہادر صف شکن جنگ	
یہ جی خوب ہے جب تکو میر جان دیکھا	پروہ شرم میں بیٹھے ہوئے پنہان دیکھا دُردندان کے مقابل نہ لب رنگین گے ایک آنسو ہی جو یان دیدہ گریان سے بہا واہ کیا ہوتی ہے گلہ سے مضامین کی بہار درد لدا رہ جب پچھے خدا کی قدرت میرے بالین سے سرک جاؤ دہل جاؤ گے
جھگڑے رہتے ہیں ہر وقت پریزا دون کے	دقت کا اپنے تو جعفر کو سلیمان دیکھا

تفضل

جعفر

جعفری - جناب سید عباس حسین صاحب جعفری

ایک بار آپکا جس نے رخ تابان دیکھا	انکھ اوٹھا کر نہ سوے مہر درخشان دیکھا
چاندنی رات میں کوٹھے پہ برآمد جو ہوا	کہتا ہر ایک یہ تھا مہر درخشان دیکھا
آج وہ قتل کرینگے تجھے ایدل بیشک	ہاتھ میں اونکے علم خنجر بڑاں دیکھا

جعفری کو چہ جانا میں جسے جاسے ملی

اوسنے ہوئے سے نہ پہر و فتنہ رفوہا دیکھا

جوہر - جناب منشی تلجرام صاحب ناظم عدالت سستان گرگندہ ضلع لنگسہ

ترے کو چہ میں نئی طرح کا سامان دیکھا	جہاں دیکھا مگر اک گنج شہیدان دیکھا
کس طرح حشر میں یہ ظلم جیسے گام ظالم	ترے تر خون میں تر گشتوں کا دامان دیکھا
پہل جھڑتے ہیں ترے منہ سے بوقت تقریر	گفتگو میں تری ہمنے چمنستان دیکھا
طائر دل کو مرے پہلو کے اندر رکھ کر	کر لیا صید تراناؤک ٹرگان دیکھا
جسے دیوانہ ترا قید سے مر کر نکلا	پہر نہ آباد کبھی خانہ زندان دیکھا
ہوں وہ شوریدہ قیمت کہ نہیں کچہ بنتی	کبھی دل سے نہ نکلتا ہوا ارمان دیکھا

ہمنے ہی ملک بہت چہا ناہی جوہر لیکن

شہ محبوب کن سانین سلطان دیکھا

حشمت - جناب حشمت علی صاحب اہلکار دفتر صدر ریٹہ خانہ سرکار کا

کیا کہیں ہمنے جو کیا کیا شب ہجران دیکھا	موت آئی نہیں پر موت کا سامان دیکھا
---	------------------------------------

مین نے ایسا ہی نہ کچھ حال پریشان دیکھا	ایک عالم کو تری زلف میں بیچان دیکھا
پر زے پر زے کئے وحشت فریب کے ایسے	نہ تو دامن ہی کو دیکھا نہ گریبان دیکھا
دارا و جہا جو پڑایع کا گردن پہ مری بو	تجہ قاتل دہن زخم کو خندان دیکھا
طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی	ہم نے دل ہی میں جمال رخ جانان دیکھا
آہ لب پر ہے تو سینہ میں فغاں، ایدل	کس مصیبت کو کئی شام غریبان دیکھا
اُن کے جو بن کہ وہ پہلو میں سماتے ہی نہیں	نوجوانوں کو عجب حسن پہ نازان دیکھا
صند سحر سے مرنا ہونہ کیوں دل کو قبول	حبکو و شہار سناتا اور سے آسان دیکھا
داغِ فرقت کو کیکے گل میں ہزاروں دلیر	مینے پہلو میں یہ سر سبز گلستان دیکھا
کب شبِ ہجر نہ روشن رہے یہ خانہ دل	داغ کو پہلو میں ہنسل چہ راغان دیکھا
پاک طینت نہیں ہوتے ہیں مکدر ہرگز	کس نے اشکوں کو مرے خاک پہ غلطان دیکھا
سحر نیست حق و باطل کو جدا کرتا ہے	حضرت دکنوٹر صاحب عرفان دیکھا

عدل و انصاف و سخا و دو کرم میں جہت

میر محبوب علی خان سنانہ سلطان دیکھا

حافظ

حافظ - جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس

جلوہ یار کو ہر شے میں نمایان دیکھا	کہیں ظاہر نظر آیا کہیں نہبان دیکھا
طور سے حضرت موسیٰ کو خصوصیت تھی	ہمنے اوس نور کو ہر رنگ میں تابا دیکھا
شوخی و غمر و انداز واداکو تیرے	ایک سے ایک سوا جانکے خوابان دیکھا

کبھی نوخیز نہ ایسا گل دریاں دیکھا	سبز عارض جان کی ہے کچھ اور بہار
یون تو ہوتے ہیں بہت شاعر و فاضل حافظ حضرت فیض لکھے کوئی انسان دیکھا	
حسرت - جناب سید محمد دوم محمد احمد جیسی متولی درگاہ حضرت حسین شاہ ولی حسرت قدس سرہ	
دیکھ کر زلف صنم دل کو پریشان دیکھا کوچہ یار میں ہر شخص کو نالان دیکھا روبرو ان کے غل سنبھل دریاں دیکھا ڈوبتا دل میں ستمگر نے جو پیکان دیکھا ماہ کو رخ کے مقابل نہ درخشان دیکھا سمنے دامن ہی کو دیکھا نہ گریبان دیکھا	باغ میں جاکنہ پھر سنبھل دریاں دیکھا شوحرش کا نمونہ ہے خدا خیر کرے لب و دوزان سے ترے کچھ نہیں نسبت نہیا تیغ ابرو کا بھی اک وار لگا یا بڑھ کر خال رخسار سے شرمندہ ہوئی ہے زہرہ جوش و مشت میں جد ہر کات بڑا چاک ہوا
نہیں امید کہ حسرت ہی رہے دنیا میں دار فانی میں ہر اک شخص کو مہمان دیکھا	
خلیق - جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلیق	
بستہ زلف کو ہر وقت پریشان دیکھا اول آخر دوستے اور ظاہر و پنهان دیکھا ہمنے ایسا نہ کہیں گنج شہیدان دیکھا ہوئی جمعیت نل جب کہ نہ سامان دیکھا	عاشق رخ کو ترے مضطر و حیران دیکھا نور احمد کو ہر اک شے میں نمایان دیکھا دل میں امان ہے مقتول تو امید شہید جمع اسباب سے ہے تفرقہ دل پیدا

حسرت

خلیق

<p>ہمنے انفاس کو اک آڑہ بزان دیکھا پھوٹیں وہ آنکھ جو تھک نہ مر سجان دیکھا</p>	<p>تخل عمر اپنا کٹا جاتا ہے ہر دم دم میں تو گھٹیں وہ بات پہ پہچانہ ترے قدموں تک</p>
	<p>بڑی کیونکر کئے اس قید تعلق کی خلیق خوش ہر اک قیدی ہے نایاب یہ زندان دیکھا</p>
<p>خاطر</p>	<p>جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری اراد الہی میسوری</p>
<p>غلبہ شیر سے رو باہ گریزان دیکھا چشمہ آب میں خورشید درخشان دیکھا مورین جملہ رسل تجھ کو سلیمان دیکھا اکوی طبین بنین اس درد کا درمان دیکھا</p>	<p>عشق اور عقل کو جب دست گریبان دیکھا آئینہ میں نظر آیا مجھے روئے روشن یا محمد ترے رتبہ کے برابر ہے کون درد مندوں کے ترے شرم و افلاطون کو</p>
	<p>کیا سبھی عاشق گیسو بتاں ہے خاطر جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا</p>
<p>خرم</p>	<p>خرم۔ جناب رائے سیتل پرشاد صاحب شاگرد حضرت فیض</p>
<p>روز و شب اوس کی تقدیر سے نمایاں دیکھا لب نگین سے نخل لعل بدخشان دیکھا بام پر یار کا جب چہرہ تابان دیکھا جب چمکتا مراد غل سوزان دیکھا ترے وحشی کاتن زار جو عریان دیکھا</p>	<p>نور سے اوس کو مہر کو تابان دیکھا منفعل یار کے رخ سے گل خندان دیکھا شرم سے چھا گئی خورشید کے منہ پر زردی جلوہ انجم افلاک وہیں ماند ہوا رشت فرحم سے بخشا اوسے دامن اپنا</p>

<p>۱۲ اتفاقاً جو تراچاہ زخندان دیکھا نہ تو عالم نہ تو فاضل نہ سخندان دیکھا</p>	<p>چاہ میں گر پڑے غش کہا کہ جناب یوسفؑ حضرت فیض عالم میں کسی کو ہم نے</p>
<p>بند کوی بتان میں بچے ہم نے محرم کبھی حیران کبھی گریان کبھی سخندان دیکھا</p>	
<p>خورشید</p>	<p>خورشید جناب حاجی حافظ خورشید احمد صاحب گویا موسیٰ موصولہ از مدراس</p>
<p>جسے دیکھا او سے حیران و پریشان دیکھا کوی ایسا تو نہیں لعل بدخشان دیکھا میں نے جس شخص کو دیکھا او سے گریان دیکھا</p>	<p>ایک میں ہی نہیں دیوانہ زلف و رخ یار کس زبان سے ہو تھکا رگ رنگین کی ثنا لب سخندان سے تمہارے ہے قیامت برپا</p>
<p>رزہ زرعہ کی زبان پر ہوتھیں اسے خورشید کوی مہسانہ محمد کا ثنا خوان دیکھا</p>	
<p>دارا</p>	<p>دارا جناب نواب عظام الدولہ بہادر۔</p>
<p>پردہ ابر میں خورشید کو پہنان دیکھا ٹکڑا دیکھا تو عجب حسن پہ نازان دیکھا دل کسخت کو ہر وقت پریشان دیکھا میں نے دل سے نہ نکلتی ہوئے ارمان دیکھا</p>	<p>دامن زلف سیہ میں رخ تابان دیکھا حسن و روزہ پہ لازم نہیں کرنا یہ گھمنڈ کسکے گیسو کا یہ دستہ ہر کہلتا ہی نہیں اسے فلک تجھے کیسی ہی نہ برائی مراد</p>
<p>شرم سے پیش خدا سر نہ اٹھایا دارا میں نے جو وقت مراد فر عیساں دیکھا</p>	

رفعت - جناب راجہ راجمال مہاراجہ جت نواز و نوت مرلی منوہر بہادر صد صاحب

قتل عاشق پہ لے الخجر بڑ ان دیکھا	اونہیں کرتے ہوئے یہ کار نمایان دیکھا
بات نکلی کہ اودہر تیغ نکل پڑتی ہے	آج اوس بزم میں کچہ اور ہی سامان دیکھا
شرم سی شرم ہے کب رخ سوا وہی ہو سکی تھا	ہاتھ میں ہی نہ کہہ تیغ کو عسیر ان دیکھا
چاہ کھان میں رہا یوں تو بڑی مدت تک	کبھی یوسف نے کوئی چاہ رخندان دیکھا
جھکودیا نہ بنایا تو ہوئے وہ رسوا ہو	میں تو میں اونکو ہی خود میں نے پشیمان دیکھا
اور کیا خاک ہو کو چہ میں ترے اے سفاک	جس نے دیکھا تو یہاں گنج شہید ان دیکھا

میر محبوب علی شاہ کے صدقے رفعت

ہم نے ایسا نہ سخن گو نہ سخن دان دیکھا

رحیم - جناب محمد رحیم الدبیحان صاحب فرزند جناب محمد فیاض الدیخا نصاحب بہادر

از مار کچھ ہر طرح سے ہان ہان دیکھا	دیکھا دیکھا تجھے اے جانکوار مان دیکھا
دل مرا مثل کتان ہو گیا ٹکڑے ٹکڑے	غیر کے ہاتھ جب اوس شمع کا دامان دیکھا
بیشک پہلو سے اغیار میں اوسنے یہ کہا	میں تو کیا یہ میں تری جان کے خوانان دیکھا
داغ سینہ میں ہزاروں میں برنگ گل تر	ایسا شاداب نہ عالم میں گلستان دیکھا
ہم نہ کہتے تھے تجھے دل کا لگانا ہے برا	ہو گیا مفت میں یہ جان کا نقصان دیکھا
مرا یہ چہرے کے کہنا کہ ادھر تو دیکھو	انکا منہ پہرے کے یہ کہنا کہ مان ہان دیکھا
جھوٹے وعدہ ہی کیا کرتے ہیں جھوٹ کی خد	میں نے سچا نہ کہی آپ کا بیان دیکھا

دل نشین ناک مرگان ہے کما نذر ترا	ایسا مہر دو تو ہمیں نہیں مہمان دیکھا
جسکی تھی کنبہ و بت خانہ میں مدت سے تلاش	اے رحیم ہمیں اوسے لہی میں بنہاں دیکھا
ریحی - جناب مرزا نور علی صاحب شاگرد جناب میکش -	
مہربان ہمیں نہ کوئی دل نادان دیکھا اے صبا اپنی طرف سے یہ ذرا کہہ دے اوسے غیب سے فیض اوسے کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے کس قدر آب ہے تیرے لب رنگین میں یا	جسکو دیکھا اوسے بس جانتا خواہاں دیکھا ہم نے اک شخص کو تیرے لئے گریان دیکھا حضرت فیض کا جس شخص نے دیوان دیکھا اس قدر شوخ نہیں اعل بدخشان دیکھا
چاک کر ڈالا ہے کیوں اپنا گریان ریحی سچ بتا خواب میں کس حور کو عریان دیکھا	
رسوا - جناب غلام مصطفیٰ صاحب -	
اول اول تو ترے لطف پہ نازان دیکھا تنگم کو دل دیکھ جہاں میں نہ کوئی شاد ہوا کو سے قاتل وہ قیامت کی جگہ ہے کہ جہاں دعویٰ مہر و وفا غیر کا سچہ ہے لیکن خوش رہا کوئی ہمیشہ نہ جہاں میں افسوس صنہرے شک عدو جو ز خاک تیرے ستم	آخر الامر عدو کو بھی پشیمان دیکھا جسکو دیکھا تیری جانب سے پشیمان دیکھا ملک الموت کو انگشت بدندان دیکھا کہہی اوس نے بھی عذاب شب ہجران دیکھا شادی و رنج بہم دست و گریان دیکھا ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں ایجان دیکھا

ریحی

رسوا

چاک کرنا ترے وحشی کو نہ کچھ تھا مشکل	اوس نے کب جامہ ہستی کا گریبان دیکھا
وہ بھی اپنا نہوا جان گئی خوار ہوئے	دل لگانے کا مزہ ایدل نادان دیکھا
سجدہ بست میں کہی یاد اگہی میں کہی تُو کہی کافر کہی رسوا کو مسلمان دیکھا	
راز۔ جناب حکیم غیاث الدین خان صاحب شاگرد جناب عجب۔	
کوچہ یار میں اک قتل کا سامان دیکھا	کوی بیل کوئی گہا بیل کوئی بیجان دیکھا
زلف پیمان کے تفریق عارض جانان دیکھا	پاس کافر کے تماشا ہر کہ قرآن دیکھا
مثل پروانہ کے محفل میں گرا ایک پتہ ایک	جلوہ گر تجھ کو جہان شمع شبستان دیکھا
پانگل ہو گیا شمشاد چمن غیرت سے	جب مرے سر و خرامان کو خرامان دیکھا
ترے دیوانہ کا وحشت میں وہ تھا مال تباہ	چرخے دامن تو کہی چاک گریبان دیکھا
کون دنیا میں ہو اکس کا پس مرگ شریک	بیکسی کو بھی نہ یہاں لاش پہ گریبان دیکھا
حسرت دیا میں غم و رنج و تمناء الم تُو	سات بیت کے پس مرگ یہ سامان دیکھا
گر گئے راز مری نظرون سے عالم کے کلام حضرت فیض کا جسروز سے دیوان دیکھا	
رفیق۔ جناب سپہد عبدالجبار صاحب شاگرد جناب خلیق۔	
تقصیر میں نہ کہی جلوہ مانان دیکھا	کہی آباد نہ اپنا دل ویران دیکھا

اک نظر ہے جو اس کا رخ تابان دیکھا	جان صدقے ہوئی اور سب کو قربانی دیکھا
اوسے آدم کو نہ سجدہ کیا اور یہ حق کو	بے ناز کو یہاں صورت شیطان دیکھا
پیارے آنکھوں کو بین قربان کہ ان آنکھوں کو	اپنے عرش پہ جا جلوہ رحمان دیکھا
لب رنگین کو ترے کچھ ہی ہے اولے نسبت	ہمنے مرجان بھی اور غسل بدخشان دیکھا

اچھی باتیں ہیں دے منہ نہیں اوسکے لائق
اے رفیق آپ سہنے نہ غزل خوان دیکھا

رہز - جناب راسے پہاری لعل صاحب شاگرد جناب فیض -

رہز

زلف کے اوٹ میں خندان رخ مانان دیکھا	شب دیوچر میں ہمنے میر خشان دیکھا
ایک بوسہ پہ بگاڑتے ہیں عشاق کو دل	کہیں ایسا تو کوئی مال نہ ارزان دیکھا
انکساری پہ مری اور ہی برسم وہ ہوا	خنگین ہو کے کہا ہاں اجی ہاں ہاں دیکھا
وصل پہ تو سچے آگ یہ دلی ورنہ تو	اس لگی کے لئے کچھ اور نہ سامان دیکھا
آنچ دوزخ کی نہیں اسکی نظر میں کچھ مال	جس نے اس عشق میں سوز غم بھران دیکھا
یہ سجاوٹ کہاں انسان پری میں بھی نہیں	مورتیہ سا کوئی دیکھا نہ تو علماں دیکھا

دل غنی ہو گیا دولت جو گدائی کی علی تو

جب تو خود آپ کو اسے رہز سلیمان دیکھا

راز - جناب حاجی نجی الدین حمین صاحب شاگرد حضرت فیض

راز

تمنے جو کچھ کہ دیکھا یا دہی جانان دیکھا	وصل دیکھا کہی گدے سے ہر ان دیکھا
---	----------------------------------

<p>دل پہلے کانہ وان ہی کو سی سامان دیکھا چاک دہن ہے پہنچا جیب و گریبان دیکھا خالی تہرے اگر دامن طفلان دیکھا ساتھ سے میرے جدا انکو نہ اک آن دیکھا ہاں تماشا ترا سے دیدہ گریان دیکھا تہا جو اختیار کو شکل تجھے آسان دیکھا خون سے کس کے ہے کو گوشہ دامن دیکھا</p>	<p>بلخ سے ہو گئی وحشت تو بیابان دیکھا جوشش فصل بہا رہی و جنون کا ہے اثر رو دیا آہ سر راہ وہ دیوانہ ہون رنج و غم درد و الم چار رفیق رہ عشق کل جہتہا دشت ہوا آج وہ سارا دریا یلدیا میں جو بوسہ تو کہا میں کے وہ شوق کیجیے گانہ کہی قتل سے میرے انکار</p>
--	--

تو نہ تازار خزین میں سخن سخن کو
عوس میں فیض کے دیکھا تو غر لخواں دیکھا

<p>سخنور۔ جناب محمد یعقوب علی صاحب الہکار دفتر معتمد تعمیرات عامہ وغیرہ</p>	
<p>دیدہ دل جو کھلے جلوہ جانان دیکھا سب کو مانند میرے بے سرو سامان دیکھا نہ بہا خانہ دشمن نہ ترکی وہ گہر میں اے صنم کوئی نہیں عشق سے تیرے خالی غیر کی راکم کہانی میں کئی ساری رات خاک کیا کیا نہ تری راہ میں چہانی پہنچے صبح تک یار ہی آیا نہ اجل ہی آئی</p>	<p>دیکھنا تہا جسے شکل بہت آسان دیکھا اب تو تم نے اثر نالہ سوزان دیکھا نام ہی کا تجھے اے دیدہ گریان دیکھا نامسلمان نظر آیا جو مسلمان دیکھا وصل میں ہم نے عذاب شب سحران دیکھا گہر کو گہر اور نہ بیابان کو بیابان دیکھا ہم نے کس وقت میں رو شب سحران دیکھا</p>

جو دیکھا یا میری قیمت نے میری جان دیکھا	تم شب وصل نہ مال غم فرقت پوچھو
عمر بہر پہننے نہ آنکھوں سے میری جان دیکھا	مثل جان پاس سے بھی پاس یا تو لیکن
یہاں تو ہر مور کو بھی رشک سلیمان دیکھا	کیون نہ ہم آگے ترے در پہ فرشتہ بچائیں
دل کو پہلو میں بڑا رخنہ گز جان دیکھا	مال اپنا ہے پر رکھا ہے پر ای حسرت
<p>مر گیا پر نہ سہنے پاؤں رہ الفت سے</p> <p>ایک آنکھوں میں سخنور کو مسلمان دیکھا</p>	
<p>سید - جناب سید حسین صاحب -</p>	
عیش پل بہر نہ ملا موت کا سامان دیکھا	ہوں وہ طبل جو کہلی آنکھ تو زندان دیکھا
پر خطر اک نہ فقط کوہ دہیا بان دیکھا	وحشت آباد ہے بستی ہی تری فرقت میں
<p>اوسکے کوچ میں گیا دلی بدولت سید</p> <p>جا کے میں خضر کے ہمراہ پرستان دیکھا</p>	
<p>ساجد - جناب عبدالرحیم خان صاحب - شاگرد جناب عصر</p>	
ایک اک ذرہ کو خورشید درخشان دیکھا	سید ہمیں کہہ دل سے اوٹھایا میں نے
دم کو عاشق کے نکلے نہیں آسان دیکھا	کشت شرف جان سے اوپر موت اوہر
بسجہستی میں عجب طرح کا طوفان دیکھا	کشتیاں آنکھوں میں ڈوبے نہ ملا تہل میرا
مرے کہنے کو نہ مانا دل نادان دیکھا	میں نہ کہتا تھا کہ نیچے میں سینوں کے پٹن

درد و غم رنج و ادم دل جگر سے تساجد
عاشقوں کے لئے موجود یہ سامان دیکھا

سلیم - جناب محمد نظام الدین صاحب -

سلیم

جس نے عارض کو ترے اموشہ خزان دیکھا
خلدین حر کو یہ ہو تو ہو لیکن ہنہ
ترے ہان میں نہیں اقرار میں ترے انکار
صاف باطن فقط اک شکوہ نہ دیکھا ہنہ
مثلاً اپنے کے اپنے کو وہ حیران دیکھا
اس جہان میں کوئی تجھ سے نہ انسان دیکھا
عہد ایسا نہ سنا ہنہ نہ ہیمان دیکھا
تری مجلس کا مصفا سبھی سامان دیکھا

سیف

سیف - جناب شیخ فخر الدین صاحب اہلکار و قریب تر نہ صرف خاص شاگرد جناب عصر

خٹک لب سوزش دل دیدہ گریان دیکھا
تیج کو دست میں انگشت بدندان دیکھا
رفنہ رفتہ ہو جہک جہک کمر پیری میں
دل ملا نیکو ہر آنکھ میں رہنے کے لئے
تنگ آتا ہی نہیں قتل جہان سے او کو
کون ہے وہ جو نہیں درون جہان میں منون
ہو گیا دل کو سے چاند گہن کا دہو کہ
سوزش دل سے بہر آنے لگی چھاتی اپنی
ہنہ کیا کیا اثر صدمہ حیران دیکھا
قتل حجیم سے قاتل کو پشیمان دیکھا
عمر کو بھی صفت تیر گریزان دیکھا
دیکھا بریان اسے میں نے اسے گریان دیکھا
خنجر ابرو سے سفاک کو عریان دیکھا
جس کو دیکھا ترا اثر مندہ احسان دیکھا
چہرہ یار کو جب زلف میں پہنان دیکھا
ہم نے خٹک میں ہی او شتی ہوئے طوفان دیکھا

وہ دم لے رہے قسمت کی طرح لیل و نہار

زنگ اے سیلف زمانہ کا نہ کیساں دیکھا

سیف۔ جناب محمد سبحان خان صاحب جاگیر دار شاگرد جناب مزاج

سیف

روئے روشن پہ ترے گیسو پہچان دیکھا	پردہ ابرین خورشید درخشان دیکھا
جلوہ ہر صفت تراے شہ خوبان دیکھا	صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا
یاد آتا ہے مزہ تیغ زنی کا قاتل	دیدہ زخم کھلا مثل نمکدان دیکھا
چچہ ہن نہ وہ گل ہے نہ وہ ہر فصل بہار	ذائقہ عشق کا اے بلبل نالان دیکھا

آج دیکھا جسے کل وہ نظر آیا سیف

خانہ دہرین ہر ایک کو مہسان دیکھا

سعد۔ جناب سید حمین صاحب شاگرد جناب عصر

سعد

تیر بخت کبھی پہننے نہ تابان دیکھا	ایک دن ہی نہ نہ نکلے ہوئے ارمان دیکھا
گیسوے یار کو جب رخ پہ پریشان دیکھا	سحر و شام کو یک جاے نمایان دیکھا
وحشی دل کھد با جامہ درسی سے سرو کا	حبیب نہایت نہ کبھی پہنے گریبان دیکھا
ایک اک عام پہنچا نہ میں سو سو آداب	ہنے ایضرت شیخ آپکا ایساں دیکھا

سرور۔ جناب میر سرور علی صاحب

سرور

میں نے اک حال تیرا روئے جانان دیکھا	پاس تیرا ہی مہ نو کے نمایان دیکھا
ہو گئی خلق مری جان کی خواہان اتو	فائدہ تیری جست میں یہ اسے جان دیکھا
تہا ابھی پہلو میں نہ دیار ابھی ہوں تنہا	یا ابھی یغیب خوابہ پریشان دیکھا

اسے بتو وعدہ خلائی کی کوئی حد ہی ہے	ہم نے پورا نہ منہارا کہی ہیمان دیکھا
دام میں اک بت کافر کے پہے ہو سرو اپ ساہنے تو کوئی نہیں نادان دیکھا	
ساقی - جناب مرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج ساقی	
جب تصویر میں کہی کو چہ جانان دیکھا اور تو کچھ نہ ترے عشق میں جانان دیکھا کیا شرارت ہو کہ محفل سے نکلوا ہی دیا غم ہی کیا ہسکے تجاہل سے وہ گل کہنے لگا تہی دم فوج بھی دونوں سے محبت مجھ کو شوق سے خود تیرے شمشیر گلار کہتا ہوں	خود کو بچو کہی حیران کہی نالان دیکھا خار پاؤں میں چہی کوہ و بیابان دیکھا وصل کا جب مجھ اور اس شمع و خیال دیکھا اپنی فرقت میں چہ او نے مجھے نالان دیکھا گہ او سے گاہ سوے خنجر بڑان دیکھا حاصل تو نے مرا قاتل دوران دیکھا
یاد آیا وہ منہ شیشہ دل چور ہوا ہم نے ساقی جو کہی عیش کا سامان دیکھا	
شاد - عالیجناب راجہ راجہ یان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پشکار وزیر افواج سرکار نظام شاد	
مجھ کو دیکھا او سے حیران دیریشان دیکھا سکر اسے میں گل تر تو ہے روتی شبیم زلف بکھری ہری ہواڑتی ہوتی کل کی کو چہ عشق خون ز اسے بقول غالب	دہر میں ایک ہی بیف کر نہ ان دیکھا کوی اس باغ میں خند ان کوی گریان دیکھا بزم جلدان میں جسے دیکھا پریشان دیکھا قیس کو پر دہر میں حیران دیکھا

زلف مشکگون منم جب رخ روشن سے ہٹی	سیکڑوں ہندو نہیں ایک مسلمان دیکھا
مصحف رخ کی تلاوت میں ہر ہتھکڑی رات	خال ہندو کو تر سے حافظ قرآن دیکھا
جتنے ہیں زخم جگر سب ہیں ہرے اور تازہ	دل عاشق کو پھلا پھولا گلستان دیکھا
دل پر داغ مراد دیکھے بولا رضوان	باغ جنت کا جواب ایک گلستان دیکھا
پاؤں پر غم جگر کا بھلا اسکے سوا	کوی اس دل کی خرابی کا نہ سامان دیکھا
سر کے بل دوڑ گیا شوق شہادت دیکھو	دست قاتل میں جو شمیر کو عسیران دیکھا
رخ سے جب کل مشکین کو ہٹایا اوس نے	پردہ ابر میں خورشید درخشان دیکھا
ہوئی حیرت جو مصور کو عجب کیا اس کا	آئینہ تک تری تصویر کا حیران دیکھا

شعر لاکھوں ہی کہو ریختہ میں لیکن شاد	
مثل آصف نہ کوی صاحب دیوان دیکھا	

شاہ - جناب سید لعل بادشاہ صاحب قادری شاکر و جناب عصر

ایک عالم کو اسی جال میں پیچان دیکھا	جبکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
فکر دنیا میں گرفتار میں لاکھوں ایدل	دین کا ایک کو میں نے نہیں خوانا دیکھا
گلشن میں پہر اک کے خزان چھائی ہے	باغ عالم میں نہیں ایک کو خندان دیکھا
عشق میں قفل کر سے دخل یکمن ہی نہیں	اچھے اچھے یہاں دانا کو ہی نادان دیکھا

رخ محبوب کی الفت میں کہوں کیا اے شاہ	
صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا	

شاہ

شاعر

شاعر جناب منشی محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار محکمہ نظم جمعیت سرکار

جس نے بے پردہ جمال اچھا اچھا دیکھا طور پر آپ کو جو نور نظر آیا تھا صل میں کہہ لئے شرماتے ہوئے آنکھوں پہ ہاتھ جو جفا کرتے ہیں وہ اس کو سمجھتے ہیں وفا مری آغوش میں شرمائے ہوئے اور محل کعبہ دیر ترے عہد میں دونوں میں خراب یون ہی بن پڑتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	شان اللہ کی بندہ میں نمایاں دیکھا ہمنے دل ہی میں وہ اسے موسیٰ عمران دیکھا جب مردل سے نکلتے ہوئے ارمان دیکھا ہمنے دل سے تو نہیں عشق میں نادان دیکھا اپنے عارض پہ جو اس نے مراد امان دیکھا تجگو غارت گردین دشمن ایسا نہ دیکھا اے فلک کوں شکر گہ میں ہے مہمان دیکھا
--	--

وہ قیامت میں جواہر ہلاتے چلے اے شاعر

حشر میں اور ہی اک حشر کا سامان دیکھا

شاہق

شاہق - جناب میر امیر علی صاحب

انکھ پہ ہٹا کر نہ سوئے مہر درخشان دیکھا صبح کو جلوہ رخسارہ جانان دیکھا انکھ جب بند ہوئی خواب پریشان دیکھا ترے رخسار پہ گیسو کو پریشان دیکھا تجگو جب بزم میں آتے ہوئے جانان دیکھا تو نے اے ابر مرادیدہ گریان دیکھا	اے خوشابخت جو میں نے رخ جانان دیکھا رات کو خواب میں میں نے نہ تابان دیکھا ہو وہ دیوانہ کیونہ ملا خواب میں چین آج دہستہ زنجیر کوئی دل ہو گا کی کہڑے کے ہو ہر اک موئے بدنِ تعظیم اس کو کہتے ہیں برسانہ تھے دم پہر آشک
--	--

دیکھنے والوں سے چہیتی نہیں اچھی صورت	حسن کو بھنے نہ پردہ میں ہی پریشان دیکھا
آہ فصل بہاری میں کیا قید ہے	ہاں بھی بہر کے نہ صیاد گلستان دیکھا
کبھی دو پھول تو رکھ گنج قفس میں صیاد	نہ چمن میں نہ مدت سے گلستان دیکھا
میں نے ہی شوق شہادت میں جہکادی کر	ایکے ماتہ میں جب خنجر عسدریان دیکھا
بعد مدت کے مری آہ میں تاثیر ہوئی	آج کچھ اوس ستم آرا کو پریشان دیکھا
بودنا بود میں وقفہ کوئی دم کا بھی نہیں	آزما کر تجھے اسے عالم امکان دیکھا
مری تربت جو ملی چال بد لکروہ چلے	یہی نظروں سے سو گور غریبان دیکھا

ہو دھوان شمع کا یاد دل ہو کیا شایق

جسکو دیکھا تری محفل میں پریشان دیکھا

شور۔ جناب نشی گل محمد صاحب شاگرد حضرت فیض موصولہ از گلبرگہ

شور

زنگ دل عشق میں تیرے عجب ایجان دیکھا	کبھی گریان کبھی خندان کبھی حیران دیکھا
کوئی باہر نہوا حکم سے تیرے اسے یار	اک زمانہ کو ترا تابع فرمان دیکھا
نہ کبھی شہر خموشان سے پلٹ کر آئی	خوب ہنسنے تجھے اسے عمر گریزان دیکھا
کر دیا برق کے مانند دلون کو بیتاب	جس طرف ایک نظر تو نے مرجان دیکھا

دہن زخم دل زار مزیدارتھا شور

ہنسنے خالی نہ کبھی اسکا نمکدان دیکھا

شایق۔ جناب غلام حسین خان صاحب شاگرد جناب عصر

شایق

جب سے عارض کو ترے اسے کل خندان دیکھا	انکہہ اڑہا کر نہ کہی سو سے گلستان دیکھا
وصل کی شب پہ کہا اوسنے گلے مل کر	پورے یون کرتے میں ہم وعدہ و پیمان کیا
کوئی مرجلا سے نہیں پروا تجھ کو	آزما کر تجھے ایجان کے خواہاں خواہاں کیا
دل لگی میں ہے مرضی کا نہ ہم کہتے تھے	وہی آخر کو ہوا بدل نادان دیکھا

سنئے شایق کا سخن کہتے ہیں سب اہل سخن

ہمنے اس دو دین ایسا نہ سخن دان دیکھا

شوق جناب میر عبد الرؤف صاحب جعفری الہکار دفتر تعمیرات عامہ سرکار

دل کو پابند خم کا کل جانان دیکھا	رات بہر ہمنے عجب خواب پریشان دیکھا
عاشق زلف کو جمعیت خاطر کیسی	جسکو دیکھا اوسے حیران پریشان دیکھا
استدر حسن گلو سوز نے بہڑ کا ئی اک	آتش عشق سے ہر قلب کو سوزان دیکھا
ہر طرف عافیت امن کا ملتا تہا نشان	انکہہ اڑہا کر جو سو گور غریبان دیکھا
ہم ہو موسم گل آنے سے پہلے ہی اسیر	یاسے دو دن ہی نہ رنگ چنستان دیکھا
دل بہا لیکیا سیلاب سرشک آخر کار	کر دیا خانہ آباد کو ویران دیکھا

شوق سینہ ہر ترا جکی بدولت روشن

دل سوزان کو چسراغ تہ دامان دیکھا

شکور - جناب

دعویٰ حسن میں یکتا رخ جانان دیکھا	آئینہ کو بھی ترے ساسے حیران دیکھا
-----------------------------------	-----------------------------------

شکور

گر دوش چشم نہیں گردش افلاک سے کم قتل ہونے پر مرے کیا ہوتا سفیرِ اوہین اؤ کو حالِ دل مضطرب دکھایا میں نے آگئی نیند جو گیسو کے تصور میں شکور	جب کو اس دور میں دیکھا اوسے گریاں دیکھا دیر تک لاش پر انگشت بندان دیکھا مٹکا کر ہی کہتے ہیں کہ ماں ماں دیکھا بستر خاک کو ہی خانہ زندان دیکھا
---	---

شرف

شرف جناب حاجی سید روشن علی صاحب شکاری شاگرد جناب عصر موصولہ لاریچور

عشق میں اونکے عجب رنگ کا سامان دیکھا یاد عارض میں رہی صبح وطن کی مجھے سیر دل میں خج ہشت نہیں فروس کی بطحی کی قسم بعد تدجو مرے گہر میں وہ لائے تشریف آج کل ایسی زمانہ کی ہوا بگڑی ہے	یعنی ہر شخص کو میں جان کا خواہاں دیکھا ہجر گیسو میں غم شام غریبان دیکھا میں نے جس روز سے شرب کا بیابان دیکھا خانہ دل میں بہر ایش کا سامان دیکھا سمنے گلشن میں کسی گل کو نہ خندان دیکھا
---	--

ایک بیک صل علی صل علی کہہ اوحٹا

اسے شرف جس نے تراغیتہ دیوان دیکھا

شمس

شمس جناب سید عبد الرحیم صاحب الملکا محکمہ نگاری بلوہ شاگرد جناب مخمور

دل سے سینہ کو جدا جسم کو بچان دیکھا کیا ہی لشکین وہ دل عالم امکان دیکھا جب ہوا جو شبنم خاک اوڑائی دل میں دل میں یہ سینہ میں یہ آنکھ میں یہ جان میں یہ	ہے کیا کیا نہ عذاب شب ہجران دیکھا جس طرف آنکھ پڑی جلوہ جانان دیکھا ہے مجھ کو نکی طرح سے نہ بیابان دیکھا منقل درد کو کیا کیا شب ہجران دیکھا
--	---

مرے عاشق کے عاشق جہان ہیں عاشق	زر و ہر پھول کو ہر شمع کو سوزان دیکھا
تجسس ملتی ہیں تو وہ روپ بدل کر اسے غیر	ورنہ میں حسن نہ سکون تو یہ کہو بان دیکھا

میت دی اشک امت نے سیاہی ساری
حضرت شمس مراد فر عصفیان دیکھا

صفا

صفا - جناب حسین علی صاحب

قبر تاریک میں روشن چراغ نور شید	داغ دل شک و شمع شبستان دیکھا
ایک ہی تو نہیں ثابت قدم کو سے وفا	یون تو لا کہوں ہی کو مفتون سینان دیکھا
بیکسی پری ہوئی عبرت ارباب جہان	میرے ماتم میں جینو نکو ہی گریان دیکھا
بلبل زار کو صیاد نے جب قید کیا	اوس نے حسرت سے سو صحن گلستان دیکھا

جو یہاں آیا اوسے فکر ہی جانیکی مدام
چمن دہر صفا صورت زندان دیکھا

صمیم

صمیم - جناب مرزا بسم اللہ بیگ صاحب

کوئی جا نہیں اوس نور کو ایمان دیکھا	مہتابان تو کہیں مہر درخشان دیکھا
عشق اچھریں جو دل سے ہوا مشغول آوے	سالم و ثابت و بار و فوق ایمان دیکھا

ضیا

ضیا - جناب مرزا امیر الدین صاحب دہلوی

صد مہیاں و غم دوری جانان دیکھا	جو دکھایا ہمیں تو تھے شب ہجران دیکھا
ہم کہان خار کہان باد پہ گردی کیسی	جو شوق و محبت کا پہلا ہو کہ بیابان دیکھا

یہ بھی محفل میں کوئی دیکھنے میں دیکھنا ہے ہمتو پہری یہ کہتے تھے کہ ہمیر ہے وہ ہمیری گم شدگان رہ الفت کی نہ کی اب نہ کرو وہ نہیں ہر ترے وعدہ کا یقین سو ستم او سکر ہے اور اوسنی ظالم سے ملا ہم نے کر نیکو تو کی حشر میں فرما د ستم تو ہوا ہے نہ کیا نہ کیا ہو گا	دیکھا دیکھی جو مجھے تھے میر جان دیکھا تو نے سمجھا نہ تیجہ دل نادان دیکھا جائے اگو ہی خضر بیابان دیکھا از مایا تجھے ہنسنے ترا پیمان دیکھا اپنے دل سا ہی نہ ہم نے کوئی نادان دیکھا دل میں نادم ہوے جب اوسکو پشیمان کیا خوب ہنسنے تجھے اے رفتہ دوران دیکھا
---	---

ہوئی تکیں صنیا بچ گئے آنسو اپنے
اگیا صبر جو دشمن کو بھی گریان دیکھا

ولہ

جو ملا آپ سے حال اوسکا پریشان کیا تیغ عاشق پہ لگانیکو لگا تو بیٹھے جس نے نظارہ کیا اوسکا گیا باغ سے دل وصل اوسکا ہمیں ممکن نہیں اغیار کو ہے چھکے چپٹ جائیں کڑی جیلینی آسائیں جلدیے جوش میں ہم آگے جد ہر منہ اوٹھا اوس غلاباز نے دل مجھ سے قسم کیا کے لیا	انتہا یہ ہے کہ اغیار کو نالان دیکھا ہوش جاتے رہے جب خم نمایاں کیا جس نے دیکھا اوسے پہرا اوسکو پریشان کیا ایک عقدہ کہ یہ شکل کہیں آسان دیکھا ابھی شمس نے کہاں صدمہ ہجران دیکھا کوہ دیکھا نہ خون میں نہ بیابان دیکھا دید یا ہم نے ہی جب ماہوں پہ قرآن دیکھا
--	---

<p>سوے ہی تم تو پریشانی خاطر نہ گئی لیکے دل پہر گئے اور اس پہ قسم ہی کہا ہی جو میں تیرے کہیں لطف کا پہلو پایا</p>	<p>خواب بھی مجھ میں دیکھا تو پریشان دیکھا جائیے جائیے بس آپکا ایمان دیکھا لطف میں تیرے کہیں جو رکھو نہاں دیکھا</p>
<p>نہ ضیاء رخ سے بخیرہ نہ راحت سے ہے خوش ہم نے اس شخص کو ہر حال میں یکساں دیکھا</p>	
<p>دور گیسو میں تھا رخ تابان دیکھا نیم جان کتنوں کو اور کتنوں کو جان دیکھا دل میں ہر چور کے ہمارے ہی رہا کرتا ہے مر گئے سیکڑوں تجہ پر مگر ایجان ہمنے اوس نجس بوقت الٹ دی رخ روشن نقاب آج کیون صورت آئینہ تجھے سکتا ہے نہ چہا پے ہوئے کیون پوہ فائوس میں ہم ستم دیدہ کہاں دشت بلا خیز کہاں ہو بہا دل پر دل غ خزان سے محفوظ آبلہ پا جو میں دیدہ نہ گیا صحر کو دوب مرچکی مرے یوسف دل کو سوچھی</p>	<p>ہمنے کفار کے ہاتھوں میں یہ قرآن دیکھا کس تم کا یہ ترے کوچہ میں سامان دیکھا تو نے اچھا یہ ٹھکانا غم حیران دیکھا ایک کا ہی نہ نکلتے ہوئے ارمان دیکھا ابر سے صاف نکلتے مہ تابان دیکھا کیا کوئی ہوش بادیہ حیران دیکھا تو نے کس ماہ کو اس شمع شبستان دیکھا اسے جنوں تیری بدولت یہ بیابان دیکھا ہم نے سر سبز ہمیشہ گلستان دیکھا تیز ہر ایک سر خار مغیلاں دیکھا اوشش حسن کا جب چاہ زرخزان دیکھا</p>

ضیفم

ہم وہ آوارہ صحرا سے محبت سے تھے خون	انکھہ اوٹھا کر نہ کہی سوئے گلستان دیکھا
نزع کے وقت جو وہ آئے مرے بالین پر	جان کے ساتھ نکلتے ہوئے ارمان دیکھا
رکھ دیا مائے آئینہ اوٹھا کر ضمیمہ غم	
اپنی یکتائی پہ جب یار کو نازان دیکھا	

طاہر - جناب سید فرخندہ علیہ صاحب محافظہ دفتر مجلس مالکذاری

دست رنگین کو ترے جس نے میر جان دیکھا	کفریم نہ کہی پنجہ مرجان دیکھا
حسن اپنا ہی کہی اپنا عدو ہوتا ہے	اپنے ہی آب میں ڈوبا در غلطان دیکھا
دیکھا اسے حسن کے باعث سے فقط یوسف نے	ریشک انخوان چہ کنعان غم زندان دیکھا
طاہر جو شش خون اپنا شیمیں سمجھا	تا بدامن جو مرا چاک گرمیاں دیکھا
لب جان بخش کے بوسہ میں ہے عمر جاوید	کیا مرا آنکھ سے گر شمشیر جوان دیکھا
ناطقہ بند عنادل کا ہوا گلشن میں	ہوش لالہ کے اڑے جب لب طایان دیکھا
سیر کی تاب انہیں فرط نزاکت سے کہاں	انکھہ اوٹھا کر نہ کہی سوئے گلستان دیکھا
موت کا عکس مادہ میں آئینہ ہے	جس نے دیکھا او سے خود آپکو بچان دیکھا
لفظ معنی گل و بلبل ہیں تو غنچہ نقطہ	سب نے مطلع کو مرے باب گلستان دیکھا
قافیہ قاف اگر ہے تو پری مضمون ہے	جس نے دیکھا مردیوان کو پرستان دیکھا
ڈاک پر باد بہاری کے چلو گہت گل	تار باران جو بند ہاتا بہ گلستان دیکھا
کاک بول کے اڑی بزم میں پر یونکی طرح	ابر اڑتا صفت تخت سیماں دیکھا

کبھی عاجز کی نہ امید بر آئی افسوس مہربان ہو تو نہ تھکو کبھی ایجان دیکھا	۲۰
--	----

عشق جناب محمد حبیب اللہ صاحب ہلکار دفتر معتمد صاحب صرفی

خط شبکو نہیں ترا پاہ زرخدان دیکھا ہمنے طرفہ اثر الفت پہنایا دیکھا رحمت عام کا یارب تری کیا کہنا ہے تادم مرگ نہ گیسو کا قصور چھوٹا تو ہم نہ کہتے تھے کہ ہر جان کا نقصان ہمیں دہو نہ تا ہو دل گم گشتہ کو اک مدد سے دل ہی شہر لیکے مگر نا پیر اس غماز کیا تھ سچ بتا اسے فلک پیر کہیں مشق جفا	۲۱
--	----

صدہ عشق بھی اسے عشق ہے لذت افزا میٹھا اس درد کو اس زخم کو خندان دیکھا	۲۲
--	----

فاضل جناب مولوی قطب الدین محمود علی صاحب ابو العلامی

اونکی زلفوں سے بہا حشر کا طوفان دیکھا کون ہر تیرا زما نہیں جو شتاق نہیں شہرہ عام ہے بیدار زمانہ میں تری	۲۳
---	----

فاضل

نگہ نماز و اداعشوہ و انداز و حب	دل فریبی کا ہر اک خیر میں سامان دیکھا
گر مکرے ہو تو اسکی نہیں کوئی تدبیر	غیر کے گہر نہیں جاتے ہو یہاں ہاں دیکھا
عرش سے فرش تک ایسی نہیں ہرگز کوئی شے	سوج زن جہین نہ کچھ جلوہ جاناں دیکھا

فانی - جناب منشی محمد احمد صاحب شاگرد جناب علوی

فانی

اک نظر جس نے تجھے دشمن ایمان دیکھا	پہراو سے ہمیں نہ ہندو نہ مسلمان دیکھا
ہاتھ رکھ کر مے سینہ پہ وہ فرماتے ہیں	ایسی حسرت کہی دیکھی نہ یہ ارمان دیکھا
سنئے تھے عشق میں یوں ہوتا یوں ہوتا	جو سنا تھا وہی آخر کو میر جان دیکھا
گر گیا دل کوئی یا کھل پڑا کوئی فتنہ	بار بار آپے کیوں گوشہ دامان دیکھا
لوگ لپٹیں یہ کہتے تھے ہمیں دکھلا کر	ایسے تھے ہمیں جو ہوتے ہیں پر ارمان دیکھا
جان نیارہ الفت میں تو ہاں آسان ہے	اور تو ہم نے کوئی کام نہ آسان دیکھا
جو پہنسا اس میں بہکتا ہی رہا ساری عمر	کوچہ عشق عجب بھول بہلیاں دیکھا

چپکے جاتے تو بوجھانہ کو فانی صاحب

کیا مزا ہو کہ جو کبھی وہ کہہ بان بان دیکھا

فائق - جناب محمد عثمان صاحب -

فائق

آہ وزاری کے سوا کیا شب بھران دیکھا	تیری الفت میں فقط جان کا نقصان دیکھا
لہجہ تیری لبتو ہی بیا بان دیکھا	تیرے ہی ہاتھوں سے پر زمرہ امان دیکھا
کوچہ زلف میں دل کو مے ملتی نہیں راہ	دوستو ہم نے عجب بھول بہلیاں دیکھا

یہ وہ آبادی ہے جسکی ہے ترقی ہر روز حور ہو یا کہ ملک ہو کہ پری ہو کیا ہو ساتھی عارضہ عشق ہو ادا من گیر حق کو دیکھا سر مو شک نہیں باقی آسین	۷۰ منزل ملک عدم بجو نہ ویران دیکھا ہم نے تمسا نہیں حاشا کوئی انسان دیکھا اک نظر ہمیں جہاں عارض جانان دیکھا جسے رویا میں رخ شافع عصیان دیکھا
--	---

نہیں ملتا دل و ایمان کا پتا فایق کو
اک نظر تو نے جو عارت گرا ایمان دیکھا

قاضی جناب مولوی محمد احمد علی صاحب صدیقی شاگرد حضرت فیض قاضی

آے دنیا میں کہلی آنکھ مری جان دیکھا ہوے جب اشک رون آنکھ سی طوفان دیکھا نیچ اور اونچ زمانے کے نظریں آئے حیرت آمیز ہے وہی روح کا گو حسن و جمال ای پریر وہی تفسیر ہے فیض کی اور ہی دیکھتے ہیں دیکھنے والے بخدا عجب چیز یہ دید آنکھ ہی کھل جاتی ہے دیکھنا اونکو جو مظلوم بہر صورت ہے تراشہ ترا زار پرستش تیری دیکھنا دیکھتے ہیں دیکھ کوئی کر دیکھنا ہے	جسکو دیکھا تری صورت پہ نمایان دیکھا جب کہلی آنکھ تو اک حشر کا سامان دیکھا اونچی قامت پہ جو نیچا ترا داماں دیکھا مجھ کو حیرت یہ ہے آئینہ کو حیران دیکھا ایک عالم کو ترے سایہ کا خواہاں دیکھا ہم نے ہی کم نہیں دیکھا تمہیں انسان دیکھا رنگ کو عالم نیرنگ میں نہان دیکھا اس سے کیا بحث ہے بیدا کوئی پہنان دیکھا ہے مراد میں مراد سب و ایمان دیکھا اس طرح دیکھے جو کوئی تو کہو مان دیکھا
---	---

اس سے پوچھے تو کوئی کس نے بنایا قاضی	
جب اسے دیکھا تو میخانہ میں غلطان دیکھا	

قیس

قیس - جناب خواجہ محمد علیچ اللہ صاحب صیغہ دار و قریب کرا آسمان	
ملک تہی میں تماشایہی اسے جان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
دق ہوئی سل موسیٰ رسوا ہوا اور جان گئی	یہ فرا آپ کی الفت میں میر جان دیکھا
اونکی زلفونکو تصور میں رہی بد خو ابی	نیز کچھ آئی ہی تو خواب پریشان دیکھا
دار فانی یہ ہے یارب تو رہیگا پھر کون	دیکھا جس شخص کو میں نے اوتڑا دیکھا
کبھی تپا کبھی بیٹھا کبھی لیٹا ایسا جان	لطف کیا کیا کہوں تھے شب ہجران دیکھا
دوست جتنی ہیں تنہا رہے ہیں دشمن میرے	جسکو دیکھا تو میر جان کا خواہان دیکھا
طلب بوسہ یہ وہ گالیان دیتے ہیں مجھے	مرتا العمر کا نکلا یہی ارمان دیکھا

عصر صاحب کی غلامی کی بدولت اقیس

داد دینے لگے اب تجھ کو سخت دان دیکھا

قیام - جناب حاجی خواجہ محمد قیام الدین صاحب میر منشی سیامہ مبارک	
باغ میں اوس گل خمبی کو جو خندان دیکھا	بلبل زار دل زار کوشت دان دیکھا
ماسوا ہوتی محکوم تو وہ حاکم ہے	یعنے ہراک کو ترا تابع فرمان دیکھا
حسرت دیاس الم رنج کی آبادی ہے	خانہ دل کو نہ اپنے کبھی ویران دیکھا
تیر مژگان سے ترے آہوی دل ہے زخمی	تیر ابرو پہ ہراک کو ترے قربان دیکھا

قیام

کوچہ یار کی پوچھ نہ حقیقت کو قیام
آیا جاندار بیان جو اوسے بجان دیکھا

قاسم

قاسم - جناب میر قاسم علی صاحب

میں ہرز و زبوتوں کو بیان مہمان دیکھا	خانہ دل کو کسیدن ہی نہ ویران دیکھا
پھر گیا نامہ مرا لیکے وہیں سے قاصد	در و در پارہ دشمن کو جو دربان دیکھا
خوب رویا میری مرقد کو لگا کر وہ گلر	اپنے عاشق کو تہ خاک جو نہان دیکھا
کر بلایا رکا کوچہ تو نہیں ہے ایدل	جا بجا ہم نے دیان خون شہیدان دیکھا

جھیلنے آفتین لاکھوں ہی پڑ گئے قاسم
دل لگانا ہی کوئی اپنے آسان دیکھا

قانع

قانع - جناب سید عبدالقادر صاحب کیل و معتمد نواب لایق الدولہ

ناز و انداز و کرشمہ تو ہے سب میں لیکن	جو کسی میں نہیں وہ تم میں میر جان دیکھا
آج کیا میں ہی جیسا ہوئے سنجہ آیا ہوں	دل میں شہزادے کہو کہو پر ارمان دیکھا

قانون

قانون - جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب اہلکار و قمر خزانہ صرفی

مرے مرنے پہ کسی کو سہی نہ گریان دیکھا	زلف جانان کا فقط حال پریشان دیکھا
صدقہ موتے تھے بہار گل و سنبل ہر دم	باغ میں جب تھیں بن ہنس کے خرامان دیکھا
کس طرح دون انہیں نشیہ رخ جانان سے	حور میں نے نہ کوئی دیکھے نہ غلبان دیکھا
آتش غم میں بڑبڑاہی رہا شب کو رقیب	اوس پر پوشش کو جو گہر میں مرے مہمان دیکھا

جو سخن سنج ہیں وہ فضل و اعزاز ہیں مگر	عصر صاحب کے برابر نہ سخن دان دیکھا
لیکے دل صاف مکر جاتے ہو کیا ہی واقف	ہمنے تم سنانہ کو می صاحب ایمان دیکھا

یار کا حسن خدا داد ہی کیا ہے **قانون**

کو می ایسا نہ پریزا دہ انسان دیکھا

کامل - جناب سید ثواب علیہ صاحب لکھنوی -

کامل

جس نے وابند نقاب رخ جانان دیکھا	صورت آئینہ نم نے او سے حیران دیکھا
اونکے دانتوں کو جو رشک در غلطان دیکھا	سرخ لب سے نخل لعل بدخشان دیکھا
ہمنے اوس ترک کی جب تیغ کو عریان دیکھا	خون میں ہر عاشق جان باز کو غلطان دیکھا
لیکے دل ہاتھ میں کی ہمنے پرستش ایسی	ہو گیا وہ صنم آخر کو مسلمان دیکھا
بے گنہ خون کئے سیکڑوں جان بازوں کے	پر نہ اوس قاتل عالم کو پشیمان دیکھا
نظم جب قاتل و مقتول کا افسانہ کیا	شعر سے شعر ہر اک دست و گریبان دیکھا
خط نہ لکھا نہ خود آئے نہ بلایا محکو	بیروت بھی نہ تہا کو می ایجان دیکھا
عمر بہر اوسنے کنوین صورت یوسف جہانگیر	جس نے ایماہ ترا چاہ زرخندان دیکھا
جب سے وحشت ہوئی اک جانہ لیا ہمنے قرار	کوہ و صحرا کبھی دیکھا کبھی زندان دیکھا
شادی غم و گلستان جہانین تو ام	کبھی پڑ مردہ گلوں کو کبھی خندان دیکھا
فصل گل میں ہی ملا سنبل و شب نم کو نہ چین	اسے مالان تو چین میں اوسے گریان دیکھا
تارے گن گن کے شب ہجر بسر کی ہمنے	تم کو پہلو میں نہ جب اسے مہ تابان دیکھا

دل کے داغ نکامے جس نے گلستان کیا	ولہ بہو لکڑی نہ پہاڑوں نے چمنستان کیا
کل جہاں بلبل نالان کو غنہ نخوان دیکھا	آج برباد خزان سے وگستان کیا
جب کہا اونسے مرا حال پریشان دیکھا	ہنس کے بولے وہ عجب ناز سے جی مان کیا
قتل میرا جو نہ منظور تھا تجھ کو قاتل	کہنچکریاں سے کیوں نہ خبر بران دیکھا
عمر بھر جسکی محبت کا بہر اوم سہنے	اوسے سفاک کو پہر جان کا خواہان دیکھا
صاف آئینہ صفت منچہ میں اور دلمیں غبار	ظاہر و باطن احباب نہ یکساں دیکھا
وجد میں آکے وہ سمجھا مرے غامہ کی صیر	جسے بلبل کو گلستان میں غزنخوان دیکھا
ہنس دیا ناز سے بیاختہ منہ پہر کے وہ	کچ ادا ہی پہ جو اپنے مجھے گریان دیکھا
جان مشتاق تو آفت میں نکلتے دیکھی	وصل کا پر نہ نکلتے ہوئے ارمان دیکھا
ہم نہ کہتے تھے کہ ملنے میں ہوں کے چرخا	نہ کہا مان کے کیوں ایدل نادان دیکھا

تہا شب وصل صنم میں جو مہیا کامل
صبح ہوتے ہی نہ وہ عیش کا سامان دیکھا

کاتب جناب سید ابراہیم حسینی صاحب مدرس مدرسہ تعلقہ تلچاپور

روے جانان کو تہ کا کل چپان دیکھا	جلوہ گرا بر میں خورشید درخشان دیکھا
چاندنی رات میں آیا جو خیال عارض	نگہ یاس سے روے مہتابان دیکھا
ایک مجنون تھا وہاں سیکڑوں مجنوں کو یہاں	آگے آگے ترے ناتہ کے حدی خوان دیکھا
تیرا تلو چھری بانک کٹھاری خنجر	جمع کثرت سے مرے قتل کا سامان دیکھا

کاتب

وہ ہی ہو گا کوی امید برآئی جس کی	اپنے دل کے نہ نکلتے کبھی ارمان دیکھا
قحط سالی میں ہر اک چیز گران تھی لیکن	دل مانتا جسے بازار میں ارزان دیکھا
عشق میں روسے درخشان کے افق کو منحور	کوئی صبح نہیں چاک گریبان دیکھا
چشم جانان کی محبت نے جو مارا مجھ کو	سبزہ قبر مرا وقف غزالان دیکھا
واہ رے شوق شہادت کہ جہ کالی گردن	دست قاتل میں اگر خنجر بران دیکھا

کوی بے فکر نہیں زیر فلک اے کاشتب
جسکو دیکھا او سے دنیا میں پریشان دیکھا

کوثر۔ جناب مرزا محمد اسد اللہ صاحب میٹرنشی دفتر ضلع طرابلس

نہ ملا غیر کفن مملکت دہر سے کچھ	ساتھ دارا و سکندر کے یہ سامان دیکھا
شاہ ستارے تباہ گدا سپہیں تمنائیں آہ	ہمنے ہر دل کو پُر از حسرت ارمان دیکھا
کفر و دین کا کل درخ سے بن او کی ظاہر	برہمن دیرین کعبہ میں مسلمان دیکھا

میں ٹپکتی ہے ہر اک کے سر منحور سے آج
ہمنے اوس سانی کوثر کا یہ احسان دیکھا

گہر۔ جناب مرزا گوہر بیگ صاحب

کل رخ تیرا جو اے سر و خردمان دیکھا	پہر جدہم دیکھا گلستان ہی گلستان دیکھا
جسے دیکھا نہ یہ مڑتا ہے پلایا اوسے نہر	کچھ دھان اسکے سوا اور نہ درمان دیکھا
خوش خلد برین وہ نکر کا ہر گز	جسے اک بار مذنیہ کا بیابان دیکھا

نہے ناکام محبت بھی نہوں گے نہوں	خواب میں بھی نہ کہی وصل کا سامان دیکھا
عشق میں ککے گہرا اپنے کو بدنام کیا	
بخدا ہنسنے نہ تجھسا کوئی نادان دیکھا	

مزاج - جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض

تہی یہ تعبیر خوش خواب پریشان دیکھا	صبح ہوتے ہی عیان عارض جانان دیکھا
کیون نہ ہستی میں عدم والو کی دھپ سی ہو	خواب میں بھی جو نہ دیکھا تھا وہاں یہاں دیکھا
بتلا سچ میں اس باغ کے ہرین ہو رو و زنگ	تنگدل غنچہ کو نور گل کو پریشان دیکھا
دام اقبالک اسی شاہ دکن آصف جاہ	شان شوکت میں تہنیں رشک سلیمان دیکھا
بے نقابی سے ترانہ ہوا موج ہوا	ماہ کو مثل چراغ تہ دامن دیکھا
وحشت دلی زرا دست درازی دیکھی	استین دیکھی نہ دامن نہ گریبان دیکھا
روش باغ پہ بلبل نے تجھے گل سمجھا	بولی قمری کہ عجب سر و چراغان دیکھا
دلکو شکل گل و آئینہ و شبہم پایا	کہہ خندان کہہ گریان کہہ حیران دیکھا
مرجا دیدہ تر رحمت باری صد بار	اشکباری میں تجھ موسم باران دیکھا
پہول سے منھ پر ترے دیکھی جوافتان کے	زر گل اور زرخ کو یکسان دیکھا
لالہ سان داغ محبت سے دل افسردہ رہا	یہ وہ گل ہے نہ کینے اسے خندان دیکھا
رہنے والوں نے ترے کوچہ کو اچھوڑ لیا	انکھ اٹھا کر نہ سوے روضہ رضوان دیکھا

چشم جادو کو تری جان کا خوابان دیکھا آئے ہستی میں دم گاہ سے مرنے کیلئے صورتیں دیکھتا بھرتا ہے بہت آہیں گر گئے اوسکی نظر سے وہ مہر و انجم ہر کے گل خشک و نمین غنچے اڑا دیتے ہیں وخت دل نے کیا تا در باغ استقبال عالم ہستی ہو موم تھا اک عالم خواب دراغ تنہا ی شب دنگو جلاتا ہے چراغ سبز پشت لب جان بخش ہو اجلوہ نما خاکساروں نے ترے عشق میں اسے رشک میں	نکد شوخ کو غارت گرا ایمان دیکھا زندگانی کو غرض موت کا سامان دیکھا مگر اس نے بھی نہ بھسا کوئی حیران دیکھا بام پر جس نے ترارو سے پرافشان دیکھا رنگ نالو کا ترے بلبیل نالان دیکھا پاؤں کہتے ہی گلستا میں بیابان دیکھا انکھ جھوٹ کہلی اور ہی سامان دیکھا ایک دن نیکی کو غریب بیان دیکھا خضر کو متصل حشمہ حیوان دیکھا گل سرخ اور گل سرخ کو یکساں دیکھا
--	--

دیکھ بیاغ میں گرا دس رخ سادہ کو مزاج
کہیں سعدی کو گلستا میں گلستان دیکھا

مہر۔ جناب محمد وزیر الدین صاحب جمعہ دار۔

سارے اعضا کو پس مرگ پریشان دیکھا اک زمانہ تری رفقا رکاشا کی ہے فلک بعد قتل اپنے شہیدوں وہ فرماتے ہیں اک برس پہلے کہنا تری مہر تخیلی	کشتہ زلف نے رنگ شب حیران دیکھا کس نے عالم تجھے کرتے ہوئے احسان دیکھا ایک ادنیٰ مری تلواری کا احسان دیکھا تو نے کب دل سے نکلتی ہوئے ارمان دیکھا
--	---

دجیان اوڑ گئے جب ہاتھ اوٹھا وحشت میں	نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان دیکھا
عشق سزا جن چن باد خزان نے کہو یا	ہے جس باغ کو دیکھا اوسے دیران دیکھا
لطف نیرنگ دکھاتی ہے خزان اور بہا	نظر غور سے ہے ہی گلستان دیکھا
وید بازی نے تمہاری تمہیں بدنام کیا	ہے جو پہلے کہا تھا وہ میر جان دیکھا

سودا آخر یہ ہوا جان گئی فرقت میں

مہر عشق بت سفاک کا نقصان دیکھا

مخفی

مخفی - جناب سید عنایت الہی صاحب - موصو از تعلقہ حدکانو

فکر دنیا میں ہر اک شخص کو حیران دیکھا	چہ تو یہ کی کہ زمانہ کو پریشان دیکھا
نکرطو می بھی سنا چرچہ عباں دیکھا	ثانی فیض نہ دنیا میں خندان دیکھا
بان عباوت کی بدولت ہی نظارہ ہوتا	اپنے کشتہ کو نہ پر تم نے مرجان دیکھا
جز تفکر مرے پاس آئین حاصل کیا ہے	جس سے دیکھا مجھ میں اوسکو پریشان دیکھا
روبر و اپنی زلف اور خط عارض کے	ہے خاشاک سے کم سنبل وریحان دیکھا

کس پر پرو کو دیا دل کہو کس پر مونشار

ہے مخفی نہ کہو کسکو مرجان دیکھا

مہدی

مہدی - جناب مرزا مہدی صاحب -

اثر عشق بہم عاشق و معشوق میں ہے	جلتے پروانہ کو اور شمع کو گریبان دیکھا
ہر شبہ کو ہی بیان صورت تصویر سکت	اینہ غانہ میں دیکھا ہے حیران دیکھا

جوشِ رن طبعِ رسالتیری جو ہے اسے مہدی	
حضرت فیض کا شاید کہین دیوان دیکھا	
میخوار۔ جناب محمد عبد الرحمن صاحب شاگرد جناب شیخ	

میخوار

اے سحرِ راحت جان میں ترے قربان دیکھا	تو مرے دل میں ہے مہمان میر جان دیکھا
یوں تو افسانے بہت تر چلے آئے ہیں	کا فر عشق کو ہوتے نہ مسلمان دیکھا
کہہ ہی پوچھا ہی کہ کیسے ہو کہاں تھے ہو	تم نے کب میرا نہیں حال پریشان دیکھا
ایک دن ناز سے کہنے لگے مجھے آکر	تم کو سننے نہ کیسے روز بھی خدا ان دیکھا
باتیں کرتے تھے عدو سے وہ نہیں تو کل تھے	ہم تو سوا کر کہیں گے یہی ہاں ہاں دیکھا

مجید۔ جناب محمد عبد المجید صاحب -

مجید

چشمِ عبرت سے جو زنگِ گل عرفان دیکھا	دل میں بھولا ہوا وحدت کا گلستان دیکھا
خواب میں جبکہ مدینہ کا بیابان دیکھا	ہو گیا دل کو یقین روضہ رضوان دیکھا
دل ہی اپنا ہے عجب آئینہ عیب نما	جب کیا اس میں تصور رخ جانان دیکھا
دار فانی میں کہاں نام و نشان تیار ہے	اس میں دیکھا جسے دور روز کا مہمان دیکھا

باغِ جلتے سے مجید سیکو نہیں کچھ مطلب

سیکیشن ہوئی جب کو چہ جانان دیکھا

نظم۔ جناب مولوی حمید علی صاحب طباطبائی پروفیسر عربی مدرسہ عالیہ نظام کالج

نظم

جلو گرا نگہ میں ہی دل میں ہی نہان دیکھا	دیکھا دیکھا تجھ کو فتنہ دوران دیکھا
---	-------------------------------------

دیکھے آئینہ میں ہم نے رخ جانان دیکھا
تھنے پایا نہ قدم طول اہل کے ہاتون
ریشک ہر مجھ کو تری جامہ درسی پر اموج
جنش پاسے ملخ سے جواوہی گرد ہوا
دیکھا شتر کوئی کاری تو زبان تشنہ
دل بہر انیکو بہانہ ہے رزا سا کافی
علم وجد میں کھچا تھا ابھی دامن یار
قسمت ہر میں لکھی ہوئی ہے ویرانی
جانو الوغین او دہر کے تو سبھی لیکن
عکس عارض کے کیسے یہ سوا جوش صفا
کچہ نہیں جانتا کیا سچ میں گزری مجھ پر
پاؤں سے قبر مٹاتے ہیں وہ ہاتوں کبھی
قہر تہا پاسے نگارین کا وہ ٹھوکر لینا
تو کنارہ پہ کھڑا ہو جو رہا چھوڑ کے راہ

طور پر آپ نے کیا موسیٰ عمران دیکھا
کالے کوسوں پر سافر نے شہستان دیکھا
حرف ہاتھ بڑھا اپنا گریبان دیکھا
مین نے مہین بجز تخت سلیمان دیکھا
دیکھا پتھر کوئی بہاری تو وہ احسان دیکھا
رو دیے نرم میں شیشہ کو جو گریا دیکھا
اگیا ہوش تو اپنا ہی گریبان دیکھا
میں نے ہر خاک کے ذرہ میں بیابان دیکھا
سب کے اگے تجھ کو اے عمر گریزان دیکھا
آب آئینہ میں لہتے ہوئے طوفان دیکھا
انکھ کھولی تو طیبوں کو ہر اسان دیکھا
جان پہ کا مڑہ کیوں دل نادان دیکھا
فتنہ حشر کو ہی خون میں غلطان دیکھا
تو نے اے سر و چمن کس کو خرامان دیکھا

کشتی تھا کہ نہ تھا ظنم نہ معلوم مگر
قتل کے بعد حشم کو پشیمان دیکھا

نام جناب خواجہ سمیع اللہ صاحب شاگرد جناب عصر

نام

دشت و حشت میں اُڑے دیکھتے خوب نکلے	تا بد امن جو ہر اچانک گریبان دیکھا
چشم الطاف و عنایت تو تو نے افسوس	ایک دن بھی نہ کہی سو غریبان دیکھا
لاؤ بالی تری درگاہ ہے اللہ اللہ	کرتی ہر مور کو دعویٰ سلیمان دیکھا
ہے کدیب ایسی رہ عشق جناب عالی	ہو شمند و ن کو پہا پہنے پشیمان دیکھا

نام روشن ہو اور فیض ابد او کو ملا
جس نے صندل میں یہاں آیا چراغان دیکھا

نشر - جناب جمال الدین خان صاحب شاگرد جناب عصر

قول کا جب کو تو سچا نہ مری جان دیکھا	میں نے سو بار تر او وعدہ و چان دیکھا
وہ نہ دشمن کو بھی ایک کاش دکھا خالق	ہے ان انگھوسن جو کچھ شب حیران دیکھا
سب کو ہوتی ہی مری بات کفایت لیکن	اک سچے اپنے کئے پر نہ پشیمان دیکھا
ہم تو کہتے تھے حسرتوں سے نہ مل بہر خدا	چاہ کا تو نے مرا ایدل نادان دیکھا
اوس پر یہ شب وصل کسیدن یارو	حیف دل کا نہ نکلتے کوئی ارمان دیکھا
وہ جیاں جامہ کے ہوئے دشت میں بام	جیب دیکھا کہی ثابت نہ گریبان دیکھا

کچھ عجب رنگ زمانہ کا ہی بدلا نشتر
جب کو دیکھا اوسے مطلب ہی کا خواہاں دیکھا

نسیم جناب

اک نئی شان سے ہر دم تجھے ایجاں دیکھا	جلو تیرا کہیں ظاہر کہیں نہ پناں دیکھا
--------------------------------------	---------------------------------------

نشر

نسیم

ایکجہون دہونڈ پھراسا رابیا بان دیکھا	سجد میں بھی نہ ملا مدفن مجھون کا پتا
ماہ او سکوت تھے غور شید درختان دیکھا	جب ملائی تری صورت سے شبیہ یوسف
سایہ زلف میں جب وہ رخ تابان دیکھا	صاف ثابت یہ ہوا چاند گہن میں آیا
کلمہ پڑتا ترا گیسو و مسلمان دیکھا	حرم و دیر میں سبکو ترا جو با پایا
دست قاتل میں اگر خبر بران دیکھا	دوڑ کر شوق شہادت میں گھار کھدینگو

شاہی کھیل ہے اس دور میں بچو نکاح عجم
 طفل کتب کو بھی اب ہنستے خندان دیکھا

نجیب

نجیب - جناب میر برکت علی صاحب

اے صنم جس نے ترا چاہ ز خندان دیکھا	اوس نے جانا بخدا چشمہ جیو ان دیکھا
کیون میرجاں کہو لطف رستان دیکھا	رات بہر ایک رضائی میں لپٹ کر سوئے
انگہاؤ ڈبا کر نہ کہی سو گلستان دیکھا	ہتی نظر میں جو ترسے عارض گلگون کی بیا
مچھو محفل میں جو اوس شمع کے گریاں دیکھا	ضبط ہر خید کیا پر نخل آئے آنسو
غیر کے گہر میں جو اوس شمع کو مہان دیکھا	خانہ دل میں ہوا صبر کا رہنا و شوار
اوسے مڑ کر نہ کہی سوئے پستان دیکھا	اے پری جبکو نظر اگئی محفل تیری
جو شمع و مشت میں نہ دامن نہ گریاں دیکھا	پڑ گیا بات جد ہر سب کے اڑاے پر زب
مار کر محکو ہوئے خود وہ پشیمان دیکھا	وہ دم غضب مری دیکھتے ہیں ایل

زمرہ ہول گئے بلبل خوش لہجہ نجیب

محفل باری میں جب مجھ کو غزل خوان دیکھا

نظم جناب رائے کرپشاہ صاحب شاگرد جناب تائب لکھنوی -

نظم

عشق کیسویں عجب رنگ کچھ ایجان دیکھا	جب ذرا آنکھ کھلی خواب پریشان دیکھا
وای کیا کیا نہ مصیبت ہوئی ہمیشہ غم	مگر اگر نہ کہی تھے میری جان دیکھا
وحشت لکی بدولت یہ ہوا فخر نصیب	جو خضر نے نہ سنا تھا وہ بیابان دیکھا
لاکھ بے عدے کئے پر ایک ہی ایفا ہوا	تسا بھی کوئی نہ وعدہ شکن ایجان دیکھا
ایسی بیداری سے قاتل نے کیا قتل مجھے	ملک الموت کو انگشت بدندان دیکھا
جی اوٹھو مردہ صد سالہ محدین ایجان	تم نے جس وقت سو گور غریبان دیکھا

سیکڑوں نظم بلائیں ہوئی دل پر نازل

گر کہی خواب میں گیسوے پریشان دیکھا

وزیر - عالیجناب نواب میر وزیر علی خان قسٹ یاور المداکب و تلمیذ جناب عسکر

اُس کے اطلاق سے کیا عالم امکان دیکھا	جس کو دیکھا یہاں دور دراز کامہاں دیکھا
دور میں اوس بہ ہیمہ کے سکتے ہیں ہیں	صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا
کہتے واجب ہیں کسی اور ہی ممکن کیا شے	ایک کو میں نے نہ اس حال کا پرسان دیکھا
وحشت لکے ہوئے پہ چڑھا جس دن سے	ارسی لیلی ترے مجھوں نے بیابان دیکھا
اوٹھ گئی یہ دہ دہر سے دوس کی جو نظر	کعبہ دیر کو ایک خانہ دیران دیکھا
کہتے کہ نہ ہوا وصل کا خلعت حاصل	میں نے کسرات نہیں آپ کو عریان دیکھا

دیکھا جس نے دیکھا اندھا کا خوابان دیکھا	ماہیت سے کوئی آپ اپنی نہیں ہے آگاہ
اس طرح کا نہ محنت کوئی قرآن دیکھا	ہے جو آغاز رخ صاف پہ سبزہ کی بہار
حق نے اس کا کم کا آدم ہی کو شایان دیکھا	رکھ دیا روز ازل بار امانت سر پر
بدیان آپ کوئی نہ زبان دان دیکھا	سنتا رہتا ہو میں کا نون سکلام بیست
کام مشکل نظر آتا ہوا آسان دیکھا	پایا اپنی سے گزریا کو میں اپنی میں
جس نے اس نفع کو جاننا وہی نقصان دیکھا	دخل کسطرح خدای میں خود کیا ہو
ایک صورت پہ نہیں چہرہ انسان دیکھا	کہی معنی ہے کہی لفظ کہی ہے مضمون

کیون نہ محتاج ہوں سب اس دولت کو وزیر

خواجہ ہند کو کو میں کا سلطان دیکھا

واصف - جناب محمد علی صاحب شاگرد جناب پاس

جس کو دیکھا چہرہ میں نالان دیکھا	زابل کی توکل چاک گریبان دیکھا
صلح کل کہے جسے مشرب رندان دیکھا	دام نخوت میں پہننے گبر و مسلمان دیکھا
دیکھنے والے نے ذرہ میں نمایاں دیکھا	جلو یار تو کچھ طور پہ موقوف نہ تھا
نامہ آپ نے کہنا زحسینان دیکھا	مرے دل سے کوئی پوچھے اثر عشق تباں
ترے عاشق کو جو گلشن میں غرغخوان دیکھا	غدیلبان چمن نمونہ سرائی بھولے
اس میں عینی کو بھی مجبور و پریشان دیکھا	مرض عشق کی تدبیر ہوگی ناصح تر
منسکے فرما تو میں بس کچھ بان بان دیکھا	عرض کی میں نے محبت میں اثر ہوتا ہے

مجمع اہل سخن ملک کن کیوں نہ رہے	کوئی سلطان کن نہ سنانہ سخندان دیکھا
یہ جہان پہنچ گیا وہاں نہ فرشتے پہنچے	لامکان پر گزرتی حضرت انسان دیکھا

دونو عالم میں نہیں اور کوئی شے وصف	
کچھ از عشق میں کچھ ناز حسینان دیکھا	

وفا۔ جناب ابنہاجی راو۔ شاگرد جناب قیام۔

وفا

ایک حالت پہنیں حالت دوران دیکھا	کہیں آباد اسے اور کہیں ویران دیکھا
ہو گئی سیکڑوں عاشق کی شہادت دل میں	تیغ ابرو کو ترے جب سر میدان دیکھا
وہیں رو پوش ہوا ابرسیہ میں جا کر	رخ روشن کو ترے مہ نے جو تابان دیکھا
ہو گیا شرم سے اک آن میں پانی پانی	مہ نے جب چہرہ جانان کو درخشان دیکھا

وقت بد میں ندیا ایک بے ہی تھکے کبھی	
اے وفا جب تو مرا حال پریشان دیکھا	

مہر۔ جناب محمد خان صاحب۔

مہر

نہ فقط دیدہ نرگس کو ہی حیران دیکھا	جب کو دیکھا تیر دیدار کا خوانان دیکھا
فیض سے ہیبت آغا کے کہلا باب کمال	حال سب ظاہر و باطن کا نمایان دیکھا
جو تصویریں رہا زلف و رخ جانان کے	لطیف صبح وطن و شام غریبان دیکھا

زندگی فضل الہی سے فراغت میں کشتی	
بے مہر ہو کے مہر پہنے یہ سامان دیکھا	

ہمدل جناب محمد عبدالقادر خان صاحب بھیلی موصوفہ از اورنگ آباد ہمدل

وام میں بچپن کے جو بلبل نے گلستا دیکھا	چاک کرتا ہوا ہر گل کو گریبان دیکھا
جس نے اک روز ترا گیسو چان دیکھا	مثل سنبل او سے ہر روز پریشان دیکھا
اوتھ گیا دیدہ دل سے جو دوی کا پردہ	بسطرف انگہ پڑی جلوہ جانان دیکھا
حسن فانی ہی چہیائے سے کہیں چہیتا	چار پردوں میں سے خورشید کو تابان دیکھا

زلف جانان کی محبت جو ہوئی ہمدل کو
وشت ل کا ہر اک سلسلہ جنیان دیکھا

ہادی جناب مرزا محمد ہادی بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج ہادی

حضرت فیض کا جب گلشن دیوان دیکھا	غالی گلہائے مضامین نہ دامن دیکھا
حضرت فیض کا عس متبرک ہے یہ	دیدہ دل نے مرے جلوہ یزدان دیکھا
چادر نور سے پر نور یہ تربت دیکھی	اور انجم کی طرح لطف چراغان دیکھا
دیکھنے والوں کی انگلیوں رہا کرتے ہیں	ورنہ ہر چشم کو با دیدہ حیران دیکھا
دعوت حضرت فیاض میں آئی ہیں جو لوگ	حضرت فیض کا میں نے انہیں مہمان دیکھا
ہر یہ دربار ہی اوس مرشد کامل کا دلا	کہ جہان شاہ و گدا دونوں کو یکساں دیکھا
دست وشت جو بڑا یاد رخ جانان میں	صحیح محشر کی طرح چاک گریبان دیکھا
وہ ترا حسن خداو او ہے اللہ اللہ	جب کو دیکھا ترے دیدار کا خواہان دیکھا
تو سلامت پر دنیا میں ہر دم اسی قاتل	دم سے آباد ترے شہر خموشان دیکھا

	<p>بجدا کعبہ دل نکلیا سندر یاومی نو رات دن اوس بت بے پیر کو مہمان دیکھا</p>	
یوسف	<p>یوسف جناب محمد یوسف علی خاں صاحب شاگرد جناب عصر</p>	
یوسف	<p>یون تو دنیا میں ہزاروں ہی ہوا اکمال عشق برو نے رکھا سایہ میں تلوار و نیکے</p>	فیض صاحب نے استاد و مخد ان دیکھا جان بچنے کا یہاں کوئی نہ سامان دیکھا
یوسف	<p>یوسف جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سخورہ</p>	
یوسف	<p>اک نظر منہ جو وہ گیسو پہچان دیکھا محویت کو ہی تری رخ سے ہوئی محویت کر دیا مجھ کو خافت نے مری پوشیدہ منجھ وقت سے پس مرگ جو یا تھا آئی بچا چمن دہر کا اک رنگ نہیں ہے ہرگز</p>	عمر بہر حال دل زار پریشان دیکھا آئینہ نے تجھے بادیدہ گریان دیکھا ور نہ کیا کیا نہ مجھے آپ کا دربان دیکھا موت کو ہم نے بڑے عیش کا سامان دیکھا گل کو خندان کہیں سنبل کو پریشان دیکھا
	<p>پاؤں بچیر ہوئے ہم سے ہزاروں یوسف واہ کیا معجزہ گیسو جانان دیکھا</p>	

جودت طبع سخن طراز ان برین مصرعہ رحی

تسلی	ایک عالم کو ترے عشق میں حیران کیا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
تقی	اے پری کسکو محبت میں نہ حیران کیا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
جعفر	دل گرفتہ نکاترے ہائے غم نقش ہے	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
جعفر	فارغ البال نہ کوئی نظر آیا مجھ کو	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
حشمت	کوی مضطرب کوی بیتاب ہر محفل میں تری	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
حافظ	ایک کیا تلو کہوں لاکھوں کو ایجان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
خلیق	گردش ہر تہہ ہول ہلبیان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
دارا	دہر میں کسکو ہے جمعیت خاطر حاصل	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
رحیم	اک فقط تو ہی نہیں اے دانا لانا مضطر	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
رفیق	چاک دہن ہر کوی دل ہے کسی کا بیتاب	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
سبقت	فارغ البال نظر آیا نہ دنیا میں کوی	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
سعد	ایک بھیکہ نظر آیا نہ دنیا میں مجھے	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
شرف	فارغ البال نہ اک شخص کو ایجان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
غریب	گردش دہر سے ہر شخص کو نالان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
قیس	ملک ہستی میں تماشایہی ایجان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
نعیم	ایک عالم کو ترے عشق میں حیران دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
نظم	باغ عالم کو خزان نے کیا پامال ایسا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
وزیر	جمع خاطر نہ کسی ایک کو جانان دیکھا	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا
یوسف	جمع خاطر کوی یوسف نہ دکھا دنیا میں	جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی

التماس

ناظرین باتمکین سے پوشیدہ نہیں کہ گلدستہ فیض ہر سال کس آب و تاب سے نکلتا ہے۔ سال گذشتہ مشاعرہ میں تقریباً (۲۵۰) غزلین پڑھی گئیں جو بعد انتخاب بنظر احتسار ناظرین کے ملاحظہ میں پیش ہیں۔ سال حال کے طرحی مصرعے درج ذیل ہیں۔ شاعران نازک خیال سے امید ہے کہ ۱۴۔ جب سنہ حال (بیرون لال دروازہ حیدر آباد دکن) مزار شریف پر تشریف فرما ہو کر اپنے کلام سے سامعین کو مخطوط فرما دیں گے۔ اور جو صاحب نہ آسکین اپنا کلام محمد فیاض الدین خان صاحب المخاطب مشرف جنگ بہادر مددگار محترم صاحب دفتر صرف خاص و پیشی کچھ مدت میں روانہ فرمائیں تا شریک گلدستہ ہو کر ہدیہ ناظرین ہو۔

مصرعہ ہائے طرحی

زاکیر قناعت خاک راز می توان کردن	قافیہ۔ سر
نازل مزار فیض پر رحمت خدا کی ہے	قافیہ۔ جدا

TITLE..... 213/14..... گشتی سفرها (14)

ضمانت گس

۵۴۳۵۳

۱۹۱۰۲۳۱۰۸

فصلیہ پبلشرز

کلا

No.

D.

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.